

از قلم مریم حیدر

NOVEL BANK

پراسرار کالج کے راز

پراسرار کالج کے راز

از قلم مریم حیدر

مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com

WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

عاتکہ اور ہادیہ دونوں بہترین دوستیں تھیں اور ایک ساتھ کالج میں پڑھتی تھیں۔۔۔
ہادیہ کی کزن مشال بھی ان کیساتھ اسی کالج میں تھیں لیکن اس کی کلاس اور
مضمون مختلف تھے۔۔۔

عاتکہ اور ہادیہ اس کالج میں ایڈمیشن کیلئے بہت پُرہوش تھے لیکن اس قدر بڑے کالج کی بے ترتیب خاموش عمارت وہ مندر اور جگہ جگہ لاک کیے گئی کمرے اور یہاں تک کہ ایک بلڈنگ کے تیسرے پورے پورشن کو بند کیا گیا تھا۔۔۔ یہ سب ہادیہ اور عاتکہ کیلئے بہت بہت عجیب اور پراسرار تھا۔۔

دن گزرتے گئیے اور وہ باقاعدگی سے کالج آتی رہیں۔۔۔

ایسے ہی ایک گرمیوں کا دن تھا اور ہادیہ آج کالج لیٹ پہنچی تھی اس کی پہلی کلاس کب کی شروع ہو چکی تھی۔۔ وہ تیز تیز قدم چلتی اپنی کلاس کی طرف جا رہی تھی جب اچانک ہی اس کے پاؤں منجمد ہوئے اور وہ تیز تیز چلتی یکدم ٹھہر سی گئی۔۔۔

وہ کوریڈور میں ایک کمرے کے سامنے ساکت کھڑی تھی یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس کے دروازے پر ایک چھوٹا سا زنگ آلود تالا لگا تھا۔۔ دروازے پر نیچے کی طرف ایک سوراخ تھا۔۔ ہادیہ کو لگا جیسے کمرے سے گرم دھواں نکل کر اس کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہو۔۔ وہ ساکت کھڑی رہی۔۔۔

مریم نے ساکت کھڑی ہادیہ کو حیرت سے دیکھا اور پکارا۔۔۔
بچے آپ کس کلاس سے ہے؟ اور یہاں کھڑی کیا کر رہی ہے۔۔۔؟
ہادیہ ایک دم اچھلی اور پھر نارمل ہوگئی۔۔۔

اس نے کن اکھیوں سے دروازے کے سوراخ کو دیکھا اور میم مریم سے ایکسکیوز کرتی آگے بڑھ گئی۔۔۔

ہادیہ کے پہنچنے تک کلاس ختم ہو چکی تھی۔ اور اب سب لڑکیاں دوسری کلاس لینے کیلئے دوسری بلڈنگ کی طرف جا رہی تھی۔۔

وہ چپ چاپ عاتکہ کیساتھ چلنے لگی۔۔

ارے ہادیہ تم کب آئی می؟ مجھے لگا کہ آج نہیں آؤ گی۔۔

عاتکہ نے اسے ساتھ چلتے دیکھ کر کہا۔۔

ہاں وہ ٹریفک کی وجہ سے میں لیٹ ہو گئی می آج۔۔ ہادیہ نے سرسری سا جواب دیا۔۔

لگاتار چار کلاسز لینے کے بعد وہ عاتکہ کیساتھ کالج کیفے میں آگئی۔۔ اچھا میں کچھ کھانے کیلئے لے کر آتی ہوں۔۔ عاتکہ ہادیہ سے کہتے ہوئے اٹھی۔۔۔ کیفے کے بالکل ساتھ ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جسے بھی باقی پراسرار جگہوں کی طرح لاک کیا گیا تھا۔

ہادیہ کی نظر بے اختیار اس کمرے کے دروازے پر اٹھی۔۔۔ دروازہ لکڑی کا بنا تھا لیکن اس کے اندر شیشہ لگا تھا جس سے آ پار صاف دکھائی دیتا تھا۔۔ ہادیہ نے گردن زرا اونچی کر کے کمرے کے اندر جھانکا۔۔ وہ حیرت سے اُچھل پڑی۔۔

اندر کوئی می لڑکی کالج یونیفارم میں موجود تھی۔۔ اور دوسری طرف منہ کیے کھڑی تھی۔۔

یہ یہ لڑکی اندر کیسے گئی، جبکہ دروازہ تو باہر سے لاکڈ ہے؟ اس نے خود سے سوال کیا۔۔

ہادیہ اپنی کرسی کو دھکیلتی ہوئی می کھڑی ہوئی می اور دروازے کے بالکل سامنے جا کھڑی ہوئی می۔۔

اندر موجود لڑکی اب بھی دوسری طرف منہ کیے کھڑی تھی۔۔۔

ہادیہ نے شیشہ کو ہلکا سا بجایا اور اس لڑکی کو آواز دی۔۔۔

وہ لڑکی دھیرے سے گھومی۔۔۔

اس لڑکی کو دیکھتے ہی ہادیہ کے اوسان خطا ہو گئیے وہ گھبراہٹ کے مارے زور زور سے سانس لینے لگی۔۔

کیونکہ کمرے میں موجود لڑکی کوئی می اور نہیں بلکہ خود ہادیہ ہی تھی۔۔۔

وہ ابھی بھی دیوار کے سہارے گھبرائی می ہوئی می کھڑی تھی جب کیفے میں داخل ہوتی عاتکہ نے اسے دیکھا اور دوڑ کر اسے بازو سے پکڑا۔۔۔

کیا ہوا؟ بتاؤ مجھے ---

Absent

جی۔۔۔آپ کون؟

اس لڑکی نے کہا اور خاموشی سے باہر نکل گئی۔ جبکہ ہادیہ حیرت سے اسے جاتا دیکھتی رہی

اس کے کانوں میں ایک ہی آواز گونج رہی تھی --
تمہاری لائی ن کانیکٹ ہوگئی ہے ---
تمہاری لائی ن کانیکٹ ہوگئی ہے ---
تمہاری لائی ن کانیکٹ ہوگئی ہے ---

گھر آتے ہی اس نے بے دلی سے بیگ ٹیبل پر رکھا اور سر پکڑے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔

ہادیہ بیٹی پریشان کیوں ہو؟ دادی نے خوفزدہ بیٹھی ہادیہ کو دیکھا۔
دادی وہ بس ایسے ہی دل گھبرا رہا تھا۔۔ ہادیہ نے مسکرا نے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔۔

پریشان نہیں ہو میری جان۔۔ دادی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

میری بیٹی یہاں میں آپ کے والدین کی طرف سے کچھ اہم معاملے میں گفتگو کرنے آئی ہوں۔۔ دادی نے پلنگ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

بیٹا آج آپکی زینت آنٹی آئی می تھی وہ اپنے بیٹے شموئیل کیلئے آپ کو مانگ رہی ہے۔۔ بظاہر ہمیں کوئی می اعتراض نہیں شموئیل بیٹا ایک خوبصورت باسیرت،، تعلیم یافتہ اور ذمہ دار بچہ ہے لیکن اس کا فیصلہ آپ کروگی؟ آپ کی اجازت سے ہی زینت کو جواب دیا جائے گا۔۔

دادی آپ اور میرے والدین یہ بات جان لے کہ آپ کے کسی بھی فیصلے پر اُف تک نہیں کروں گی اور ہر فیصلے کو دل و جان سے تسلیم کرنے کا عہد کرتی ہوں۔۔ ہادیہ نے دادی کے ہاتھ پر بوسہ دیتے دھیرے سے کہا۔۔ اور دل ہی دل میں وہ مسکرائی می تھی۔۔ افسردہ موسم جو اس کی ذات پر چھایا تھا آہستہ آہستہ صاف ہونے لگا تھا۔۔۔۔

میرا بچہ۔۔ دادی نے اس کے سر پہ بوسہ دیا۔۔

کمرے کا ماحول بہت پُرسکون تھا۔۔۔

ہادیہ کی چھوٹی مروہ چچی کی بیٹی آرزو بہت ہی خوبصورت آواز میں نعتِ رسول ﷺ پڑھ رہی تھی۔۔

سحر کا وقت تھا معصوم کلیاں مسکراتی تھی۔۔۔۔

ہوائی یں خیر مقدم کے ترانے گن گناتی تھی۔۔۔۔

ابھی جبرائییل (علیہ سلام) بھی اترے نا تھے کعبہ کی ممبر سے۔۔۔۔

کہ اتنے میں صدا آئی ی ہے عبداللہ کے گھر سے۔۔۔۔

مبارک ہو شاہِ ہر دوسرا ﷺ تشریف لے آئے۔۔۔۔

مبارک ہو محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لے آئے۔۔۔۔

ہادیہ بھی سر پہ ڈوپٹہ اوڑھے نعتِ رسول ﷺ کو آنکھیں بند کیے غور سے سننے لگی

اچانک ہی اسے لگا جیسے کوئی می اس کے بالکل قریب آکر بیٹھ گیا ہو۔ اس نے دھک سے آنکھیں کھولی۔۔

منظر بدل چکا تھا۔۔ یہ تایا ابو کے گھر کا کمرہ تو نہیں تھا یہ تو اندھیرے میں ڈوبا ایک عجیب و غریب کمرہ تھا جس کے کارنر پر دو کرسیاں پڑی تھیں اور ایک طرف ٹوٹی پھوٹی الماری تھی۔۔۔

ہادیہ گھبرا کر اٹھی۔۔

مم۔۔۔ میں کک کہاں ہوں۔۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ امی۔۔ ابو دادی مشال۔۔۔۔

وہ پاگلوں کی طرح اس بند اندھیرے زدہ کمرے میں چکر کاٹنے لگی اور زور زور سے چیخنے لگی۔ لیکن بے سود۔۔

کچھ نہیں کیا میری بیٹی -- چلو یہ کمبل اوڑھ لو -- ثروت بیگم نے اسے بیڈ پر لٹایا
اور اس کے لیے دوا لینے چلی گئی ---

تیزی سے سیڑھیاں اترتی ہادیہ کو دیکھ کر ناشتہ کرتی ثروت بیگم اور دادی اس کی
طرف لپکی --

ہادیہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی -- ساری رات بخار میں تپتی رہی ہو اور اب
کالج جا رہی ہو؟ ثروت بیگم نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا
امی فکر نہیں کرے -- میں ٹھیک ہوں -- ہادیہ نے کہا اور تیزی سے وین کی طرف
بڑھی --

ارے ہادیہ تم کالج آ رہی؟ مشال نے وین میں داخل ہوتی ہادیہ کو حیرت سے دیکھا
--

یہ کیسے ممکن ہے سیاہ لباس میں -- سرخ لپ اسٹک لگائے اونچی ہیل پہنے کل وہ یہاں کھڑی تھی اور انہوں نے مجھ سے بات بھی کی تھی -- عاتکہ نے حیرت سے کہا -

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے عاتکہ -- کل وہ کالج نہیں آئی اور ویسے بھی بھائی کے مرنے پر لال لپ اسٹک کون لگاتا -- حنا نے غصے سے کہا -

اور جہاں تک بات اونچی ہیل کی تو کالج کی تاریخ میں میں نے میم یشفا کو کبھی بھی ہیل میں نہیں دیکھا -- بلکہ وہ ہیل پہنتی ہی نہیں ہے -- ایک اور لڑکی بولی ----

ہادیہ بتاؤ انہیں -- عاتکہ نے خاموش کھڑی ہادیہ سے کہا -- ہادیہ نے نظر اٹھا کر عاتکہ کو دیکھا - اور خاموش رہی --

تھوڑی ہی دیر میں مشال بھی اپنی لاسٹ کلاس لے کر ان سے آ ملی --
مشال تم ہی بتاؤ یہ آج اس قدر افسردہ کیوں ہے؟ عاتکہ نے مشال سے پوچھا --

شاید شموئییل سے رشتہ جڑنے سے پہلے ہی ٹوٹنے کے سبب ---- کچھ کہہ نہیں
سکتی -- مشال نے کندھے اچکاتے ہوئے سرسری سا کہا اور گیٹ کے باہر دیکھنے
لگی --

جبکہ ہادیہ کے اندر یکدم چھناکا سا ہوا جیسے کچھ ٹوٹ گیا ہو -- شاید اس کا دل ---
یا شاید اُمید، آس، مان، محبت جو برسوں سے اس کے دل میں چپکے سے پروان چڑھ
رہی تھی --- جس کا علم اس کی ذات کو بھی نہیں تھا ---

اس کے دونوں بھائی می اور بابا بیرون ملک گئی ہے۔۔ ہمارے پاس تو بروقت کوئی می ڈھال بھی نہیں۔۔ ثروت بیگم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔

یہ کیسی غیروں والی بات کر دی۔۔ میرے دونوں بیٹے ایک ایک گھر چھوڑ کر قریب ہی تو رہتے ہیں وہ سب ڈھال ہی تو ہے ہمارے اپنے ہے۔۔ دادی کی آواز میں غصہ تھا۔۔

اماں۔۔ جانتی ہے ناں آپ۔۔ میری ہادیہ بیمار نہیں ہے تو پھر کس قدر سفاکی سے زینت بھا بھی نے کل رشتے جوڑنے سے پہلے ہی توڑ دیا اور میری بیٹی کو ذہنی بیمار کہا۔۔ اور آپ کا یہاں موجود کوئی می بیٹا بھی کچھ نا کر سکا۔۔ ثروت بیگم نے پلیٹ کو شیف پر پھٹکتے ہوئے کہا۔۔۔

شاید ہماری ہادیہ کیلئی وہ مناسب نہیں یا شاید وہ تقدیر ہی نہیں --- بوڑھی
دادی دھیرے سے اتنا ہی کہہ سکی --

جبکہ ثروت بیگم اونہہ کہتی اپنے کام میں لگن ہوگئی --

ڈنر کے بعد وہ اوپر کمرے میں آگئی اور بیڈ کیساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موندھ
لی --

آہٹ کے احساس پر اس نے چونک کر آنکھیں کھولی ---

منظر بدل چکا تھا وہ ایک ہال نما بڑے کمرے میں تھی جس کیساتھ دو کمرے اور
جرے تھے -- ہال میں ہر جگہ لوٹی پھوٹی کرسیاں پڑی تھی اور وہ بھی انہی
کرسیوں میں سے ایک کرسی میں بیٹھی تھی --

وہ خوف سے کپکپاتی ہوئی دھیرے سے اٹھی ---
ہال کے ساتھ والے کمرے سے کچھ آہٹ کی آوازیں آرہی تھیں۔ اس نے اپنے
قدم اس کمرے کی جانب بڑھالیے --
وہ بدستور خوف سے کپکپا رہی تھی اس کا پورا وجود پسینے سے بھرا تھا --
دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے اندر جھانکا --
کوئی اچانک سے کمرے سے نکل کر ٹیس کی سمت بھاگا تھا ---
وہ گھبراگئی لیکن مزید ہمت جمع کرتی ٹیس پر جا پہنچی ---
اس کی سانسیں تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھیں وہ دی سپریم کالج کی تیسری نمبر والی
بلڈنگ کے تیسرے پورشن کے ٹیس پر کھڑی تھی --- اس پورشن پر جو سالوں
سے بند تھا --- اس کے سامنے کالج کا سنسان میدان تھا ---

اچانک ہی ہڑبڑا کر اس نے ارد گرد دیکھا --

ہر طرف گہرا اندھیرا چھایا اور پراسرار خاموشی تھی۔

وہ اندر کی طرف بھاگی -- وہ جلد از جلد اس وحشت زدہ ماحول سے جان چھڑانا چاہتی

تھی -- سامنے ہی سیڑھیاں تھی جو نیچے دوسرے پورشن کی طرف جاتی تھی وہ

سیڑھیوں کی طرف بھاگی --- سیڑھیاں ختم ہوتے ہی سامنے ایک دروازہ تھا جسے

کالے اور سفید رنگ کے دھاگوں سے باندھا گیا تھا --- دروازہ کھولنے کیلئے وہ

دھاگہ کھولنا بہت ضروری تھا --

اس نے آگے بڑھ کر دھاگے کو کھولنا شروع کیا --

جیسے جیسے وہ دھاگہ کھول رہی تھی اسے پیچھے سے عجیب و غریب اور خوفناک آوازیں

سنائی دے رہی تھی --

کھل جاؤ --- پلینز کھل جاؤ -- وہ بے حد جنونی پن سے دھاگے کھول رہی تھی --

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی می لنگڑا کر چلتا ہوا سیڑھیاں اتر رہا ہے ---

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com Page 33
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

ٹھک ٹھک لنگڑا کر کوئی سیڑھیوں سے اترتا کالج گراؤنڈ کی طرف ہی آ رہا تھا۔۔
ہادیہ نے گھبرا کر اس ہیولے کو دیکھا جو مسلسل سیڑھیاں اترتا آ رہا تھا وہ خوف سے
سمٹ کر بیٹھ گئی اس کا پورا وجود کپکپا رہا تھا۔۔۔
آہٹ قریب آتی جا رہی تھی۔۔۔

ہادیہ بیٹا کیا ہوا۔۔؟ اس نے ہڑبڑا کر سامنے دیکھا۔۔ منظر ایک بار پھر بدل چکا تھا
۔۔

دادی دودھ کا گلاس تھا مے ہادیہ کے سامنے کھڑی تھی۔۔ جو سارے پلنگ کو
چھوڑے ایک کارنر پہ اپنے وجود کو سمیٹے بیٹھی تھی۔۔

میں جب آئی تو تم خوف سے کپکپا رہی تھی میری جان۔۔ آخر ہوا کیا ہے؟
دادی نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔

یہ اس قدر پسینہ کیوں آیا ہے -- بیٹا تم ٹھنڈی پڑی ہو -- دادی نے گلاس قریب رکھا اور اس کے پاس ہی بیٹھ کر اس کا ہاتھ سہلانے لگی --

داد دادی --- زز زینت آنٹی نے انکار کر دیا ہے ناں؟؟ --- وہ کپکپاتے ہوئے بولی --

دادی نے بے اختیار دل پر ہاتھ رکھا --

میری جان -- کہیں تم نے اس بات کی ٹینشن تو نہیں لی -- میری بچی زینت کون ہوتی ہے کہ انکار کرے -- میری بچی کا نصیب تو ملکائوں والوں ہوگا ان شاء

،،، اللہ

دادی نے پیار سے اس کے ٹھنڈے پڑتے گلابی چہرے سے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا ---

وہ خاموش رہی -- اور مسکرا بھی نا سکی --

آپ کو یہ بات کس نے بتائی می -- کہیں ثروت نے؟ دادی نے اس سے پوچھا
اس نے انکار میں سر ہلایا ---

دادی نے دودھ کا گلاس اسے تھمایا جسے اس نے بے دلی سے پکڑ لیا --

وہ اپنی دادی کو دل ہی دل میں سخت پریشان کر چکی تھی ---

کاش کہ میں بوڑھی جان اپنی بچی کیلئے کچھ کر سکوں --- بوڑھی دادی نے
سوچا ----

سورج کی کرنیں کھڑکی کے راستے سے چھن چھن کر اندر آرہی تھی وہ تیزی سے اٹھی
اور گھڑی دیکھی --

میری کلاس شروع ہونے میں تھری منٹ رہ گئی ہے۔۔۔ او مائی گاڈ۔۔۔ اس نے جلدی سے بستر چھوڑا۔۔۔۔ اور تیار ہو کر نیچے اُتری۔۔

اما آپ نے کیوں نہیں اٹھایا مجھے۔۔۔ تیزی سے کہتی ہادیہ باہر کی طرف لپکی۔۔ بیٹا وین جا چکی ہے کیسے جاؤ گی۔۔ ثروت بیگم نے پیچھے سے آواز لگائی۔۔

میں آٹو لے لوں گی۔۔۔

یا اللہ۔۔ ابھی کلاس شروع نا ہوئی ی ہو۔۔۔ عجلت میں دعائیں مانگتی وہ کالج گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔۔

سامنے گراؤنڈ میں بے حد رش جمع تھا سارے سٹوڈنٹس اور پروفیسرز، ٹیچرز وغیرہ
بے ترتیب انداز سے جھرمٹ بنائے دوسری طرف منہ کیے کھڑے تھے ---

یہاں کیا ہوا ہے؟ سب یہاں کیوں جمع ہے؟ خود سے ہی سوال کرتی وہ آگے بڑھی

--

لڑکیوں کے ہجوم کو آس پاس کرتی راستہ بناتی جیسے ہی وہ آگے پہنچی --
سامنے کا منظر اس کے پیروں تلے زمین ہلا دینے کیلئے کافی تھا -----

وہ آنکھیں پھاڑے کالج کی میڈ سیمہ آنٹی کو زمین میں پڑے دیکھ رہی تھی جس
کے سر سے خون بہہ بہہ کر جمنا شروع ہو گیا تھا۔۔

یا اللہ۔۔۔ یہ کک کیسے ہو گیا؟ وہ بڑبڑائی می --

کلاس میں پہنچتے ہی اسے پہلی کرسی پر عاتکہ بیٹھی نظر آئی۔۔۔

عاتکہ --- وہ زور سے چلاتی ہوئی می اس کی طرف بڑھی ---
ہادیہ کیسی ہو؟ ٹھیک ہونا اب تم --- عاتکہ نے اسے گلے لگایا ---

عاتکہ -- کیا تم نے دیکھا -- سیمہ آنٹی کو -- تم نے دیکھا ناں ---- !! ہادیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے --

ہاں -- میری جان -- بس ان کی زندگی اتنی ہی لکھی تھی -- کیا کہہ سکتے --- اللہ
مغفرت فرمائے -- عاتکہ نے غمزہ لہجے میں کہا

کیا ہوا۔۔ کیوں ہوئی می ڈیٹھ انکی۔۔ ہادیہ نے آنکھیں صاف کرتے بے چینی سے پوچھا۔۔

تمہیں پتہ تو ہے صبح کالج میں سب سے پہلے شفیق انکل ان کے بیٹے جمیل اور سیمہ آنٹی ہی آتے ہیں۔۔۔ شفیق انکل کا کہنا ہے کہ جمیل سٹاف رومز اور آفس کے دروازے کھولنے گیا شفیق انکل آخری عمارتوں کے دروازے کھولنے وغیرہ گئی جبکہ سیمہ آنٹی تیسری عمارت کا دروازہ کھولنے گئی تھی۔۔

تت تیسری عمارت۔۔ کک کیا تم نے تیسرے نمبر والی عمارت کہا۔۔۔۔ ہادیہ نے دھیرے سے کہا

ہاں تیسرے نمبر والی عمارت -- اچھا سنو --- پھر شفیق انکل بتا رہے تھے کہ
نجانے کیا ہوا تھوڑی دیر بعد انہیں سیمہ آنٹی کی چلنخ سنائی دی۔ آگے آپ کے
سامنے ہے ----- عاتکہ نے کہا --

عاتکہ -- کالج میں جو حادثہ ہوا ہے میرا نہیں خیال اس کے بعد ہماری پہلی کلاس
ہوگی -- ہادیہ نے کہا

ہاں -- ظاہر ہے !! عاتکہ نے کہا --

چلو میرے ساتھ --- ہادیہ اس کا ہاتھ کھینچتی ہوئی می لے گئی --

کہاں لے جا رہی ہو ہادیہ -- عاتکہ نے تیز تیز چلتی ہادیہ سے کہا --

جیسے ہی وہ تیسری عمارت کے قریب پہنچے -- ڈسپلن ٹیم کی لڑکیوں نے انہیں مزید آگے جانے سے روک دیا۔

جائے حادثہ میں موجود کالج کے ہیڈ پرنسپل نے ہاتھ کے اشارے سے ہادیہ اور عاتکہ کو بلایا -- ڈسپلن ٹیم نے جانے دیا۔

گرلز فوراً کلرک آفس سے سر حیات کو بلا کر لائو -- جلدی --
یس سر --- ہادیہ اور عاتکہ سر بلا کے فوراً کلرک آفس کا رخ کیا ---
کلرک آفس میں سر حیات اور جونئی یر کلرک سر اجمل شاید کسی موضوع پر محو گفتگو تھے --

یا اللہ۔۔ اس لڑکی کو کیا ہو گیا ہے۔۔ عاتکہ نے پریشانی سے اُسے دیکھا۔۔
اسی اثنا میں گھنی سفید داڑھی اور سفید ٹوپی والے کالج اونر ڈاکٹر صلاح الدین بھی
تشریف لے آئے تھے۔۔ وہ بھی چلاتے ہوئے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔۔ جسے
ڈسپلن گرلز بڑی مشکل سے روکے کھڑی تھی۔۔

اس لڑکی کو آنے دو۔۔ شاید یہ کوئی می بات کرنا چاہتی ہے۔۔ ڈاکٹر صلاح الدین
نے کہا تو ڈسپلن گرلز نے ہادیہ کو چھوڑ دیا۔۔
وہ تیزی سے ہاتھ چھڑاتے پرنسپل اور ڈاکٹر صلاح الدین کی طرف جانے کی بجائے
ان کی مخالفت سمت جائے حادثہ سے تیس فٹ کے دوری پر بنے اہلی کے پودے
کے گملے کی طرف بڑھی۔۔۔

وہ پاگلوں کی طرح گملے پر جھپٹی اور اس کے پتوں کو آگے پیچھے کرنے لگی جیسے وہ کچھ ڈھونڈ رہی ہو۔۔ اور پھر جلد ہی اُسے وہ مل گیا جس کو وہ تلاش کر رہی تھی۔۔ کالا اور سفید دھاگہ۔۔۔ اس کی سانسیں تیز ہوتی جا رہی تھی۔۔ ڈسپلن گرلز اُسے کھینچتی ہوئی می ڈاکٹر صلاح الدین کے سامنے لے گئی۔۔۔

وہ دھاگے ابھی ابھی اس کے ہاتھ میں تھے۔۔

لڑکی۔۔ یہ کس قسم کا

Behaviour

تھا۔۔ ہر چیز

explain

کرو گی تم۔۔ !!! ہیڈ پرنسپل نے غصے سے کہا

یہ دھاگہ مم میں نے نہیں کھولا -- مجھے نہیں پتہ -- ہادیہ دھاگے کو دیکھ کر
روئی می جا رہی تھی --

کونسا دھاگہ -- یہ کیا کہانی سنا رہی ہو؟ ہیڈ پرنسپل نے اُسے کھا جانے والی
نظروں سے دیکھا۔

ڈاکٹر صلاح الدین نے پرنسپل کو ہاتھ کے اشارے سے خاموش رہنے کا حکم دیا۔

اس لڑکی کو ہیڈ آفس میں بٹھائو۔ میں جائے حادثہ کے معائنہ کرنے کے فوراً بعد
اس لڑکی سے بات کرنا چاہو گا۔ ڈاکٹر صلاح الدین نے نرمی سے کہا۔ اور آگے

بڑھ گئی ہے جبکہ ڈسپلن ٹیم کی لڑکیاں مسلسل روتی ہوئی می ہادیہ کو کسی مجرم کی
مانند پکڑے ہیڈ آفس کی طرف لے گئی می۔۔۔

وہ ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں مروڑتی آنسوؤں سے لبریز آنکھیں لیے ہیڈ آفس
میں بیٹھی تھی۔۔۔

ڈسپلن ٹیم کی دو لڑکیاں بھی اس کے آس پاس موجود تھی۔۔۔

ڈسپلن ہیڈ نے دونوں ڈسپلن کی لڑکیوں کو ہاتھ کے اشارے سے باہر بلایا۔۔
دروازہ کھلا اور وہ دونوں باہر نکل گئی می۔ لیکن کچھ منٹ کے بعد دروازہ پھر کھلا
جیسے کوئی می اندر داخل ہوا ہو۔۔۔ ہادیہ نے نظر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ اس کا دماغ
سائی میں سائی میں کرنے لگا۔۔۔ اسے زویا کے کہے الفاظ یاد آنے لگے۔۔

ڈاکٹر صلاح الدین نے ایک نظر ہادیہ پر ڈالی جو نظریں جھکائے سسکیاں لے رہی تھی۔۔

بیٹی کیا نام ہے تمہارا؟

ہادیہ اس نے مختصر جواب دیا۔۔

ان دھاگوں کے متعلق کیا جانتی ہو۔۔ ڈاکٹر صلاح الدین نے نرمی سے پوچھا۔۔

یہی کہ۔۔ دروازے پر لگے دھاگوں کو مم میں نے نہیں کھولا۔۔ ہادیہ نے کپکپاتے ہوئے جواب دیا

تم نے ضرور اس کے متعلق کوئی می برا خواب دیکھ لیا تھا۔۔ بیٹی تم انہیں کھول بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔ ناممکن۔۔۔ ڈاکٹر صلاح الدین نے نرمی سے کہا

لیکن یہ دھاگے مجھ سے ہی کھلوائے گئے ہیں، میں نے انہیں اپنے ہاتھوں سے کھولا ہے۔۔ کیونکہ کل رات میں تیسرے نمبر والی عمارت کے تیسرے پورشن پر تھی میں وہاں موجود تھی۔۔۔ ہادیہ کے منہ سے اچانک نکلا۔۔

یہ کیا بکواس ہے؟ سر حیات نے اُسے غصے سے گھورا

تم جانتی ہونا کہ تم کیا بول رہی ہو لڑکی!! ہیڈ پر نسیپل نے بلند آواز سے کہا۔۔
ڈاکٹر صلاح الدین نے ہیڈ پر نسیپل اور کلرک کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور ہادیہ کی طرف منہ کر کے کچھ پل اسے دیکھتے رہے اور جانے کا اشارہ کیا۔۔

ہادیہ آپ جا سکتی ہو۔۔ آپ کی کسی بات پر ہمیں یقین نہیں۔۔۔

ہادیہ نے آبرو اچکائے اور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ کچھ قدم چلنے کے بعد وہ مڑی

ڈاکٹر صلاح الدین اپنے بائیں بازو میں بندھے ہرن کی کھال سے بنے تعویز کو ہرگز
خود سے جدا مت کیجیے گا۔۔۔ یہ کہتے ہی وہ دروازہ کھولے باہر نکل آئی

ڈاکٹر صلاح الدین کا ہاتھ بے اختیار اپنے بائیں بازو پر اوپر کی طرف بندھے تعویز
پر گیا۔۔۔۔

اس لڑکی کو بلاؤ۔۔۔ وہ چلائے۔۔۔۔

دعا ہے کہ خیریت سے گھر پہنچ گئی ہو۔۔ عاتکہ نے بے اختیار آسمان کی طرف دیکھا۔۔

ہاں اب تو بس دعا ہی رہ گئی ہے۔۔۔ میں نہیں جانتی تھی کہ اس کو پاگل پن کے اس قدر شدید دورے پڑتے ہیں۔۔ خدا کی پناہ۔۔ ثروت چچی نے کبھی کانوں کان بھنک تک نا پڑنے دی۔۔ مشال نے کانوں کو ہاتھ لگاتے کہا۔

مشال تم کیسی باتیں کر رہی ہو اسے پاگل پن کے کوئی دورے نہیں پڑتے۔۔ مجھے یقین ہے کہ کچھ تو ایسا ہے جو ہادیہ ہم سے چھپا رہی ہے۔۔ عاتکہ نے کہا

بس عاتکہ بس۔۔ تم اس کی دوست ہو اس لیے ایسا سوچ رہی لیکن یہی حقیقت ہے کہ ہادیہ

جسٹ شٹ آپ مشال۔۔ عاتکہ نے غصے سے اسے گھورا۔

آئندہ مجھ سے اس لہجے میں کلام مت کرنا دُئی پر عاتکہ۔۔ کہیں تمہیں پچھتانا پڑ جائے۔۔ مشال نے اسے دھیرے سے کہا اور گیٹ کے باہر گاڑی سے ٹیک لگائے ایک خوبصورت نوجوان کی طرف بڑھی۔۔

ارے مشال باجی۔۔ وین اس طرف ہے۔۔ وین ڈرائیور نے اسے سیدھا جاتا دیکھ کر پکارا۔۔

گھر بتا دینا کہ میں شموئی یل کیساتھ آؤں گی --

لیکن باجی -- اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا وہ تیزی سے شموئی یل کی گاڑی میں جا بیٹھی -- جبکہ گیٹ کے قریب کھڑی عاتکہ اسے نخوت سے گھورتی رہی --

مشال -- ہادیہ کیسی ہے؟ اس سے متعلق ہر بات سے واقف ہونا چاہتا ہے --
شموئی یل نے گاڑی میں بیٹھتے ہی کہا --

تو یہاں آپ ہادیہ کیلئے آئے ہیں -- میری تو خیریت پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا --
مشال نے منہ بسورتے ہوئے کہا --

سوری کیسی ہو تم! شموئی یل نے سٹئی رنگ گھماتے پوچھا

اب کیا فائی دہ -- خیر ہادیہ کا بتاتی ہوں --- وہ پاگل ہے شموئی یل -- پاگلوں جیسے
ری ایکٹ کرتی ہے -- گراؤنڈ میں کالج اونر اور ہیڈ پرنسپل کے سامنے بھی چلا رہی
تھی -- میں تو حیران ہوں کہ چچی اس کا درست طریقے سے علاج کیوں نہیں
کرواتا -- مشال نے کہا

شموئی یل نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی --

وہ ہمیشہ سے ایسی نہیں تھی --- میں نے اسے کئی بار دیکھا ہے وہ معصوم
-- نیک سیرت اور نارمل تھی -- شموئی یل نے کہا -

کیا جانتی ہو تم؟ ہر بات سچ بتانا مجھے؟

E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp **03061756508**

میرا دل کہتا ہے کہ اس کیساتھ کچھ غلط ہو رہا ہے -- نا پہلے کبھی سنا نا دیکھا --
ایسے کیسے ممکن ہے کہ اچانک سے وہ پاگل بن گئی اور پاگل بھی ایسی کہ
بچپن سے پاگل -- میں نہیں مانتا اس بات کو -- شموئی ل نے تیز تیز سانس لیتے
غصے سے کہا -

یہی حقیقت ہے شموئی ل -- مشال نے کہا

مشال اگر مسئی لہ ہے تو اس مسئی لہ کا کوئی حل بھی تو ہو گا کوئی می تو
علاج ہو گا -- وہ پریشان ہوا

مشال نے آگے بڑھ کر شموئی ل کا ہاتھ تھام لیا --

جان لے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔۔ ہم مل کر ہادیہ کیلئے ضرور کچھ کرے گے۔۔ مشال نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

اور گاڑی سٹارٹ کر لی ---

یہ کیسے ممکن ہے؟ کہاں جا سکتی ہے وہ لڑکی --- ڈاکٹر صلاح الدین گرجے۔۔

ایم سوری -- سر --

مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہی ئی ے تھا جب میں نے اس کے ہاتھوں میں سفید اور کالے رنگ کے دھاگے دیکھے تھے ۔۔ مجھے لگا یہ کوئی می کالج کی عام سی لڑکی ہے

جس نے محض کوئی می ڈراؤنا خواب دیکھا ہو گا لیکن یہ عام لڑکی نہیں ہے -- اس کا کوئی می گہرا تعلق ہے اُن لوگوں سے -- ان حقیقتوں سے جنہیں ہم ہمیشہ چھپاتے آئے ہیں ----- ڈاکٹر صلاح الدین نے پریشانی سے کہا --

سر -- ممکن ہے آپ کو کوئی می غلط فہمی ہو اور یہ وہ لڑکی نا ہو؟ ہیڈ پر نسیل سرد نے انہیں دلاسہ دیا --

دعا ہے کہ ایسا ہی ہو لیکن سرد اگر یہ ہادیہ وہی لڑکی ہوئی می تو ہر راز راز نہیں رہے گا -- ڈاکٹر صلاح الدین نے ایک آہ بھری اور سامنے میز پر پڑی فائل کو موجود تھی Details دیکھنے گئے جس میں ہادیہ کے متعلق تمام

ہادیہ بیٹا۔۔ ابھی تو دس بجے ہے اور آپ اتنی جلدی آگئی کالج سے۔۔ اندر داخل ہوتی ہادیہ کو دیکھ کر جہاں بوڑھی دادی چونکی وہی ثروت بیگم نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

کالج میں ایک حادثہ ہو گیا تھا۔۔۔ ہادیہ نے مختصر جواب دیا اور سیڑھیاں چڑھتی اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

کیسا حادثہ۔۔ خدا خیر کرے۔۔ ثروت بیگم نے بے اختیار دل پر ہاتھ رکھا۔۔

اے لڑکی پوری بات بتا کر تو جاؤ۔۔ دادی نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے میز پر بیگ رکھا اور اپنے پلنگ پر ڈھے گئی۔ اس کی آنکھوں میں کچھ منٹ پہلے کا منظر گھوم گیا جب کالج گارڈز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ زویا کیساتھ کالج گیٹ سے نکلی تو کسی میں اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ انہیں روک سکتا۔۔

نجانے زویا کی آنکھوں میں ایسی کیا کشش تھی یا جادو تھا جسے دیکھنے کے بعد ہر کوئی اس کا کہا مانتا تھا۔۔۔

وہ تھکی ہوئی ضرور تھی لیکن وہ اپنی آنکھیں بند نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی جب جب وہ تنہائی میں آنکھیں بند کرتی ہے تب تب آنکھیں کھولنے پر منظر بدلا ہوتا ہے۔۔۔

نجانے کیا سوچ کر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لی۔۔۔

کچھ منٹوں کے بعد اس نے آنکھیں کھولی۔۔ منظر بدل چکا تھا۔۔ وہ خوفزدہ ضرور تھی لیکن ہمیشہ کی طرح کپکپا نہیں رہی تھی۔۔

یہ ایک بانس سے بنی دو کمروں پر مشتمل ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔۔ جس کی بوسیدہ چارپائی پر وہ لیٹی تھی۔۔ اور ایک آواز جو اس کے کانوں سے مسلسل ٹکرا رہی تھی۔۔ بین بجانے کی آواز۔۔

جیسے ساتھ والے کمرے میں کوئی بیٹن بجا رہا ہو۔۔

کمرے میں چراغ روشن تھے اس نے ایک چراغ اٹھایا اور ہمت کرتی دوسرے کمرے میں پہنچی۔۔

کوئی تھا وہاں جو چادر اوڑھے جوش و خروش سے جھوم جھوم کر بین بجانے میں لگن تھا۔۔ لیکن کون یہ وہ نہیں جانتی تھی۔۔

اچانک جھونپڑی کے اندر بہت سارے سانپ داخل ہوئے -- عجیب بات یہ کہ ہر سانپ کی آنکھیں گہری لال رنگ کی تھیں -- ہادیہ نے چیخ ماری -- چراغ اس کے ہاتھ سے گر گیا اور فوراً بجھ گیا --

اب اس کمرے میں مکمل اندھیرا تھا --

بین بجانے والا بھی خاموش ہو گیا تھا --

اسے اپنے ارد گرد دونوں کانوں کے پاس تپتی ہوئی گرم سانسوں کی آواز سنائی دے رہی تھی --

سانسوں کی آواز اور شدت اس قدر تیز تھی کہ ہادیہ کو لگا کہ اس کے کان جلد ہی پگھل جائے گے --

اس سے پہلے کہ وہ بچاؤ کی تدبیر کرتی کسی نے اسے زور سے جھنجھوڑا --

اس نے آنکھیں کھولی -- وہ سرتاپاؤں پسینے میں ڈوبی پڑی تھی --

سامنے جھنجھوڑنے والی بھی موجود تھی -- زویا --

ہادیہ نے حیرت سے اسے سامنے کھڑے دیکھا۔۔

کیا دیکھا تم نے ہادیہ۔۔۔ زویا نے اس سے پوچھا۔۔

تم میرے کمرے میں کیسے آئی۔۔ کیا میرے گھر والوں کو اس کی خبر ہے

۔۔ ہادیہ نے ڈوپٹے سے منہ صاف کرتے کہا

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے!! زویا چلائی

ہادیہ نے اس کی کالی سیاہ غصے سے بھری آنکھوں کو دیکھتے تھوک نگلا۔۔

ہادیہ میں نے پوچھا کیا دیکھا تم نے ؟ وہ پھر سے چلائی لیکن اس بار آواز
تھوڑی نرم تھی

میں نے دیکھا وو۔۔۔ وہ وہ سپیرا تھا شاید کوئی می جج جو بین بجا رہا تھا۔۔۔ ہادیہ نے
نیچے نظریں کرتے دھیرے سے کہا۔۔

جس کا ڈر تھا وہی ہوا۔۔ زویا نے بے چینی سے کہا۔۔
میں ہیڈ آفس میں تمہیں یہی بتانا چاہتی تھی کہ ہرگز اپنی آنکھیں بند مت کرنا۔۔

وہ سپیرا کون تھا جو بین بجا رہا تھا۔۔ ہادیہ نے اس سے پوچھا۔۔

سپیرا نہیں۔۔ سپیرن۔۔ سپیرن ہے وہ۔۔ زویا نے دانت چباتے غصے سے کہا۔۔

ہادیہ -- میری بات غور سے سنو -- آج رات ٹھیک بارہ بجے میں تمہیں لینے آؤں گی -- کالج میں کوئی می ہے جو تمہارا انتظار کر رہا ہے -- زویا نے کہا اور فوراً ہی اس کے کمرے سے نکل گئی --

ہادیہ اس کے پیچھے لپکی لیکن باہر کوئی می نہ تھا ---

زویا --- کون ہو تم ؟؟؟ ہادیہ شدت سے چلائی --

جبکہ نیچے ڈرائنگ روم میں آنکھیں موندھے تسبیح کرتی دادی نے یکدم آنکھیں کھولی --

زز زویا ----

وہ آگئی می-----ان کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار نمایاں
تھے اور ان کا ہاتھ دل پر تھا جو زوروں سے دھڑک رہا تھا-----

مغرب کی نماز پڑھتے ہی وہ چپکے سے شال اوڑھے گھر سے نکلی۔۔ گلی سنسان تھی
۔۔ پھر بھی اُس نے احتیاطاً آس پاس نظر دوڑائی می۔۔ کسی کوناں پا کر اس کے
قدم تیز تیز چلنے لگے۔۔۔

گلی ختم ہوتے ہی سامنے مین سڑک سے اس نے ایک آٹو والے کو اپنے پاس
آنے کا اشارہ کیا۔

آٹو ڈرائیور کو اڈریس سمجھاتی وہ اسمیں سوار ہوگئی می۔۔۔

آٹو ایک نامعلوم کلینک کے سامنے جاڑکا۔۔۔

وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی۔۔

کاو نٹر پہ پہنچ کر مطلوبہ شخص سے فوری ملنے کی اجازت طلب کی --
اجازت مل گئی می ---

وہ دھڑکتے دل کیساتھ دیوار کا سہارا لیے اندر داخل ہوئی۔۔

ادھیڑ عمر ڈاکٹر عشرت آنے والے کو دیکھ اور پہچان چکی تھی۔۔

وہ آنکھوں میں چشمہ لگائے کھڑی ہوئی ---

جمیلہ بی --- آآ--- آپ -----

ہاں -- میں عشرت -- میں --- بوڑھی خاتون نے شال کو درست کیا اور اس کے سامنے بیٹھ گئی --

خدا کا واسطہ ہے تمہیں -- بتاؤ میری ہادیہ کس کی بیٹی تھی --؟ بوڑھی خاتون نے دونوں ہاتھ جوڑے --

بڑی بی -- کک کچھ ہوا ہے کیا؟ عشرت نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا --

جس رات میری ثروت کی بیٹی دورانِ پیدائش دُنیا میں آنے سے پہلے ہی حقِ رحمت سے جا ملی اس رات تم نے ہادیہ مجھے سوپنی --- اللہ کی پناہ -- کبھی اسے

برّی بی۔۔ اجازت نہیں ہے مجھے۔۔ عشرت نے بوڑھے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے
بے بسی سے کہا۔۔

عشرت نے بے چاگی سے انہیں دیکھا اور پانی کا گلاس ان کے ہاتھوں میں تھمایا

برّی بی۔۔ اطمینان سے پانی پئیے۔۔ میں بتاتی ہوں سب۔۔۔ عشرت نے کہا
اور اپنی کرسی میں بیٹھ گئی۔۔

جس رات آپ کی نواسی حقِ رحمت سے جا ملی اسی رات یہاں ایک اور بچی کی ولادت ہوئی۔۔۔ اس بچی کی والدہ سپرن تھی۔۔۔ مجھے آج بھی یاد ہے جس

کے ماتھے پر سانپوں کے ٹیٹوں بنے تھے۔۔ اور اس کے ہاتھ اس کے چہرے کے بالنسبت کالے سیاہ تھے اس نے مجھ سے فریاد کی تھی کہ میری بچی کسی کو دے دو ورنہ کوئی می تھا جس کا وہ نام لے رہی تھی کہ وہ اسے مار ڈالے گی۔۔۔ عشرت نے کہا

س سپرن کی بیٹی۔۔ بوڑھی دادی نے کہا

جج جی بڑی بی۔۔۔۔

سپرن کی بیٹی۔۔۔ اور اُس سپرن کی بیٹی جس کا وفادار چمکتا سنہری ناگ۔۔ آج بھی میرے کلینک کے چکر کاٹتا نہیں تھکتا۔۔ عشرت کے منہ سے اچانک نکلا۔۔

چمکتا سنہری ناگ۔۔۔۔ بوڑھے لب ہلے۔۔۔

عشرت نے پریشانی سے سر پہ ہاتھ رکھا شاید وہ کچھ زیادہ بول گئی تھی۔۔

وقت جیسے جیسے بڑھ رہا تھا اس کی دھڑکنیں بھی تیز ہوتی جا رہی تھی۔
زویا نے کہا تھا کہ وہ آج رات بارہ بجے اُسے لینے آئے گی۔۔ نجانے ان دیکھا خوف
اس کے سارے وجود پر سوار تھا۔۔۔
گیارہ بج کر پچپن منٹ۔۔۔
جب میں ماما کے پاس ہوں گی تو زویا میں بھی اتنی ہمت نا ہوگی کہ مجھے لے جا
سکے۔۔ اس نے سوچا۔
وہ یک دم اٹھی اور دروازہ کھولتی دوڑ کر نیچے آگئی۔۔

ہادیہ نے گلاس سامنے ٹیبل پر رکھا اور ثروت بیگم کی طرف مڑی مگر اتنی ہی تیزی سے وہ پیچھے صوفے کی طرف سرکی ---

زوزويا

ثروت بیگم کی جگہ زویا بیٹھی تھی۔۔

زویا نے اپنے آنکھ کے اشارے سے سامنے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔

ثروت بیگم اپنے بستر میں موجود گہری نیند میں تھی ---

وہ حیرت سے اُچھلی۔۔

ڈیئر ہادیہ -- تم کس کو بے وقوف بنانے چلی تھی -- میں نے جب کہا تھا کہ تم
آج رات بارہ بجے میرے ساتھ چلو گی --- زویا نے اک ادا سے اپنی گھنگریالے
بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا --

دد دیکھو زویا -- تم مجھے نہیں لے جج جا سکتی -- مم میں شور مچا دوں گی -- ہادیہ
نے اس کی کالی آنکھوں سے کتراتے ہوئے دھیرے سے کہا --

جانے سے پہلے یہ شوق بھی پورا کر لو ڈیئر ہادیہ -- زویا نے بے پرواہی سے کہا
اور دودھ کے خالی گلاس اٹھائے کچن کی طرف چلی گئی --

کیا سوچا پھر شور مچانا ہے یا پھر چلے ہم ؟ زویا نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

چلو --- ہادیہ نے دھیرے سے کہا ---

کالج میں اور بھی بہت سی لڑکیاں ہے اور جانے کتنے سالوں سے پڑھ رہی ہے تو
پھر میں ہی کیوں کوئی می اور لڑکی کیوں نہیں -- آخر میرے ساتھ ہی یہ حادثہ کیوں
--- ہادیہ بے بسی سے رو دی ---

ہادیہ سب جان جاؤ گی تم لیکن ابھی صبر سے کام لو ---
یہ سب ستاروں کے کھیل ہے کون جانے کس کا ستارہ کب حالتِ گردش میں آ
جائے --- اور اس وقت تمہارا ستارا گردش میں ہے -- زویا نے کہا اور اٹھ کھڑی
ہوئی --

ہمممممم --- اس نے آبرو اچکائے ---

زویا کا ہاتھ تھامے وہ گلیوں بازاروں سے گزرتی کالج کے بالکل سامنے تھی ---
پہلے تو مجھے ایک سیکنڈ میں ہی کسی جادو کی طرح کالج کے تیسرے پورشن پر لا کھڑا
کیا تھا -- اب کیا تمہارا جادو ختم یا ناکارا ہو گیا ہے؟؟؟ --- ہادیہ نے نخوت سے
اسے گھورا --

کیا چیز ہو تم ہادیہ -- زویا مسکرائی ---
خیر یقین رکھو کہ رات کے وقت کالج تم پہلی بار ہی جا رہی ہو -- زویا نے کہا اور
کالج کا گیٹ کھول دیا --

زویا رات کے بارہ بج رہے ہیں اور اس کالج میں جہاں نجانے میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔۔ تم کیوں لائی می ہو مجھے؟ ہادیہ نے خوف کے مارے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔۔

ہادیہ تم ایک بہادر لڑکی ہو۔۔ دل کو مضبوط رکھنا۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔ زویا نے اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھاما اور چلنے لگی۔

گراؤنڈ میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ساتویں عمارت کے دوسرے پورشن کی بالکونی پر گئی جہاں بکھرے بالوں اور سفید لباس میں ملبوس کوئی می کھڑا تھا جس کی گردن سے خون ٹپک کر اس کے سفید لباس کو مسلسل داغ دار کر رہا تھا۔۔۔ اور سب سے حیرت کی بات یہ کہ ہادیہ کو اس قدر تاریکی میں بھی سب نظر آ رہا تھا۔۔

کک کیا مطلب -- ہادیہ نے پریشانی سے پوچھا --

اففف۔۔۔ اچھا سنو۔۔ اگر تمہارا دل مضبوط ہے تو جہاں بھی دیکھنا ہے دیکھو مگر
تیسرے نمبر والی عمارت کی طرف نظر اٹھا کر مت دیکھنا ورنہ ہم دونوں کی زندگیاں
خطرے میں پڑ جائے گی۔۔ زویا نے کہا اور اسے لیے آگے بڑھی۔۔۔
وہ اب کوریڈور میں تھے۔۔ ہادیہ کے سامنے بالکل وہی کمراتھا جہاں سب سے پہلے
اس نے گرم دھواں نکلتا محسوس کیا تھا۔۔
اچانک وہ دروازہ کھلا اور آگ میں لیٹا اک وجود اس کمرے کے دروازے پر نمودار ہوا
۔۔

ہادیہ اسے دیکھتے ہی زویا کے پیچھے سرک گئی۔۔
چلے جاؤ یہاں سے۔۔ زویا اسے دیکھتے ہی چلائی۔۔
وہ آگ کا شعلہ اندر کی طرف چلا گیا۔۔

یہ یہ کک کون تھا؟ ہادیہ نے پوچھا لیکن زویا خاموش رہی۔۔۔
اگلے گراؤنڈ پر پہنچتے ہی ہادیہ کا دماغ سائی سائی کرنے لگا۔۔۔ جانے کتنی کالج
یونیفارم میں ملبوس لڑکیاں اور عجیب و غریب مخلوق۔۔۔ ہر طرف تھی۔۔۔ زویا کا
ہاتھ چھوڑے وہ ریلنگ کا سہارا لیتی انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

ہادیہ یہاں نہ جانے کتنی چلتی پھرتی داستانیں ہے۔۔۔ لیکن یہ سب ہمارا غرض نہیں
۔۔۔ یہ قدرت کی وہ دُنیا ہے جسے عام آنکھ آسانی سے دیکھنے کی استطاعت نہیں
رکھتی۔۔۔

چلو۔۔۔ یہ ہماری منزل نہیں ہے۔۔۔ زویا نے کہا اور پھر سے اُس کا ہاتھ تھامت
کالج کی آخری عمارت کے آخری کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔ اور آنکھ کے اشارے
سے دروازہ کھول دیا۔۔۔

سامنے فرش پر سر جھکائے کوئی بیٹھا تھا۔۔۔

یہ کون ہے۔۔؟ ہادیہ نے حیرت سے سر جھکائے بیٹھے ہوئے انتہائی ضعیف
العمر شخص کو دیکھا۔۔

!!!!!!.....اگر تم کبھی اس کالج میں نا آتی تو یہاں دفن راز کبھی نہ کھلتے،، ہادیہ
،زویا نے کہا اور دھیرے سے انتہائی ضعیف العمر شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھا

وہ آگئی۔۔ وہ زندہ ہے۔۔ دیکھے اور یقین کرے۔۔ لے آئی ہوں میں اُسے
۔۔ جسے میں نے دُنیا کے ہر کونے میں ڈھونڈا۔۔ قدرت نے خود چل کر اُسے

ہمارے پاس بھیجا۔۔۔۔ زویا نے کہا اور ہنسی۔۔۔۔ اس کی پراسرار ہنسی گہری اور
تیز ہوتی گئی۔۔۔

جبکہ ہادیہ خوف سے پیچھے ہٹتی دیوار سے جا لگی۔۔۔۔

ہیلو دِشہ کیسی ہو؟ مشال نے کالج کیفے میں سموسوں کی پلیٹ سے انصاف کرتی
دِشہ کو پکارا۔۔۔

اوہ مشال۔۔۔ ہاں میں ٹھیک تم بتاؤ؟ دِشہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔۔۔

ہاں -- ہاں کارتوس بابا -- مجھے میری پاگل اور اثرات شدہ کزن کا علاج کروانا ہے وہ بھی منہ مانگی قیمت پر -- مشال نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا

--

آریو میڈ -- مشی -- وہ کارتوس بابا کالے شیطانی علم اور نجانے کیا کیا واہیات کام کرتے ہے -- تم حقیقت جانتے ہوئے بھی اپنی کزن کا ان سے علاج کروانا چاہتی -- دِشہ نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا --

حقیقت تو میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تمہارا کارتوس بابا کے مرید علی کیسا تمہ اف ئی ر چل رہا اور تم نے مجھے اپنی اور ان کی تصاویر بھی سینڈ کی تھی -- نہیں

؟؟؟ -- مشال کی مسکراہٹ گہری تھی --

تم غلط کر رہی ہو مشال -- دِشہ نے اُسے گھورا

میں اور بھی غلط کروں گی اگر تم نے میری کوئی می بات ماننے سے انکار کیا -- اب
بولو -- میں کل تمہارے گھر آؤں یا ناں --- مشال نے بھی اسے غصے سے
گھورتے ہوئے کہا ---

بہمہم ٹھیک ہے --- لیکن ایک بات یاد رکھنا -- تمہارے کسی کارنامے میں میرا نام
نہیں آنا چاہئیے --- دِشہ نے کہا --
منظور ہے --- مشال نے سر تسلیم خم کیا --

یقین نہیں آتا تم پر مِشی --- ایسا بھی سوچ سکتی ہو تم -- دِشہ نے نفرت زدہ
لہجے سے کہا

صبح کی روشنی چار سو پھیل چکی تھی۔

شموئیل نے شیشہ نیچے کیا اور انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ بوڑھی خاتون کے ہونٹ ہلے۔۔

اُسے تو کیا بچا پائے گا، اُس کیلئی تو اس کے اپنے ہی کافی ہے لیکن اگر تو بھی بنا کوشش کیے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہا تو ملنی تجھے بھی نہیں ہے۔۔۔ بوڑھی نے کہا اور جھٹک کر دو ہاتھ کا پیالہ بنایا اور ایک لوہے کا بنا ہوا سنہرے رنگ کا چھوٹا سا سانپ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔۔۔

شموئیل چپ چاپ انہیں دیکھتا رہا۔۔ بوڑھی خاتون کی چمکتی سیاہ آنکھیں اسے ایک لفظ بھی نہیں بولنے دے رہی تھیں۔۔۔

غربت کی مار تو دونوں کو یکساں پڑی تھی لیکن پھر بھی کہیں ناکہیں کچھ تضاد تھا اس بوڑھی اور اس کی دس سالہ بچی میں --- شموئیل نے سوچا اور لگاتار گاڑیوں کے بے ہنگم شور کو سنتے ہی گاڑی آگے بڑھالی ---

وہ مسلسل ڈرائیو کر رہا تھا اس بات سے بے خبر کہ ایک سنہری رنگ کا چھوٹا سا لوہے کا بنا سانپ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں موجود ہے ---

رات کی تاریکی اپنی عروج پر تھی --

اس بند پڑے پراسرار کالج کی ایک عمارت کے آخری کمرے میں وہ اس ضعیف العمر شخص کے سامنے بیٹھی تھی جس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور قریب ہی کھڑی بھوری آنکھوں اور بھورے بالوں والی حسین لڑکی زویا مسلسل ہنس رہی تھی

--

وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اس پراسرار ماحول میں وہ کیا کرے ---
بوڑھے شخص نے اپنی گردن کو دھیرے سے ہلایا تو زویا کی ہنسی کو بھی بریک لگی --
سامنے بیٹھے شخص کی جھکی گردن اب دھیرے دھیرے اٹھ رہی تھی اور پھر اس
نے اپنا چہرہ سیدھا کیا --

وہ ایک بے حد بوڑھا شخص تھا جس کے سر اور چہرے کے بال مکمل سفید
ہوگئی تھے یہاں تک کہ اس کے بازوؤں میں اُگے بال بھی سفید تھے اس
کے چہرے سے پاؤں تک ہر جگہ جابجا جھریاں تھیں ---
اور اس کے ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے --

ہماری بیٹی، --- بوڑھے ہونٹ دھیرے سے ہلے

کک کون ہے آپ جناب؟ ہادیہ نے حیرت زدہ اس بوڑھے شخص کو دیکھا۔۔

چلو میرا بہ ہاتھ تھمت تھام لو۔۔ بوڑھے نے کپکپاتے ہاتھ آگے بڑھا دیے۔۔۔
ہادیہ خوفزدہ نظروں سے اس کے سیاہ ہاتھ دیکھنے لگی۔۔

تھ تھام لو بیٹی۔۔ بوڑھے نے کپکپاتے ہوئے کہا۔۔
ہادیہ نے زویا کی طرف دیکھا جس نے اسے ہاتھ تھامنے کا اشارہ کیا۔۔
ہادیہ نے سفید رنگت اور سیاہ ہاتھوں والے انتہائی میضعیف العمر شخص کا ہاتھ
تھام لیا۔۔

وہ بوڑھا لامٹھی ٹیکتا سیدھا ہوا اور دھیرے دھیرے ٹیس کی طرف بڑھا جہاں سے
کالج گراؤنڈ اور مین گیٹ صاف دکھائی دیتا تھا۔۔

ہر طرف تاریکی اور خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔
 کچھ دیر پہلے کے خوفناک مناظر غائب ہو چکے تھے۔۔۔۔
 بوڑھا شخص اور زویا اپنی نظریں مین گیٹ پر جمائے کھڑے تھے۔۔۔
 جیسے شدت سے کسی کا انتظار کر رہے ہو۔۔

اماں میں جویریہ کی طرف جارہی۔۔ مشال نے آواز لگائی اور چادر سر پہ لیتی باہر
 کی طرف قدم بڑھا لیے۔۔
 مشال۔۔ کیا تم اکیلی جا رہی ہو؟ مشال آپ جلدی سے کمرے سے نکلی۔۔
 ارے عشی آپ ہمیں آپ کی طرح میٹرک کر کے گھر میں نہیں بٹھا دیا گیا بلکہ اتنی
 تعلیم اور اعتماد دیا گیا ہے کہ ہم اپنا ہر کام خود کر سکتی ہے اور باہر کے معاملات

جلد ہی وہ دِشہ کے گھر میں تھی ---

میری ماما بابا بھی کہیں گئیے اور دونوں چھوٹی بہنیں اپنے ٹیوٹر سے پڑھ رہی
ہے -- ایسے میں راستہ صاف ہے -- دِشہ نے ہنستے ہوئے کہا -- مشال بھی
مسکرا دی --

چلو پھر چلتے ہے --- مشال نے کہا اور چادر اُتار کر سائیڈ پر رکھ لی اور ڈوپٹہ اوڑھ
لیا --

چادر اوڑھ لو سر پہ -- وہ اچھے لوگ نہیں ہے -- دِشہ نے کہا اور خود بھی چادر اوڑھ
لی --

عجیب و غریب دور دور گاؤں سے آتے ان پڑھ جہالت میں ڈوبے لوگوں کا رش لگا تھا اور سب بابا جی سے ملنے کی خاطر اپنی اپنی باری کے انتظار میں تھے --

دشہ نے مرید کے لباس میں ملوث ایک خوبصورت لڑکے کو اشارہ کیا -- وہ مسکراتا ہاں میں سر ہلاتا اندر بابا کے کمرے میں گیا -- کچھ ہی پل کے بعد وہ باہر آیا اور ان دونوں کو کمرے میں جانے کا اشارہ کیا --

وہ دونوں آگے بڑھی --

صاف فرش پر سُرخ رنگ کا قالین اور سامنے سیمنٹ سے بنی مُسہری پر بیٹھے عجیب الخلق مخلوق --

کمرے میں پھیلی ایک ناپسندیدہ بُو-----

ہاتھوں میں بے جا انگوٹھیاں اور چھلے پہن رکھے تھے۔ گلے میں مالائی یں اور خاص کر وہ مالا جس پر سفید رنگ کی کھوپڑی بنی تھی وہ مالا سب سے نمایاں تھی۔۔۔ بدن پر برائے نام کپڑے۔۔۔ کپڑے بھی کیا بس ایک بڑی سی سفید رنگ کی چادر سے بدن کو ڈھانپ رکھا تھا۔۔۔ بالوں کی چھوٹی چھوٹی چٹیاں بنائے وہ بابا جی ان دونوں کو سرتا پاؤں گھور رہے تھے۔۔۔

اردگرد ماحول اور بابا جی کو دیکھ کر مشال کا خود بُرا حال تھا لیکن دشہ کے کہنے پر وہ دھیرے سے بیٹھ گئی۔۔۔
بولو۔۔۔ بابا جی کی کرخت زدہ آواز گونجی۔۔۔

وہ میں نے اپنی کزن کا علاج کروانا ہے آپ سے۔۔۔ اس پر کچھ بُرے اثرات ہے۔۔۔ مشال نے دھیرے سے ضبط زدہ لہجے میں کہا۔۔۔

ہو جائے گا سب ہو جائے گا -- بابا جی نے ہاتھ بلند کرتے کہا -

جج جی شکریہ -- مشال نے کہا اور جانے کیلئے اٹھی - وہ جلد از جلد اس وحشت زدہ ماحول سے نکلنا چاہتی تھی --

کام ہو جانے پر پیسے دوگی یا نذرانہ؟ بابا نے شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا -- مشال نا سمجھی سے بابا کو دیکھنے لگی جبکہ دُشہ جلدی سے بولی --

بابا جی پیسے دے گے ہم !!! دُشہ نے کہا اور اس کا ہاتھ کھینچتی باہر کی طرف لپکی

--

ایک سوٹ اور مٹھائی می کا ڈبہ نذرانے میں دینا آسان تھا۔۔ اب پیسے پتہ نہیں وہ کتنے مانگے گا۔۔ تم بھی نا دِشہ۔شہ۔۔۔ باہر نکلتے ہے مشال دِشہ پر برس پڑی

--

مشال ان کے ہاں نذرانہ سوٹ اور پیسے نہیں بلکہ نوجوان لڑکی ہوتی ہے ؟۔ دِشہ نے دھیرے سے اس کے کان میں کہا۔۔

کک کیا مطلب۔۔ مشال نے اسے حیرت سے دیکھا۔۔

یہ بھول پن کی ایکٹنگ تم پر اچھی نہیں لگتی مشال۔۔ اور یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ تمہیں اس کا مطلب نا پتہ ہو۔۔۔۔۔ آخر تو تم ہادیہ کو ان بے رحم

بھیڑیوں کے حوالے کرنا چاہتی ہوناں۔۔۔۔۔ دشہ نے گھر کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا

--

ہاں دشہ -- جانتی ہوں۔۔ مجھے حیرت اس بات پر ہے انہیں جو نذرانہ چاہئیے وہ ہادیہ سے جیسے مرضی وصول کرے۔۔ لیکن وہ ہم سے کیوں مانگ رہے؟ مثال نے چادر اتار کر صوفے پر رکھتے ہوئے سفاکی سے کہا۔

یہ وہ بے رحم جانور لوگ ہے جن کی بھوک کبھی ختم نہیں ہوتی۔۔ میرا بس چلے تو ایک بڑی دیگ پکوا کر اس میں زہر ملا کر اس با بے اور اس کے مریدوں کو کھلا دوں۔۔۔۔۔ دشہ نے نفرت زدہ لہجے میں کہا۔۔

اونہہ -- علی -- اس کا نام سنتے ہی دشہ کے چہرے پر ایک دلفریب سی مسکراہٹ چھاگئی۔۔۔

ہادیہ بدستور اس بوڑھے شخص کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی اور وہ بھی اردگرد کے ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔۔ آخر یہاں کچھ بھی عجیب نہیں پھر یہ کس کا انتظار کر رہے.....

اچانک سے مین گیٹ کے پار بے پناہ شور و غل سنائی دینے لگا۔۔ جیسے بہت سے لوگ باتیں کرتے اور نعرے لگاتے ہوئے مین گیٹ کے اُس پار ہو۔۔

لوگوں کی آوازیں تیز ہوتی ہوتی بڑھتی جا رہی تھی ---
جیسے یکدم سے بہت سے لوگ مین گیٹ توڑ کر اندر داخل ہو جائے گے ---
جیسے جیسے شور بڑھتا جا رہا تھا -- ضعیف العمر شخص کے چہرے پر پراسرار
مسکراہٹ بھی تیز ہوتی جا رہی تھی اور پھر یکدم سے گیٹ کھلا --

بہت سے لوگ خوشی سے نعرے لگاتے اندر داخل ہوئے --

ان لوگوں میں سب سے نمایاں اشخاص میں جس نے سفید رنگ کی شیروانی پر
بھوری شال اوڑھ رکھی تھی اور دوسرے نے سیاہ رنگ کا کوٹ پہن رکھا تھا ---
اک آواز تھی جو چاروں اوڑھ گونج رہی تھی --

خان بیاظظ زندہ باد ---

ان دونوں اشخاص کو دیکھتے ہی ضعیف العمر شخص کے وجود میں سرد مہری چھا گئی۔۔۔

بھوری شال اوڑھے شخص کے ساتھ ساتھ ایک نوجوان خوبصورت لڑکی بھی سر پر ڈوپٹہ اوڑھے اردگرد شال لپیٹے بڑے وقار سے ان کے ساتھ ساتھ شانہ بشانہ چلتی اندر آ رہی تھی۔۔ اس لڑکی کے چہرے پر گہری مسکراہٹ چھائی تھی۔۔ اور اس مسکراہٹ سے اٹھنے والا ڈمپل بھی نمایاں تھا۔۔۔

اس لڑکی کو دیکھتے ہی ضعیف العمر شخص کا بچھا بچھا چہرہ یکدم کھل اٹھا۔۔۔۔ گئیٹ سے داخل ہونے والا ہر شخص مسکرا رہا تھا ہر شخص خوش تھا۔۔

تب ہی اچانک تیسری عمارت سے ایک کالی چادر لپیٹے ایک عورت باہر نکلی اور اس کے ساتھ ساتھ کوئی می اور بھی تھا جو لنگڑا کر چل رہا تھا۔۔

اس عورت نے ان کے سامنے جاتے ہی زوروں سے بین بجانا شروع کیا۔۔۔
اس کے بین بجاتے ہی جانے کہاں سے ڈھیروں سانپ نکل آئے اور گیٹ سے آنے والے لوگوں کو ڈسنے لگے۔۔

ایک کالے رنگ کا سانپ بھی اس نوجوان لڑکی کی گردن کے گرد لپٹ گیا وہ مدد طلب کر رہی تھی۔۔ ضعیف العمر شخص یہ دیکھتے ہی گراؤنڈ کی طرف بھاگا لیکن زویا نے ان کا ہاتھ پکڑ کر نیچے گراؤنڈ میں جانے سے منع کیا۔۔۔
ایسا کرنے کی دیر تھی کہ ہادیہ نے دیکھا کہ ہر منظر غائب ہو گیا۔۔
گیٹ سے داخل ہوتے لوگ۔۔ کچھ بھی وہاں موجود نہیں تھا۔۔ لیکن کچھ تھا جو ابھی بھی گراؤنڈ میں دکھائی دے رہا تھا۔۔

وہ لنگڑا ----

اور

چادر میں لپیٹی وہ عورت ----

زویا نے ان سے نظریں ملائے بنا بوڑھے کا ہاتھ تھاما اور اسے اندر کمرے میں لے
گئی جبکہ ہادیہ تن تنہا وہی کھڑی رہی --
ہر طرف تاریکی تھی --

ہادیہ نے گراؤنڈ میں ایک اور نظر دوڑائی اب وہ لنگڑا اور چادر میں لپیٹی عورت
بھی غائب ہو چکی تھی ---

ہادیہ گھبرا کر کمرے کی طرف بھاگی جہاں وہ ضعیف العمر شخص اور زویا گئی تھی
لیکن کمرہ خالی تھا ---

الماری پڑی تھی ---

کی محفل ہو رہی تھی۔۔

اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔۔۔۔

ونیزا --- میری مدد کرو ---

ونیزا --- میری مدد کرو ---

دونوں ہاتھ رکھے۔۔۔

کہاں ہو تم؟ کون ہو؟ ہادیہ چلائی می۔۔

ونیزا --- مدد کرو --- آواز پھر سے آئی ی ---

ونیزا -- ونیزا --- کوئی می تھا جو کپکپاتا ہوا مسلسل ایک ہی نام کی گردان کر رہا تھا --

ہادیہ نے گھبرا کر دل پر ہاتھ رکھا اور سر پر ڈوپٹہ اوڑھے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔
وہ جلد از جلد آخری عمارت سے باہر نکل آئی می اس کا رخ گیٹ کی طرف تھا
۔۔۔ اُسے اپنے پیچھے گھنگروں اور نجانے کن کن کی آوازیں سنائی می دے رہی تھی
لیکن وہ خاموشی سے چلتی رہی۔۔۔

اب تو کوئی می تھا جو اس کا نام لے کر پکار رہا تھا اور وہ جو کوئی می بھی تھا اس کی آواز بے حد دہشت زدہ تھی -- ہادیہ کو اپنی دل کی دھڑکنیں بڑھتی ہوئی می محسوس ہوئی می ---

میری بچی! جانتی ہو دل کو پرسکون کرنے کا کیا وظیفہ ہے --) نہیں دادی --- مجھے بتائے --- !! ہادیہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا --

اللہ تعالیٰ کو ان کے ننانونے ناموں سے پکارنا -- جب بھی پریشان ہو دل اُداس ہو بس پھر) ۱ (سے اللہ سے شروع ہو کر مکمل نام پڑھو کسی بہتے ہوئے پانی کی مانند پھر وہ پانی چاہے بارش کی اک بوند ہو یا سمندر کی بلند لہریں --- میری بیٹی! اللہ تمہیں سکون ضرور دے گا

اللَّهُ--الرحمن--الرحيم--المَلِك--الْقُدُّوس

یہ کوئی می اور ہوائی می مخلوق بھی ہو سکتی --- دھیرے سے سورتوں کی تلاوت کرتا
اس کا مسلسل دھیان اس چادر میں لیٹی خاتون کی طرف تھا --
وہ خاتون اب مزید قریب آ چکی تھی --
اور پھر اُس نے بنا کچھ سوچے سمجھے یکدم سے کار کا دروازہ کھول دیا --

بادیہ-----نا ممکن-----وہ چلایا

ہادیہ -- کیا تم ہادیہ ہو وہ چلاتا ہوا اس خاتون کی طرف لپکا لیکن وہ خاتون بنا
رُکے بس چلتی جا رہی تھی --

شمویٰ یل کو اپنے پاؤں کے پاس کچھ محسوس ہوا اس نے سٹیٹ لائیٹ کی روشنی میں نیچے دیکھا۔۔۔

چمکتا سنہری ناگ اپنا پھن پھیلائے کھڑا تھا۔۔۔ وہ ناگ اس قدر چمکیلا اور روشن تھا کہ پل بھر کو شمویٰ یل کو وہ خالص سونے سے بنا معلوم ہوا اور وہ بنا پلک جھپکے اُسے دیکھتا رہا۔۔۔ جلد ہی ہوش میں آنے کے بعد اس نے ہڑبڑا کر اس خاتون کی طرف دیکھا جو اپنی روش میں چلتی دور جا چکی تھی۔۔۔ اور نیچے موت۔۔۔ یہ دیکھ کر وہ گھبرا گیا۔۔۔

اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر سنہری ناگ نے اس کے پاؤں سے ٹانگ تک گرفت مضبوط کی اور اُسے نیچے سرک پر گرا دیا۔۔۔

شمویٰ یل یکدم سے نیچے گرا۔۔۔ اس نے اٹھنا چاہا مگر بے سود۔۔۔

سنہری ناگ اس کے جسم کے گرد گھیرا تنگ کر چکا تھا اور پل پل رینگتا ہوا اس کی گردن کی طرف آ رہا تھا۔۔۔ سنہری ناگ اسے ڈسنے کیلئے اپنا پھن پھیلائے تیار تھا۔۔۔

شموئیل نے اسکی گرفت سے نکلنے کیلئے یہ ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی۔۔۔ مگر بے سود

اس سے پہلے کہ وہ ڈستا۔۔۔ سنہری ناگ کی نظر شموئیل کے ہاتھ میں موجود چمکتی چیز پر پڑی جو سٹریٹ لائٹ کی روشنی پر نے پر اور بھی زیادہ چمک رہی تھی۔۔۔ سنہری ناگ رینگتا ہوا اس کے ہاتھ تک پہنچا۔۔۔

لوہے کا بنا چمکتا سنہری ناگ۔۔۔۔۔

دیکھتے ہی اس کی گرفت ڈھیلی ہوتی گئی۔۔۔۔

اگلے ہی پل وہ شموئیل کو آزاد کرتا قریب ہی آگئی گھاس کی طرف رہینگ گیا۔۔۔

شموئیل نے اک گہری سانس لی اور لوہے کے چمکتے ناگ کو دیکھنے لگا جو ابھی
بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔۔۔

وہ بوڑھی خاتون کون تھی؟ وہ بڑبڑایا۔۔۔۔

وہ جیسے ہی اٹھی سامنے ہی صوفے پر چہرے پر گہری مسکراہٹ سجائے بیٹھی زویا کو
دیکھ کر وہ یکدم ڈر گئی۔۔۔۔

ہادیہ وقت کم ہے تمہیں جلد از جلد کالج ہسٹری جاننے کی ضرورت ہے۔۔۔ زویا نے کہا

کالج ہسٹری -- لیکن کہاں سے ملے گی -- ہادیہ نے کھلے بالوں کو کیچ کرتے ہوئے

پوچھا --

کالج لائی بریری میں ایک کمرہ ایسا ہے جو صرف ٹیچرز کیلئے مخصوص ہے اُسی کمرے میں ہے ایک بھوری جلد کی کتاب جس کے سرورق پر کچھ بھی نہیں لکھا۔۔ اُسی میں کالج ہسٹری اور اس سے جڑے واقعات ہیں۔۔ تمہیں وہ کتاب حاصل کرنی ہے ہر حال میں۔۔۔ زویا نے کہا۔۔

رات میں نے کالج میں ایک نام سنا۔۔ ونیزا۔۔ کوئی می ونیزا کو پکار رہا تھا کون ہے ونیزا؟۔۔ ہادیہ نے اُس سے پوچھا۔۔

تم کالج میں داخل ضرور ہوگی لیکن کلاس میں مت جانا اور سیدھا لائی بریری ہی جانا اور موقع ملتے ہی کتاب حاصل کر کے سیدھا مین گیٹ پر آ جانا۔۔ مجھے تم اپنے انتظار میں پاؤ گی۔۔ زویا نے اٹھتے ہوئے کہا۔۔

میں نے ونیزا کا پوچھا تھا شاید۔۔ ہادیہ نے کہا اور اسے دیکھنے لگی جو دھیرے دھیرے چلتی کمرے سے باہر نکل چکی تھی۔۔۔

سگنل کے قریب ہی سڑک کنارے اُس نے گاڑی روکی۔۔۔۔

سامنے ہی وہی دس سالہ بچی بھیک مانگ رہی تھی لیکن اس کیساتھ کل والی بوڑھی خاتون نہیں تھی۔۔

شموئیل دھیرے سے چلتا اس بچی کے پاس گیا۔۔

بیٹا آپ کی ماما نہیں آئی ی آج۔۔۔

شموئیل کی آواز پر بچی نے چونک کر پیچھے دیکھا۔۔

صاب وہ۔۔ اماں۔۔ وہ بچی یک دم گھبراگئی ی۔۔

کیا ہوا انہیں۔۔ بیٹا سب ٹھیک ہے ناں۔ شموئیل نے اُسے یکدم گھبراتے دیکھ کر پوچھا۔۔

وہ صاب -- ابا نے جیسے بولا میں تو وہی کیا -- وہ بچی گھبراتے ہوئے بولی --
کیا مطلب بیٹا -- کیا چھپا رہی آپ مجھ سے -- شموئیل نے نرمی سے پوچھا

وہ ماری اماں نہیں ہے وہ تو ابا نے کہا کہ اس بوڑھی کا ہاتھ تھام کے مانگ پیسے
زیادہ ملے گے -- وہ بچی خوفزدہ لہجے میں ہوئے بولی --

اچھا کوئی بات نہیں -- اب وہ کہاں ملے گی ؟ -- شموئیل نے پوچھا

صاب وہ تو امیرزادوں کے ٹاؤن میں رہتی جہاں بڑے بڑے شیر بھی بنے ہے
--- بچی نے کہا --

بڑے بڑے شیر تو شہر کے پاس والے ٹاؤن میں بنے ہے ہنٹر ٹاؤن میں
 -- شموئیل دھیرے بڑبڑایا --

یہ لو بیٹا ---- شموئیل نے اس کے ہاتھ میں کچھ پیسے رکھے اور گاڑی کی طرف
 بڑھا اس کا رخ ہنٹر ٹاؤن کی طرف تھا --- وہ ہنٹر ٹاؤن جو کئی سال پہلے
 ایک گاؤں شکار پور کے نام سے جانا جاتا تھا ---

کالج گیٹ سے داخل ہوتے ہی وہ سیدھا کالج کی لائی بریری میں جا پہنچی --
 لائی بریری خالی پڑی تھی وہاں لائی بریرین کے سوا کوئی نا تھا اس کی نظر
 لائی بریری سے جڑے کمرے کی طرف بڑھی -- وہ کمرہ لاکڈ تھا --

لائی بریرین بھی آنکھوں پر موٹا چشمہ لگائے اخبار پڑھنے میں مگن تھی۔۔

یا اللہ۔۔۔ وہ کتاب حاصل کرنے میں میری مدد فرما۔۔ وہ ہونٹ کاٹتے کبھی لائی بریرین کو دیکھتی اور کبھی اس کمرے کو جس پر بڑا ساتالا لگا تھا۔۔

اے لڑکی بات سُنو۔۔ لائی بریرین آنکھوں سے موٹا چشمہ اتارے اسے بلا رہی تھی

یا اللہ خیر۔۔ اس نے کیا کہنا ہے۔۔ ہادیہ بڑبڑاتی ہوئی می اس کے سامنے گی۔۔

یس میم ---

صبح صبح لائی بریری میں آپکا کیا کام اور آپکی کلاس نہیں ہو رہی کیا؟ لائی بریرین نے زوردار آواز سے پوچھا۔۔

وہ ایکچوائی لی میم۔ میں ایک پراجیکٹ پر کام کر رہی ہوں۔۔ اور اس کیلئے میری میم نے مجھے

maximum

انفارمیشن حاصل کرنے کیلئے لائی بریری بھیجا ہے آپ چاہے تو جیوگرافی کی میم سدرہ سے پوچھ سکتی ہے۔۔ مکمل اعتماد سے اس نے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے کہا۔۔

ہاں ٹھیک ہے جاؤ ---- لائی بریرین نے کہا اور پھر سے اخبار پڑھنے لگی -- ہادیہ
کا سینے میں اٹکا سانس بحال ہوا --
شکر ہے انہیں شک نہیں ہوا ---

وہ پھر سے سیٹ پر آ بیٹھی --- مناسب موقع کی تلاش میں ---

اور پھر اسے جلد وہ موقع مل ہی گیا ---

جب انکل شفیق کچھ کتابوں کا ڈھیر اٹھائے اندر داخل ہوئے --
باجی کمرے کو آن لاک کر دے یہ ضروری کتابیں رکھنی ہے -- انکل شفیق نے
بمشکل کتابوں کو سنبھالتے ہوئے کہا --

لائی بربرین نے ناگواری سے اسے دیکھا اور بیگ سے چابیوں کا گچھا نکال کر اس کی طرف اچھالا۔۔

باجی مم میں کیسے کھولوں گا میرے ہاتھ میں کتابیں ہیں۔۔ انکل شفیق نے بھی ناگواری سے کہا۔

میں ہیلپ کر دیتی ہوں انکل۔۔۔ لائی بریرین کے اٹھنے سے پہلے ہی ہادیہ نے کہا
اور دوڑ کر چابیاں اٹھالی۔۔

ہادیہ نے کمرے کا دروازہ آن لاک کیا اور جان بوجھ کر کہنی کتابوں پر مارتے کتابیں
نیچے پھینک دی ---

لائی بریرین وہی بیٹھی شفیق کو ڈانٹنے لگی --

ہادیہ بھی کتابیں اٹھانے لگی اس کی نظریں کمرے کے چاروں طرف گردش کر رہی تھی ---

بھورے رنگ کی کتاب ----

نیچے کتابیں اٹھاتے اس کی یکدم نظر میز کے نیچے بنی ایک چھوٹی سی دراز ناچیز پر پڑی جس پر بھورے رنگ کی کتاب پڑی تھی --

واہ تو کتاب کو یہاں چھپایا ہے خدا کی پناہ اگر یہ کتابیں نیچے ناگرتی تو مجھے تو کبھی بھی یہ پتہ ہی نہیں چلنا تھا کہ وہ کتاب کہاں ہے -- ہادیہ نے سوچا -- وہ ایک ایک کتاب اوپر رکھنے لگی --

ٹھیک ہے انکل اب آپ یہ کتابیں سیٹ کر دئی جیئیے گا۔۔۔ ہادیہ نے مصنوعی تیز تیز سانس لیتے کہا۔۔

ہاں بیٹی -- ٹھیک ہے اللہ تمہیں خوش رکھے اور اس لائی بریرین کو ہدایت دے --
انکل شفیق نے کہا اور منہ کو دوسری طرف موڑے کتابیں سیٹ کرنے لگے --
ہادیہ نے دھیرے سے میز کے نیچے ہاتھ ڈالا اور کتاب کو کھینچ کر نکال لیا وہ
درمیانے سائی ز کی چھوٹی سی کتاب تھی --

ہادیہ نے اسے بغل میں چھپایا اور اوپر ڈوپٹہ اوڑھ لیا اور چپ چاپ سیدھا چلتی ہوئی اپنی کرسی میں جا بیٹھی ---

یہاں ایک بوڑھی خاتون رہتی ہے کیا آپ --- اس سے پہلے کہ شموئی یل کچھ بولتا

--

وہ دیوانی بڑھیا -- اس ٹاؤن کے آخر میں بنے دو منزلہ مکان میں رہتی ہے -- اس شخص نے مصروف انداز میں جلدی سے جواب دیا اور پھر سے کاپی پر کچھ لکھنے لگا

--

بہت شکریہ --- شموئی یل نے ہونٹ بھیچتے دھیرے مگر غصے سے کہا --
دو منزلہ ٹوٹے پھوٹے مکان کے بالکل ساتھ برگد کے گھنے درخت سے ٹیک لگائے
ہاتھ میں لائٹھی تمھارے بیٹھی وہ بوڑھی خاتون کو شموئی یل پہلی نظر میں ہی پہچان
گیا --

.. وہ بوڑھی خاتون شموئی یل کو دیکھتے ہی مسکرائی -- اور کپکپاتے ہوئے بولی

بیٹا۔۔ جو دکھتا ہے وہ ہوتا نہیں اور جو نہیں دکھتا وہی ہوتا ہے۔۔۔ یہ منافق دُنیا
ہے یہاں کئی منظر منافق ہے۔۔۔۔۔

اماں آپ جانتی ہے کہ آپ کے دئیے لوہے کے سانپ نے کل رات میری
جان بچائی۔۔۔ شموئیل نے والٹ سے لوہے کا سانپ نکالتے دھیرے سے
کہا

نا بیٹا شرک ناکر۔۔۔ تیری جان بچانے والی ذات صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے اللہ
رب العزت کی ذات۔۔۔ یہ لوہے کا سانپ بھلا کس طرح تیری جان بچا سکتا؟ بوڑھی
اماں نے کہا۔۔۔

درست کہا آپ نے۔۔۔ شموئیل نے تائید کی۔۔۔

عاجزی ہی انسان کو بلند مقام پر لے جاتی۔۔ خاک کی پڑیا پر غرور کی گولی بچتی نہیں
میرے بیٹے۔۔۔ بوڑھی خاتون نے کہا

اماں۔۔ کیا آپ تنہا رہتی ہے؟ شموئیل نے خاموش کھڑے دو منزلہ مکان کی
طرف نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔۔

ناں۔۔ تنہا کہاں۔۔ میں تو اپنی شہزادی کیساتھ رہتی ہوں۔۔۔ بوڑھی خاتون نے
مسکراتے ہوئے مکان کی طرف دیکھا۔۔۔
شموئیل خاموش رہا۔۔

میرے بیٹے --- تم نے میرا ٹھکانا دیکھ لیا نا۔۔ لیکن تمہارا فرض ابھی شروع نہیں ہوا ابھی تھوڑا وقت پڑا ہے۔۔ لیکن جس دن تمہارا فرض شروع ہو گا اُس دن تم چل کر میرے پاس آؤ گے۔۔۔ بوڑھی اماں نے کہا۔۔

اماں کیسا فرض۔۔؟ شموئی لیل نے حیرت سے انہیں دیکھا

عنقریب جان جاؤ گے بیٹا۔۔ مگر تب تک کیلئیے ایک نصیحت ہے کہ جو کچھ دیکھتے ہو دیکھتے رہو۔۔ لیکن اپنے لب سی لو۔۔۔ کیونکہ ابھی لب سیئیے رہنے میں ہی بھلائی ہے۔۔۔ بوڑھی اماں نے کہا اور لائٹھی کا سہارا لیتی مکان میں چلی گئی۔۔

شاید کہ ابھی اور بھی بہت کچھ دیکھنا باقی ہے --- شموئیل نے بے بسی سے

سوچا

وہ کتاب اٹھائے زویا کے سامنے کھڑی تھی ----

زبردست -- زویا نے ایک دلفریب مسکراہٹ چہرے پر سجائے کہا

وہ اس کا ہاتھ تھامے کالج کے باہر جانے کی بجائے اندر کی طرف بڑھی --

کالج کے سب سے پیچھے بنے کھنڈر نما مندر اور اس کے سامنے بنی ایک چھوٹی سی مسجد کے سامنے پہنچ کر وہ رک گئی ---

وہ مسجد بھی داخلے کیلئے ممنوع جگہوں میں سے تھی۔۔

اس نے آنکھیں بند کر کے کچھ کلمات پڑھے۔۔

کلمات پڑھتے ہی مندر کے دروازے تھرتھرانے لگے اور یکدم سے کھل گئے۔

زویا نے مندر کی طرف نظر دوڑائی اور کچھ کلمات پڑھنے لگی دروازوں کی

تھرتھراہٹ رُک چکی تھی۔۔۔

ہر طرف گہرا سکوت تھا۔۔۔

لگتا ہے اُس کی بے چین روح کو سکون اب تک نصیب نہ ہوا اور نہ کبھی ہو گا۔۔

زویا نے قہقہہ لگاتے مندر کی جانب دیکھا۔۔

چلو ہادیہ -- اس مسجد کے اندر ---

زویا نے اس کا ہاتھ ابھی تک تھام رکھا تھا -- مسجد کے وسط میں ایک چھوٹا سا فوارا لگا تھا جس کیساتھ ہی ایک سیمنٹ کا چھوٹا سا بیچ بنا تھا --

زویا نے اُسے بیچ پر بیٹھنے کا اشارا کیا --

وہ چپ چاپ بیٹھ گئی -- فوارے کے ارد گرد بنی سیمنٹ کی باڑ پر اس نے بھوری کتاب رکھ دی اور کچھ پڑھنے لگی --

کچھ دیر تو گہرا سکوت رہا لیکن اس کے بعد ہادیہ کو یوں لگا جیسے تیز آندھی -- زلزلے اور طوفان سے اسے یکدم جکڑ لیا ہو --

وہ خوف کے مارے زویا کو پکارنے لگی -- لیکن طوفان تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا اور پھر یک لخت ہر چیز تھم گئی -- ہر چیز پر پراسرار خاموشی چھا گئی --

ہادیہ نے اک گہرا سانس لے کر قریب کھڑی مسکراتی ہوئی ی زویا کو دیکھا اور ایک طرف لڑھک گئی۔۔۔۔

وہ کسی بہتے ہوئے آبشار کی مانند نجانے کہاں پہنچ چکی تھی۔۔۔۔۔
کسی ویڈیو کی طرح ایک جیتی جاگتی زندگی اس کی آنکھوں کے سامنے چلنے لگی

کیسی ہی حسین دن کی صبح تھی۔۔

خوبصورت چاند دو چمکتے ستاروں کے درمیان۔۔ ٹھنڈی ہوائیں اور فجر کی اذان
۔۔۔ وہ اکثر سوچتی تھی کہ سانس لیتی صبح کس قدر سحر انگیز ہوتی ہے۔۔۔
شہر کے داخلی دروازے کے بالکل ساتھ ہی شکار پور گاؤں کی بلند ترین تویلی کی
چھت پر وہ فجر کی اذانوں سے پہلے ہی پہنچ جاتی تھی

ارے --- ماہ رُخ بی بی -- میں جانتی تھی آپ یہی ملوگی! ماسی نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا وہ بھی مسکرا دی --

کوئی کام تھا ماسی!! ماہ رخ نے ارد گرد لپیٹی شال کو درست کرتے ہوئے کہا --

بی بی جان --- آپ کے بابا جان سرکار خان بیاض نے اور اُس موئے راجہ گوپال شروی نے آج تعلیم خانے کا افتتاح کرنا ہے --- اور وہ چاہتے ہیں کہ نکلتے سمے ان کے کندھوں پر شال لپیٹنے روز کی طرح کوئی ملازم نہیں بلکہ ان کی اکلوتی بیٹی ماہ رخ یعنی آپ خود تشریف لائی ہیں -- ماسی نے کہا --

ہاہاہاہا۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ باخدا یہ تعلیم خانہ کیا ہوتا ہے؟ ماہ رخ کھلے دل سے ہنسی تھی اور
... اور ہنسنے سے اس کے بائیں گال کے ڈمپل واضح دکھائی پڑ رہے تھے

ارے میری بھولی ماسی۔۔۔ کالج کالج کہتے اُسے۔۔۔ تعلیم خانہ نہیں۔۔۔ ماہ رخ نے
مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

ہاں ہاں کالج ہی۔۔۔۔۔ ماسی نے دہرایا۔

ویسے آپ تعلیم خانہ ہی کہہ لے۔۔۔ وہ ہنستی ہوئی می کہتی نیچے کی طرف بڑھی۔۔۔

شہر کے بالکل ساتھ بنے اس چھوٹے سے گاؤں میں بڑے بڑے لوگ آباد تھے --- اس خوبصورت گاؤں میں بڑے لوگ جیسے چوہدریوں اور جاگیرداروں کی حویلیاں اور بنگلے تھے --

شکار پور ایک چھوٹا سا گاؤں تھا لیکن وہاں موجود عالیشان محلات جیسے گھر اسے گاؤں سے زیادہ ایک چھوٹی سی خوبصورت جگمگاتی جنت سی بنا رہی تھی -- تقسیم ہند کے بعد اس گاؤں کے عالیشان گھر پڑھے لکھے اور بارعب شخصیات کے حصے میں آئے تھے لیکن گاؤں کی ایک واحد عالیشان حویلی ایسی بھی تھی جس پر ایک ہندو وڈیرے کا قبضہ تھا -- راجہ گوپال شروی کا -- جس نے اپنی دو بیٹیوں اور پتی کیساتھ ہجرت کی بجائے پاکستان میں ہی رہنے کا فیصلہ کیا تھا -- گاؤں کے باقی سب ہندو امرا جاچکے تھے --

راجہ گوپال شروی کے رکنے کی اہم وجہ وہ کالج بھی تھا جس کی ابتدا اُس کے پتا راجہ جیون گوپال شروی نے پچھلے کئی می سالوں سے جاری کر رکھی تھی -- اور وہ

گئی تھی۔۔

تقسیم ہند کے بعد پاک حکومتی، سرکاری و ذاتی خزانے فلحال بکھری ہوئی می قوم کو یکجا کرنے اور عوام الناس کی خدمت میں صرف ہو رہی تھی جلد ہی راجہ گوپال شروی کا خزانہ بھی ختم ہونے کو تھا ایسے میں کالج کا باقی کام مکمل ہونا ناگزیر معلوم ہوتا تھا لیکن خان بیاض نے راجہ گوپال کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور یوں آپس کی ملی بگت اور ہندو مسلم بھائی می بھائی می کے تحت یہ کام بھی پائیے تکمیل کو پہنچا اور جلد ہی وہ صبح بھی نمودار ہوئی می جب خان بیاض کندھے پر

سنہری بھوری شال ڈالے بڑی شان سے راجہ گوپال شروی کے سنگ "دی سپریم کالج" کا افتتاح کرنے نکلے۔۔۔۔۔

کتاب کا ایک ورق پلٹ چکا تھا۔۔۔۔۔
لیکن ابھی کئی اور اوراق باقی تھی۔۔۔۔۔ زندگی کی کہانی باقی تھی۔۔۔۔۔

کلاس آف ہوتے ہی وہ بیگ اٹھائے باہر نکلی۔

دشہ لسن ٹومی.... مشال نے دشہ کو پکارا۔
ہاں مشی۔۔۔۔۔

نہ کر مِشی۔۔۔۔ انجام اچھا نہیں ہوگا۔۔۔۔ دِشہ نے کہا

بکومت --- سب طے ہے۔۔ بس پلان بناتے ہے کہ ""دشہ تم نے مجھے ایک
نہایت ہی اچھے عامل کا پتہ بتایا ہے جو کہ تمہارے گھر کے ساتھ رہتا ہے اور میں
تمہاری باتوں سے متاثر ہو کر اپنی بہنوں جیسی کزن ہادیہ کا علاج کروانے کی غرض
سے کارٹوس بابا کے پاس لے گئی لیکن علاج کے بعد پتہ چلا کہ وہ بابا کم اور
شیطان صفت زیادہ ہے لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی ہوگی اور شموئییل ہادیہ کو
اس طرح کبھی بھی ایکسیپٹ نہیں کرے گا۔۔ یوں میرا راستہ صاف ہو جائے

مشال نے ہلکی سی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اور ہادیہ کی کلاس کی طرف
چل دی۔۔

ہادیہ کی کلاس بھی ختم ہو چکی تھی سبھی لڑکیاں بیگ اٹھائے گیٹ کی طرف جارہی
تھی۔۔

یکدم سے جیسے اُسے ہوش آیا ہو۔۔ وہ فوارے کے ارد گرد بنی سیمنٹ کی منڈیر پہ سر
جھکائے ایک طرف لڑھکی ہوئی بیچ پر بیٹھی تھی۔۔۔۔

اس کا سر بھاری ہو رہا تھا۔۔ وہ ابھی بھی مسجد کے وسط میں تھی اور زویا آس
پاس کہیں نہیں تھی۔۔۔

ہادیہ تم آج آئی می ہو۔۔ عاتکہ نے سامنے باغ میں گم سم بیٹھی ہادیہ کو دیکھ کر
حیرت سے کہا اور بیگ اٹھائے اس کی طرف لپکی۔۔

ہادیہ تم آئی می ہو آج۔۔۔ عاتکہ نے اس کے قریب بیٹھتے ہی دھیرے سے کہا۔۔

ہاں آئی می ہوں۔۔ اس نے مختصراً کہا۔۔

ہادیہ تم اتنی پریشان اور گھبرائی می ہوئی می کیوں اور ٹھنڈے پسینے آئے ہوئے ہے
طبیعت ٹھیک ہے ناں۔۔۔ عاتکہ نے پریشانی سے اُسے دیکھا۔۔

عاتکہ میں ٹھیک نہیں ہوں اسی لیے میں نے کوئی می کلاس نہیں لی۔۔۔ ہادیہ
نے دھیرے سے جواب دیا

یار مجھے بتاتی تو سہی۔۔ میں بھی کلاسز آف کر کے تمہارے ساتھ رہتی۔۔۔ عاتکہ نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔۔

اچھا ہادیہ سنو۔۔ تمہاری یہ کزن مشال بہت ہی سیلفش ٹائیپ کی ہے اس سے دور رہا کرو۔۔ عاتکہ نے کہا

کم آن عاتکہ۔۔ وہ میری بہنوں کی طرح ہے اور میں نے اپنے لیے کبھی بھی اس کی محبت میں کمی نہیں دیکھی سو تم بھی ایسا مت سوچو۔۔۔ ہادیہ نے کہا اور بیگ اٹھائے مشال کی طرف بڑھی جو سامنے ہی ارد گرد نظریں گھمائے کسی کی تلاش میں لگن تھی۔۔۔

....عاتکہ تاسف سے اُسے دیکھتی رہی

مستی -- کہیں تم مجھے تو نہیں ڈھونڈ رہی -- ہادیہ نے اسے پکارا

ہاں -- ہادیہ تم ---- تمہیں ہی ڈھونڈ رہی تھی پریشان کر دیا تھا تم نے -- یونو تمہاری
کلاس کی لڑکی حنا کہہ رہی تھی کہ تم

Absent

ہو آج ---- مشال نے دونوں ہاتھوں سے اس کے بازو پکڑے فکر مندی سے کہا
--

میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے میں آج سارا دن باغ میں ہی بیٹھی رہی
-- ہادیہ نے جواب دیا ---

چلو پھر ٹھیک ہے چلتے ہے -- آج میری دوست دِشہ کا وین والا بھی نہیں آیا اور اس کا گھر ہمارے گھر سے تھوڑا پہلے ہی تو ہے اس لیے وہ بھی ہمارے ساتھ آؤ میں چلے گی -- مشال نے کہا اور ہادیہ کے تاثرات دیکھنے لگی --
ہاں ٹھیک ہے مشال -- ہادیہ نے کہا ----

سارے رستے ہادیہ تو خاموش رہی جبکہ دِشہ اور مشال ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہی ---

دِشہ کے گھر کے سامنے ہی آؤ والا رُکا ---

مستی، ہادیہ کم آن --- کچھ دیر میرے گھر بیٹھ کر چلے جانا۔۔ مجھے اور میری ماما کو بہت اچھا لگے گا اور ویسے بھی آپ کا گھر یہاں سے بس تھوڑی ہی دور ہے آپ لوگ پیدل بھی جا سکو گی۔۔۔ دِشہ نے خوشدلی سے آفر کی

اس سے پہلے کہ ہادیہ انکار کرتی مشال اس کا ہاتھ تھامے رکشے سے باہر نکل آئی۔۔

ہاں۔۔۔ ہاں کیوں نہیں دِشہ۔۔۔ مشال نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

دیکھو مشال۔۔۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ سر چکرا رہا ہے۔۔۔ مجھے گھر پہنچنا ہے۔۔۔ ہادیہ نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔۔۔

ارے ہادیہ -- بس پانچ منٹ کی بات ہے -- کم آن یار -- مشال نے اُسے کہا -

ہادیہ خاموش رہی ---

دشہ کی ماما شاید کہیں گئی تھی گھر میں اُس کی دو چھوٹی بہنوں اور بوڑھی دادی کے سوا کوئی می نہ تھا --

دشہ انہیں لاونج میں بٹھا کر کچن میں چلی گئی --

جبکہ ہادیہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے وہی بیٹھی رہی ----

ہادیہ کیا طبیعت زیادہ خراب ہے -- جو کہ گلاس اٹھائے اندر آتی دشہ نے پریشانی سے پوچھا --

ہاں -- ایسے ہی سمجھ لو -- سر بہت درد کر رہا ہے -- ہادیہ نے پیشانی کو مسلتے ہوئے کہا --

اس کا گلابی خوبصورت چہرہ سرخ ہوا پڑا تھا --
وہ درد کے مارے بار بار اپنے ہونٹ بھینچ رہی تھی --

لسن ٹومی --- مائی ہادیہ --- یہاں ساتھ والے گھر میں ایک بہت ہی نیک بابا جی ہے -- ان کا ذکرِ دشہ بھی کرتی رہتی تھی -- اب آئے تو ہوئے ہے تو کیوں نا اس نیک ہستی سے دم کروا لیا جائے --- مثال نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا --

نہیں مجھے بس گھر جانا ہے ایک ٹیبلٹ اور دودھ کے گلاس سے میں ٹھیک ہو جاؤ گی --- ہادیہ نے کہا اور جوس اٹھا کر ایک ہی سانس میں پی گئی --

نہیں ہادیہ تم میری بات سمجھ نہیں رہی۔۔ پاک کلام کی برکت سے تم بہتر محسوس کرو گی اور وہ جو عجیب و غریب سے دورے تمہیں پڑتے تھے وہ بھی نہیں پڑے گے آئی می مین یاد ہے ناں تم نے کالج اور پھر ہمارے گھر کیا کیا تھا؟

مشال نے کہا

مشال -- میں ٹھیک -- چلو گھر چلے -- ہادیہ نے یکدم اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سر پہ اٹھنے والی شدید درد کی لہر سے صوفے پر ڈھے گئی --

ہادیہ تم ٹھیک ہوناں۔۔ مثال نے اسے یکدم گرتے دیکھ کر پوچھا۔۔

Am Fine ...

مشال نے آگے بڑھ کر اُس کا ہاتھ تھاما اور اسے سہارا دیتی چلنے لگی -- دِشہ نے بھی ہادیہ کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا ---

جلد ہی وہ ہادیہ کو پکڑے کارتوس بابا کے گھر کے صحن میں تھی ---

علی نے دِشہ کو اشارے سے پاس آنے کو کہا لیکن دِشہ نے دونوں ہاتھوں سے ہادیہ کو تھام رکھا تھا اس لیے اس نے انکار کر دیا --

علی نے غصے سے ایک بار پھر دِشہ کو پکارا لیکن وہ ہادیہ کا ہاتھ پکڑے کارتوس بابا کے حجرے میں چلی گئی ---

بابا جی -- زیادہ وقت نہیں -- آپ کچھ بھی کر کے میری کزن کو ٹھیک کر دے
-- دراصل اسے عجیب و غریب دورے پڑتے ہیں -- مشال نے پریشانی سے کہا
--

سایہ ہے اس پر بُری آتماؤں کا بچہ -- سب ٹھیک کر دوں گا مجھے دو گھنٹے
کیلئے بچی کیساتھ تنہا چھوڑ دیا جائے -- کارتوس بابا نے ہلکی سی ہنسی ہنستے
ہوئے کہا --

جی بابا جی -- میں ساتھ والے گھر اپنی دوست کے پاس ٹھہری ہوں --- دو گھنٹے
کے بعد میں حاضر ہو جاؤں گی ---
مشال نے کہا اور نیم بے ہوش ہادیہ کو وہی بیٹھا کر دِشہ کیساتھ باہر نکل
گئی ---

لینا۔۔ نغمانہ۔۔۔ باباجی نے عجیب انداز سے ہادیہ کو بغور دیکھتے ہوئے حجرے کی حفاظت و انتظامات پر معمور خادماؤں کو آواز دی۔۔۔

دو درمیانی عمر کی خاتون چہرے پر مکروہ ہنسی سجائے کمرے میں داخل ہوئی

۔۔۔

میری سیمنٹ کی مسہری پر پھولوں والی نرم و گرم چادر چڑھا دو اور اس لڑکی کو اس مسہری پر نیند کی دوا دے کر سلا دو۔۔ پھر ہم اسکا علاج کریں گے۔۔۔ کارتوس بابا نے دونوں لمبی مونچھوں کو تاؤ دیتے شیطانی مسکراہٹ سجائے کہا۔۔۔

جو حکم۔۔۔ دونوں نے ادب سے سر جھکا کر کہا اور ہادیہ کو ایک جھٹکے کھڑی کرتی کھینچتی ہوئی کمرے کے اندر کھلتے دوسرے کمرے میں لے گئی جہاں ایک سیمنٹ کی بڑی سی مسہری بنی تھی جس پر نرم و گرم بستر لگا تھا۔۔

اور دیوار پہ جانجا کھوپڑیوں کے نشان بنے تھے ----

مشال ---- ہادیہ نے اپنے ہاتھ چھڑانے کی ناکام کوشش کرتے مشال کو پکارا
-- اس سفاک لڑکی کو پکارا جو لڑکی ہوتے ہوئے اپنے وقار اپنی شخصیت اپنے مذہب
اور اس کے اصول بھول کر شیطانی راہ پہ چل نکلی تھی ----

نیم بے ہوش ہونے کے باوجود اس کو ہر بات کی خبر ہے چلو وہ دوا اسکے منہ میں
ڈالو --- ایک عورت نے کہا اور دوسری نے جلدی سے ہادیہ کے منہ میں دوا
ڈال دی --

اس کا چہرہ ایک طرف کو لڑھک گیا وہ مکمل ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی --

آج بابا سرکار اس کا ایسا علاج کریں گے کہ اسے کبھی نہیں بھولے گا --

دونوں عورتوں نے اسے مسہری پر لٹایا اور شیطانی ہنسی ہنستی باہر نکل گئی....

اسلام علیکم -- بھابھی -- میں بہت پریشان ہوں ابھی تک دونوں لڑکیاں گھر نہیں پہنچی ---

ثروت بیگم بوڑھی دادی کا ہاتھ تھا مے فرحت بیگم کے گھر میں داخل ہوئی ۔۔

فرحت بیگم اپنی بہن زینت بیگم اور ان کے بیٹے شموئل کیساتھ بیٹھی محو گفتگو تھی۔۔

ہاں ثروت یہ تو ہے --- بچیاں نجانے کہاں رہ گئی ہیں --- اور آج تو اس کمبخت
وین والے نے بھی چھٹی کی تھی --- فرحت بیگم بھی تھوڑی پریشان سی ہوئی

خالہ اینڈ ثروت آنٹی آپ فکر نہیں کریں --- میرے پاس گاڑی ہے میں دیکھتا ہوں
--- شموئیل نے کہا اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتا باہر کی طرف لپکا ---

کالج پہنچ کر اس نے گیٹ کیپر سے پوچھنے کی کوشش کی لیکن وہ لاعلم تھا --- وہ
کافی دیر گیٹ کے سامنے کھڑا رہا --- کہ شاید ہادیہ اور مثال باہر آئے لیکن بے

سود ---

وہ مایوس ہو کر گاڑی میں بیٹھنے ہی والا تھا جب دور روڈ کی دوسری طرف اسے وہی ہنسٹاؤن والی بوڑھی خاتون تیزی سے گزرتی ہوئی نظر آئی۔۔۔

گاڑی کو جلدی سے لاک کرتے وہ روڈ کراس کرنے لگا۔ اسکا رخ اس بوڑھی خاتون کی جانب تھا۔۔۔

اماں سنیں --- شموئیل نے پیچھے سے آواز لگائی --

بیٹا۔۔ مجھے اُسکی مدد کو پہنچنا ہے۔۔ ابھی میرے راستے میں مت آؤ۔۔۔ بوڑھی خاتون نے تیز تیز سانس لیتے کپکپاتے ہوئے کہا۔۔۔

کس کی --- مدد --- شموئیل نے جلدی سے پوچھا۔۔

جسکی تمہیں تلاش ہے۔۔ بوڑھی خاتون یہ کہتے ہی فوراً ایک گلی کی طرف مڑ گئی
جبکہ شموئی یل حیرت و نا سمجھی سے انہیں دیکھتا وہی کھڑا رہا۔۔۔

لینا۔۔ نغمہ۔۔ کام ہو گیا نا؟ کارتوس بابا نے اپنی لمبی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہنستے
ہوئے کہا۔۔

جی بابا جی۔۔ وقت بہت تھوڑا ہے جی بھر کے علاج کیجیے۔۔ ان میں سے
ایک خاتون لینا آنکھوں میں وحشت سجائے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

تم فکر نا کرو۔۔ میری وفاداروں۔۔۔ تمہیں میری طرف سے خاص تبرک عطا ہو گا
۔۔۔۔ اور ہاں یہاں کھڑی ہو کر سختی سے پہرہ دینا ہو گا کوئی ی مرید بھی اندر داخل

نا ہونے پائے۔۔۔۔ بابا جی نے کہا اور حجرے میں داخل ہوتے ہی حجرے کا پردہ گرا دیا۔۔۔

یہ ایک خوبصورت حویلی طرز عمل پر بنی ایک شاندار بنگہ ٹائیپ حویلی تھی۔۔ جس کے چاروں طرف سیمنٹ کے بڑے بڑے شیروں کے مجسمے نصب تھے۔۔۔

.. حویلی کے صدر دروازے پر ایک نیم پلیٹ پر خوبصورت سا "راج خاندان" لکھا تھا

گلیٹ سے تھوڑا آگے خوبصورت لان بنا تھا جس کے بیچ بیچ ایک فوارا نصب تھا جس سے نیلا پانی پھوٹ پھوٹ کر باہر نکل رہا تھا۔۔۔۔

ایک خوبصورت نو سالہ بچی سُرخ لباس میں ملبوس لان میں کھیل رہی تھی اس کے ہاتھ میں نو رنگ پر مشتمل ایک چمکدار گول کھلونا تھا۔۔۔۔

وہ مسلسل اس کھلونے کو گھمائے جا رہی تھی اور ساتھ ہی کلیپنگ کرتی زور سے
... ہنس رہی تھی

اچانک وہ ربڑ کا نو رنگی کھلونا اُچھل کر قریب ہی لان میں ایک کنارے پر اُگے بڑے
بڑے پتوں کے بیچ چلا گیا۔۔

وہ بچی اپنی سُرخ فراک کو سنبھالتی ہوئی می اپنے من پسند کھلونے کی سمت بڑھی
۔۔

بڑے پتوں کو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے پیچھے کرتی وہ تھوڑا آگے گئی۔۔۔۔
کھلونا اس کے سامنے پتوں کے اوپر پڑا تھا۔۔
وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھی۔۔۔

///

— — —

جیسے جیسے کارتوس بابا اپنا وحشت زدہ ویران وجود لیے اس کے قریب جاتا -- کوئی می
آن دیکھی طاقت اسے آگے بڑھنے سے روکتی ---
اُسے شدت سے احساس ہونے لگا جیسے کوئی می اس کے آس پاس بہت قریب
کھڑا ہو --
وہ گھوم کر ارد گرد نظر دوڑانے لگا ---

کون ہے ؟ وہ چلایا --
لیکن ہر طرف چھائی می پراسرار خاموشی اس کیلئے ایک دھوکہ ہے وہ جان
چکا تھا ----

جس میں ہمت ہے مجھے روک کر دکھائے۔۔۔ وہ غصے سے چلایا اور تیزی سے ہادیہ کی طرف بڑھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ ہادیہ کے بالکل قریب پہنچتا۔۔۔

ہادیہ کے بالوں میں چھپا سنہری سانپ اُچھل کر اس کارتوس بابا کے ماتھے پر ڈنک مار گیا۔۔

کارتوس بابا ہکا بکا اس چمکتے سانپ کو دیکھتا رہا جو اس کے لیے موت کا پیغام ثابت ہوا۔۔۔۔

اس سانپ کو گالیاں بکتا وہ ایک طرف کو لڑھک گیا۔۔۔۔

لیکن مرنے سے پہلے وہ اپنے گلے میں بندھے ہار کو قریب ہی پڑے دیے میں جھونک گیا۔۔

وہ مر رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر چھائی شیطانی ہنسی گہری ہوتی رہی۔۔۔۔۔

اور جلد ہی وہ جہنم واصل ہوا۔۔۔

مسلسل گالیوں کی آواز لینا اور نغمانہ کے کانوں تک پہنچ رہی تھی لیکن وہ خاموشی سے کھڑی پہرا دیتی رہی۔۔ اچانک اندر حجرے سے آتی آوازیں بند ہوگئی اور ایک سکوت چھا گیا۔۔۔

لینا مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا۔۔۔ ہمیں اندر جانا چاہئیے۔۔۔۔۔ نغمانہ نے کہا۔
ہاں۔۔۔ بابا جی گالیاں تو نکالتے ہی ہے لیکن آج انکی آواز میں کچھ عجیب سی بے چینی تھی۔۔ لینا نے بھی ہاں میں سر ہلایا۔۔

دروازہ کھولے وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئی اور اس بڑے سے کمرے میں پردے کے پیچھے بنے حجرے کی طرف بڑھی۔۔
جیسے ہی انہوں نے پردہ سرکایا۔۔۔۔۔ دونوں نے یکلخت خوف سے دل پر ہاتھ رکھا۔۔۔

ہادیہ مزے سے گہری نیند میں تھی اور اس کے بالوں پر گول گول سنہری سانپ کسی سونے کی مانند چمکتا ہوا بیٹھا تھا۔۔۔

اور قریب ہی مسہری کے پاس اوپر کو چڑھی آنکھوں کیساتھ چہرے سے وحشت و لعنت ٹپکتی کارتوس بابا کی لاش پڑی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دونوں کمرے سے بھاگتی پیچھے سے آنے والی گھنگریالے بھورے بالوں والی لڑکی نے ان کا راستہ روکا۔۔

کک کون ہو تم۔ یہاں کیسے آئی می۔۔۔۔ وہ دونوں گھبرائے ہوئے ایک ساتھ بولی۔۔۔

ہادیہ کو اٹھائو اور بہت ہی احترام کیساتھ ساتھ والے گھر چھوڑ آؤ اور کہنا کہ بابا جی جہنم واصل ہو گیا اس لیے علاج نہ کر سکا۔۔۔ گھنگریالے بالوں والی لڑکی آخری بات بولتے ہوئے کھلکھلا کر ہنس دی۔۔۔۔

جج جی --- لیکن تم ہو کون ---؟ لینا نے اس سے پوچھا

اگر تم میرا حکم نہیں مانو گی تو ہو سکتا ہے میں وہی ہوں ----- گھنگریا لے بالوں
والی لڑکی نے جھومتے ہوئے کہا ---
وہی کک کون --- نغمانہ نے کپکپاتے ہوئے پوچھا ---

یعنی کہ تمہاری موت --- گھنگریا لے بالوں والی پھر سے قہقہہ لگاتی ہنسی ---

ح حکم کی تعمیل ہوگی۔۔ لینا نے کہا اور دونوں ہادیہ کو سہارا دیتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

اور جلد ہی وہ بے ہوش ہادیہ کو لیے دشہ اور مشال کے سامنے کھڑی تھی ---

ابھی تو بمشکل بیس منٹ بھی نہیں ہوئے۔۔ اتنی جلدی کیسے لے آئی می آپ
۔۔۔ مشال نے ہادیہ کو صوفے پر لیٹاتے ہوئے فکرمندی سے پوچھا۔۔۔

جو تم چاہتی تھی وہ نہیں ہوا۔۔۔ لینا نے کہا اور نغمانہ کو لیے وہاں سے جانے
کیلئے مڑی۔۔۔

سُنو ایسا کیسے ممکن ہے۔۔۔ مشال کی آنکھوں میں غصہ اور جلن دونوں تھی۔۔۔

ممکن ہے۔۔۔ بالکل ممکن ہے جبکہ کارتوس بابا سائی میں ہی دُنیا میں نارہے۔۔
نغمانہ نے غصے سے جواب دیا اور وہ دونوں وہاں سے چلی گئی۔۔۔

واہ یار۔۔۔ وہ بابا مر گیا۔۔۔ دِشہ نے ہاتھ کی تالی بجاتے جوش سے کہا۔۔۔

شٹ آپ دِشہ --- اب میں کیا کروں گی -- مشال نے پریشانی سے کہا --

فی الحال مشی تمہیں گھر جانا چاہئیے -- بہت لیٹ ہو تم -- وہ سب بہت
پریشان ہو رہے ہو گے -- دِشہ نے کہا

لیکن ہادیہ ہوش میں آئے تب ناں -- جلدی سے پانی لاؤ پلیز -- مشال نے کہا
-- دِشہ اثبات میں سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی --

کچھ لمحے پہلے ----

مشال ---- ہادیہ نے اپنے ہاتھ چھڑانے کی ناکام کوشش کرتے مشال کو پکارا
-- اس سفاک لڑکی کو پکارا جو لڑکی ہوتے ہوئے اپنے وقار اپنی شخصیت اپنے مذہب
اور اس کے اصول بھول کر شیطانی راہ پہ چل نکلی تھی ----

لینا اور نغمہ اب اس کے منہ میں کچھ ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی --- وہ
دھیرے دھیرے خود کو آزاد کرنے کی کوشش میں تھی لیکن بے سود ---

اللہ ---- بے اختیار اُس کی زبان سے نکلا --

یہ لفظ "اللہ" کہنے سے اس کے وجود کو اس قدر سکون و اطمینان ملا کہ کچھ اور مانگنے
کی سکت ہی نا رہی ---

اللہ ---- وہ مسکرائی می --- کتنا پیارا نام ہے -- کس قدر تکلیف میں ہونے کے
باوجود یہ مٹھاس بھرا نام میری روح تک کو چین دے رہا ---

اللہ۔۔۔۔ اس کے لب پھر سے بلے۔۔۔۔

وہ اس نام میں اس قدر کھو چکی تھی کہ یہ تکلیف بھی اُس کیلئے راحت بن گئی۔۔۔

اللہ۔۔۔۔۔ وہ پھر سے بولی اس کی آنکھیں اب دھیرے دھیرے بند ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ پھر اچانک کوئی می بے انتہا چمکتی چیز نے اس کے منہ میں موجود دوائی می کو نکال لیا جو بے ہوشی کی دوا وہ کب سے منہ میں لیے لیٹی تھی۔۔۔۔۔

اللہ۔۔۔۔۔ اب اس کا رواں رواں مجو دُعا بن گیا تھا۔۔۔ اب اس کی روح چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی اس تکلیف میں اسے لفظ "اللہ" دل کی گہرائیوں سے پکارنے۔۔۔۔۔

جلد ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئی۔۔۔

لیکن یہ کیا۔۔ میں تو اب بھی دیکھ سکتی ہوں۔۔۔۔

وہ ایک خوبصورت ہرے بھرے جنگل میں تنہا بیٹھی تھی۔۔

اس کے جسم پر کھلتی کلی کی مانند سیاہ خوبصورت لباس تھا۔۔۔

وہ یکدم سے اٹھی اور اپنے کالے لباس کو دیکھنے لگی جو اسے اور بھی مسحور کُن بنا رہا تھا۔۔۔۔۔

میں کہاں ہوں ---- وہ خود سے ہی بولی --

ہر طرف قد آور بلند و بالا درخت ----- جیسے وہ کسی جنگل میں ہو۔۔

اچانک ہی اسے دور کہیں سے بین بجانے کی آواز سنائی دی ---

بین بجانے کی آواز اور "اللہ اللہ" کرتے ذکر کی آواز۔۔۔۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی می بین بجا رہا ہے اور کوئی می اُس کے ساتھ بیٹھا جھوم جھوم کر "اللہ اللہ" کا ذکر کر رہا ہے۔۔۔

وہ آواز کی سمت بڑھی۔۔ وہ بھاگتی جا رہی تھی۔۔ ایک خوبصورت شہزادی کی مانند۔۔

کافی دیر بھاگنے اور تلاش کرنے کے باوجود نا تو وہ بین والے کو تلاش کر سکی اور نا ہی ذکر کرنے والے کو۔۔۔

وہ پریشان سی ہوئی۔۔

لیکن بین بجانے اور ذکر کی آواز مسلسل بلند ہو رہی تھی۔۔

— — —

لکڑی کا کام کیا تھا اور دونوں اطراف پردے گرے تھے۔۔۔۔

یا اللہ --- یہ کیا ماجرا ہے --- ہادیہ نے خوبصورت گھوڑے کو دیکھتے دھیرے سے کہا

وہ گھوڑے اچانک سے رُک گئی --- بگھی کے دروازے سے ایک نہایت دلنشین پری چہرہ لڑکی شال اوڑھے اُتری --- وہ کسی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی ---

وہ خوبصورت لڑکی نیچے آئی می اور گھوم کر ہاتھ کے اشاروں سے اطراف کا جائزہ لینے لگی --- کافی دیر خاموشی سے وہ ارد گرد گھومتی ہوئی می کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرتی رہی پھر بگھی خوان کو حکم دیتی رعب سے بولی ---

بگھی کو اس طرف گھماؤ آواز اس سمت سے آرہی ہے --- اس پری چہرہ لڑکی نے کہا ---

پراسرار کالج کے راز

باباجی --- وہ بچی درد کی شدت سے معصوم سی آواز میں بولی ---

وہ بچی خوف سے آس پاس نظریں دوڑانے لگی۔۔

یہ کوئی می تہہ خانہ تھا جو لان میں کھلتا تھا جس کی سیڑھیاں ختم کر دی گئی تھیں۔۔

ماما -- وہ بچی پھر سے بولی --

لیکن اس گھپ اندھیرے میں کون اس کی مدد کرتا ---

یقیناً کوئی می تھا وہاں --- جو مسلسل اس بچی کو درد و کرب سے تڑپتا دیکھ رہا تھا
لیکن --- مدد کرنے کی نیت سے ہرگز نہیں ----

Hadia please wake up ..

ہوش میں آجا ---

مشال مسلسل اس پر پانی کے چھینٹے گرائے اسے ہوش میں لانے کی تگ و دود
میں مصروف تھی --

مشی -- تمہیں پتہ ہے کہ میں کیا سوچ رہی -- دِشہ نے مسکراتے ہوئے مشال کو دیکھا۔۔۔

کیا -- مشال نے اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا --

پتہ نہیں مجھے ایسا کیوں لگتا کہ اس منحوس بابا کی موت سے ہادیہ کا کہیں نا کہیں
کوئی می تعلق ہے -- غصہ مت کرنا -- میں بس یہ کہہ رہی کہ مجھے ایسا لگتا ہے --
دشہ نے کہا

دشہ اسے ہوش میں لاؤ۔۔ مجھے اسے گھر لے کر جانا ہے۔۔ مشال نے اس کی بات نظر انداز کرتے غصے سے کہا۔۔

ارے ہاں۔۔ میرے پاس شاید ہوش میں لانے کیلئے کچھ ہے۔۔ دشہ اٹھی اور سامنے دیوار پر بنے میڈیکل باکس سے ایک سپرے ٹائیپ کی بوتل نکال لائی۔۔

یہ لو۔۔ اس سے کام بن جائے گا۔ دشہ نے بوتل اس کی طرف اچھالی جسے مشال نے کامیابی سے کچ کیا۔

چند لمحوں کے بعد ہادیہ نے دھیرے سے آنکھیں کھولی۔۔۔
وہ بگھی۔۔ اور وہ لڑکی۔۔ وہ بڑبڑائی۔۔

ہادیہ تم ٹھیک ہوناں -- دِشہ نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا --

کیا کہہ رہی تم کو نسی بگھی -- مشال نے اسے دیکھا --

پتہ نہیں -- ہادیہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی --

چلو ہادیہ ہمیں گھر جانا ہو گا -- بہت دیر ہو گئی ہے -- مشال نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا --

ہادیہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی --

دِشہ کو خدا حافظ کہتی وہ دونوں جلد ہی وہاں سے نکل گئی --

اچانک گیٹ کھلنے کی آواز آئی ی سب نے چونک کر گیٹ کی طرف دیکھا۔۔۔

مشال ہادیہ کو تھامے آرہی تھی۔۔

ہادیہ میری جان۔۔ ثروت بیگم اپنی بیٹی کو دیکھتے ہی اُس کی طرف بڑھی۔۔ دادی بھی کرسی کا سہارا لیتی ہادیہ کی طرف لپکی۔۔

مشال کیا ہوا ہے ہادیہ کو۔۔ ثروت بیگم رو دینے کو تھی۔۔

چچی جان کچھ نہیں ہوا وہ بس ہم آٹو سے آرہے تھے تو ہادیہ کی طبیعت بگڑ گئی اور ہادیہ بے ہوش ہوگئی ی قریب ہی میری دوست دِشہ کا گھر تھا اور

اتفاق سے وہ ہمارے ساتھ آؤ میں تھی تو وہ ہمیں اپنے ساتھ ہی لے گئی
--- مشال نے تفصیل بتائی اور ہادیہ کو کرسی پر بٹھایا ---

میں بے ہوش نہیں ہوئی تھی۔۔ میں نے مشال سے کہا تھا کہ دُشہ کے گھر
نہیں جانا مجھے یہ میرا ہاتھ پکڑ کر لے گئی۔۔۔ ہادیہ نے کہا سب ہی چونک کر
مشال کو دیکھنے لگے۔۔۔

آ۔۔ ہادیہ تم ٹھیک نہیں تھی۔۔ دُشہ کی طرف اس لیے ہی لے گئی تھی کہ
تم کہیں پھر سے عجیب پاگلوں جیسے ری ایکٹ نہ کرنے لگ جاؤ۔۔ مشال نے
سنجھتے ہوئے مگر تھوڑا غصے سے کہا۔۔

ثروت تمہاری بیٹی اگر پاگل نہیں ہے تو پاگلوں جیسی حرکتیں کیوں کرتی ہے اور اگر مثال اسے اپنی دوست کے گھر لے ہی گئی تھی کہ کہیں ہادیہ بے ہوش نا ہو جائے تو بجائے اُس کا شکریہ ادا کرنے کے تم اُس سے اس قسم کی بات کرو گی --- زینت بیگم نے بھی ناگواری سے اپنی بھانجی کی طرف داری کی ---

وہ دراصل ماما۔۔ ہادیہ کہہ رہی ہے کہ وہ بے ہوش نہیں تھی تو اس کا مطلب وہ گھر آنا چاہتی تھی تو ایسی حالت میں انجان لوگوں کے گھر میں اس طرح ٹھہرنا

مناسب نہیں --- نجانے کون کون لوگ ہوتے ہو گے گھر میں --- شموئیل نے کہا ---

شموئیل بیٹے --- بہتر ہے کہ ہم گھر چلے --- تمہاری بھابھی تنہا ہے گھر میں --- زینت بیگم نے اپنا بیگ اٹھایا اور سرسری سا سلام کرتی باہر کی طرف بڑھی ---

آنٹی پلیز میری ماما کی بات کا غصہ مت کیجئیے گا --- شموئیل نے ثروت بیگم سے کہا اور خدا حافظ کہتا اک نظر ہادیہ پر ڈالتا باہر کی طرف لپکا ---

وہ بے سُدھ اپنے کمرے میں لیٹی نجانے کن سوچوں میں گم تھی --- جب ٹھنڈی ہوا کا ایک لہہ لہاتا ہوا جھونکا اس کے وجود میں سرایت کر گیا ---

اس نے گردن اٹھا کر سامنے دیکھا۔۔

زویا اپنے خوبصورت گھنگریالے بالوں کو کندھے و شانے پر پھیلائے اُس کے سامنے
ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے اک خوبصورت ادا سے بیٹھی تھی۔۔

زویا۔۔ وہ آس پاس سہارا لیتی دھیرے سے اٹھی۔۔

زویا بس بہت ہوا۔۔ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔۔ میں ہرگز ہرگز کچھ بھی عجیب و
غریب اپنی ذات کیساتھ اب برداشت نہیں کرونگی۔۔۔۔ ہادیہ کی آنکھوں میں ایک
عجیب و غریب غصہ تھا جسے زویا محسوس کر رہی تھی۔۔

شہزادیوں جیسا رعب و غصہ --- آہ --- ہادیہ تم نے تو اپنی ذات کو ایک خوش اخلاقی کے خول میں بند کر رکھا تھا لیکن یہ روپ دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ تم بھی جاننے لگی ہو کہ تم کون ہو؟ زویا نے مسکراتے ہوئے کہا ---

زویا اس کالج میں ایسا کیا ہے جو میں نہیں جانتی -- اور آخر کالج سے جڑے عجیب و غریب واقعات میرے ساتھ ہی ہو رہے یا کسی اور کے ساتھ بھی اور زویا --- یہ بتاؤ مجھے کہ تم کون ہو؟ خدا کیلئی سب بتا دو مجھے --- ہادیہ نے اصرار کرتے ہوئے کہا ---

ہادیہ -- شاید یہ عجیب و غریب واقعات کبھی نا ہوتے اور ہمیشہ اک راز ہی رہتے اگر تم اس کالج میں نا آتی --- جانتی ہو روحوں کا روحوں سے ایک خاص تعلق ہوتا ہے --- اور یہ بھی تم جانتی ہو کہ ہر جاندار کے پاس روح ہے اور اگر میں یہ کہنا

زویا۔۔۔۔ میں نے دیکھا ایک بگھی خان کو جو ایک خوبصورت دلنشین لڑکی کو لیے جا رہا تھا اور پھر ایسا لگا جیسے کوئی ی مجھے کہہ رہا ہو کہ بگھی کا پیچھا کرو۔۔ وہی تمہیں منزل تک پہنچائے گی۔ میں اس بگھی کے پیچھے ہی بھاگ رہی تھی جب اچانک سے میں بیدار ہو گئی اور میں نے آنکھیں کھولی سامنے دُشہ اور مشال کو پایا

■■■■

ہادیہ اسے تفصیلاً خود پر بیٹی داستان سنانے میں مگن تھی یہ دیکھے بنا کہ دِشہ اور
مشال کے ذکر پر زویا کس قدر غصے میں آگئی ---

بسمل --- بیٹا ماما کی بات سُنو فوراً --- رومہ ارد گرد نظریں دوڑائے اپنی نو سالہ بیٹی کو
 ڈھونڈ رہی تھی ---

ارے یہی لان میں ہی تو کھیل رہی تھی۔۔ کہاں چلی گئی یہ لڑکی۔۔ رومہ نے پریشانی سے اردگرد دیکھا اور دور بیٹھے گیٹ کیپر ملازموں کو قریب آنے کا اشارہ کیا۔۔

صفر اور باقر کیا تم نے بسمل کو دیکھا۔۔ ابھی یہی کھیل رہی تھی۔۔ رومہ نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

نہیں بی بی جی۔۔ بسمل بی بی کو نہیں دیکھا۔۔۔

ارے حد ہے ڈھونڈو اُسے کہاں گئی ہے وہ۔۔۔۔ رومہ غصے سے بولی۔

جی بی بی جی۔۔۔ ملازم لان کی طرف دوڑے

رشیدہ -- ماریہ - رومہ زوردار آواز سے چلائی --

بسمل کو دھونڈو کہاں ہے اندر دیکھو ---- ہر جگہ تلاش کرو -- میری بچی اپنے گھر
سے کہاں گم ہوگئی -- رومہ نے کہا اور اوپر ٹیرس کی طرف نظر دوڑائی
جہاں ایک عمر رسیدہ خاتون نیچے ہی دیکھ رہی تھی --
رومہ نے غصے سے اس عمر رسیدہ خاتون کو دیکھا اور تیز تیز قدم چلتی اوپر اس
عورت کے سامنے جا پہنچی ----

اے خبیث -- بڑھیا -- بتا میری بیٹی کہاں ہے -- کیا کیا تو نے میری بچی
کیساتھ -- رومہ نے اس کے کمزور بازوؤں کو جھنجھوڑا ----

مجھے ناتجھ سے غرض -- ناتیری بیٹی سے --- میری نوجوان حسین سوتن --- اس عورت نے ماتھے پر تیوری چڑھائے اطمینان سے کہا اور اپنے بازو چھڑاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی ---

تیری اولاد نہیں ہوئی می ناں --- جلتی ہے تو مجھ سے -- میری بیٹی سے --- رومہ نے اس عورت کے پیچھے سے زوردار آواز سے کہا

دور گیٹ سے اندر داخل ہوتی گاڑی کو دیکھ کر وہ بھاگتی ہوئی می نیچے کی طرف بڑھی ---

شکر خدا کا صلاح الدین آگئی ---

وہ دُجھمی سے کھانا کھانے میں لگن تھی جب کہ ثروت بیگم مسلسل مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی ---

ہادیہ نے پلکیں اٹھا کر مسکراتے ہوئے ثروت بیگم کو دیکھا ---

کاش اس منظر کو کہیں قید کر لو --- میری حسین و جمیل اماں مِس ثروت --- شرارت سے کہتی وہ دادی کی طرف دیکھتی ایک آنکھ بند کرتی ہوئی ی بولی ---

میری جان --- میری بیٹی --- ثروت بیگم کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی ی ---

وہ بھی مسکرا دی ---

کھانا کھاتے ہی وہ دادو کو ان کا من پسند شو لگا کر اور ثروت بیگم کیساتھ کچن کے کام نمٹا کر اوپر اپنے کمرے میں آگئی ---

ابھی وقت ہے زویا کے آنے میں چلو تب تک میں کچھ آرام کر لوں --
وہ بیڈ پر ہی لیٹ گئی۔۔۔۔

ہادیہ -- سرگوشی کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا --
سامنے زویا کھڑی تھی --

تم اتنی جلدی کہاں سے آگئی -- ابھی بارہ نہیں بجے -- وقت کی پابندی سیکھو
گھنگریالے بالوں والی لڑکی اور ابھی یہاں سے جاؤ -- ہادیہ نے کہا اور ماتھے پر
ہاتھ رکھے سونے کی ایکٹنگ کرنے لگی جبکہ زویا مسکراتے ہوئے اسے دیکھتی رہی

ہاں کیوں نہیں۔۔۔ زویا مسکرائی می۔۔۔

ابھی وہ دونوں آئی سکریم کھانے میں لگن تھی۔۔ تب ہی اینٹرینس سے سیاہ ہڈی میں ایک شخص اندر داخل ہوا اس کا چہرہ مکمل ڈھکا ہوا تھا۔۔ اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔۔

اور پھر جلد ہی اس کی نظر خالص دودھ سے بنی آئی سکریم کھاتی لڑکیوں پر ٹھہر گئی۔۔۔

اس کی ہڈی سے ہلکی سی غراہٹ کی آواز نکلی۔۔۔۔

وہ ان دونوں کے سیدھ میں بالکل پیچھے والی میز پر بیٹھ گیا۔۔۔

آئی سکریم سے بھرا چیخ منہ پہ رکھتے ہی یکدم زویا کی دھڑکنیں عجیب انداز سے دھڑکنے لگی۔۔۔

وہ تیز تیز سانس لیتی اردگرد نظر دوڑا رہی تھی۔۔۔

کچھ تو غلط ہے کچھ تو عجیب ہے یہاں۔۔۔ زویا نے سوچا۔۔

وہ خود کو نارمل کرتی اپنی آنکھوں سے اردگرد لوگوں کو سکیننگ کرنے لگی۔۔ کچھ بھی عجیب نہیں تھا۔۔۔۔ لیکن کچھ ہے جو میری آنکھوں سے اوجھل ہے۔۔

جی سر آپ کیا آڈر کرنا چاہے گے -- ویٹر نے پوچھا --

وہ جو کوئی می بھی تھا وہ ہادیہ کے بالکل پیچھے تھا اس لیے زویا اسے ٹھیک سے دیکھ
نا سکی ----

ہڈی پہنے شخص نے اپنے بھاری بھر کم سیاہ دستانے چڑھے ہاتھ مینیو پر رکھے اور
دس -- بارہ آئی س کریمز ایک ساتھ آڈ کر دی ----

سریہ آئی سکریم حاضر کروں یا پیک کرواؤں --- ویٹر نے حیرت سے ہڈی والے شخص کو دیکھا جو دس بارہ طرح کی آئی سکریز پیک ایکساٹھ طلب کر رہا تھا ---

ابھی --- اس شخص نے سیاہ دستانے پہنے ہاتھ کو آہستگی سے ٹیبل پر مارا۔۔

جی سر۔۔ ویٹر نے حیرت سے اُسے دیکھا اور مینیو بک اٹھائے آڈر دینے چلا گیا

اس ہڈی پہنے شخص کو دیکھتے ہی وہ گھبراگئی۔۔

زویا کی آنکھوں میں پریشانی اور خوف صاف ظاہر تھا۔۔۔ میں تو صاف بچ نکلوں گی

میری پہنچ کی حدود تک بھی نہیں پہنچ پائے گا یہ --- لیکن ہادیہ -----

اس کی اصل پریشانی ہادیہ کی حفاظت تھی ---

یہ کون ہے مجھے پتہ لگانا ہو گا۔۔ اس نے سوچا

ہادیہ --- میں ابھی فریش ہو کر آتی ہوں -- اس جگہ سے اٹھنا مت --- زویا اسے کہتی اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ ہادیہ نے اثبات میں سر ہلا دیا ---

پارلر کے کمرے کے سامنے بنے دیوہیکل شیشے کے سامنے کھڑی اس نے دل ہی دل میں کچھ پڑھا اور یکدم آنکھیں کھول دی اور شیشے کی اوڑھ دیکھا ---

کارتوس بابا کے کمرے کے خاص حجرے کا پلنگ جہاں ایک طرف جہنم واصل ہوتا کارتوس بابا اور اس کے ہاتھ میں موجود تعویذ جو وہ چراغ میں جھونک رہا تھا --- اور پھر کچھ ہی پل کے بعد اس تعویذ سے سیاہ دھواں نکلا جو آن کی آن حجرے کے ایک طرف بنے روشن دان سے باہر نکل گیا ---

یا خدا --- اب یہ کون ہے ؟؟؟ --- ٹیبل کو ٹھوکر لگاتی وہ جلدی سے ہادیہ کی سمت بڑھی جو آئی سکریم کھانے کے بعد اب اردگرد نظریں گھمائے اُسے ہی ڈھونڈ رہی تھی ----

چلو ہادیہ --- زویا نے اُس کا ہاتھ تھاما اور بل کے پیسے ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا --
ہاں چلو --- ہادیہ بھی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی --

بڑی پہنے شخص نے گردن موڑ کر

exit point

سے نکلتی دونوں لڑکیوں کو دیکھا اور اطمینان سے اپنی آئی سکریمز کھانے لگا --- اس کا چہرہ ابھی بھی ڈھکا ہوا تھا ---

تھینکس یار۔۔ تم جو بھی ہو مجھے فرق نہیں پڑتا بس بہت اچھی ہو۔۔ ہادیہ نے زویا کی گال کو پکڑے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

زویا محض مسکرا دی ---

وہ خود کو لاکھ نارمل رکھنے کی کوشش کرتی ہادیہ کا ہاتھ تھامے گلیوں میں گھوم رہی تھی۔۔۔ وہ ہڈی والا شخص پیچھا ضرور کرے گا اُسے یقین تھا۔۔ میں ہادیہ کو اُس منحوس سے کس طرح بچاؤ۔۔ مجھے تو اُس کے ارادے بھی معلوم نہیں۔۔۔ وہ ہادیہ کو گھر بھی نہیں چھوڑ سکتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی ہادیہ وہاں بھی محفوظ نہیں ہوگی۔۔۔

بوڑھے امام صاحب دھیرے سے اُٹھے اور زویا کے قریب گئیے۔۔۔ بیٹی مسجد سے ملحق حجرے میں جاؤ۔۔ وہاں تم دونوں محفوظ ہو۔۔ یہ کہتے ہی امام صاحب واپس اپنی جگہ پر تشریف لے آئے اور سلسلہ کلام پھر سے جوڑ لیا۔۔۔

زویا ہادیہ کو لیے اس خوبصورت، پُرسکون حجرے میں آگئی۔۔۔۔

ہادیہ یہ کتاب پڑھو۔۔ زویا نے اُسے کالج ہسٹری کے متعلق لکھی کتاب تھمائی

جو ہادیہ نے لائی بریری سے اُٹھائی تھی۔۔۔ میں فجر سے پہلے تمہیں گھر چھوڑ

دوں گی آج رات تمہیں یہی ٹھہرنا ہے۔۔ ہنٹر ٹاؤن ہم پھر کسی رات چلے گے
 --- زویا نے کہا اور اسے سختی سے وہی بیٹھے رہنے کی تلقین کرتی اٹھ کھڑی ہوئی
 --- اس کا رخ مسجد کے بیرونی دروازے کی سمت تھا۔۔۔

آنکھوں میں آنسو لیے وہ صلاح الدین کے سامنے کھڑی تھی۔۔
 خدا را صلاح الدین ہماری بچی کو بچا لے۔۔ نجانے کہاں ہے۔۔ رومہ نے ہچکی لیتی
 مسلسل سسکیوں سے کہا۔۔

کیا کہہ رہی ہو خاتون۔۔ کیا ہوا ہے میری بیٹی کو۔۔ بسمل۔۔۔ صلاح الدین بھی
 یکدم گھبرائے اندر کی طرف دوڑے۔۔
 باقر۔۔۔ صفر رشیدہ بسمل کہاں ہے؟ وہ بلند آواز میں غصے سے دھاڑے۔۔۔

وہ تینوں ڈرے سہمے سر جھکائے کھڑے تھے جبکہ صلاح الدین کی گرجدار آواز پوری
حویلی ما بنگلے میں گونج رہی تھی۔۔

اس پُرسکون حجرے میں وہ دیوار سے ٹیک لگائے تپائی می پر رکھی کالج ہسٹری پر
مشمول کتاب پڑھنے میں مگن تھی۔۔۔

اور پھر نجانے یکدم سے اس کے سینے پر ایک شدید قسم کا درد اُٹھا۔۔ وہ اچانک
سے ہی ہانپنے لگی اور تپائی می پر لڑھک گئی۔۔۔۔

شاید وہ منزل کے بہت قریب تھی ---

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خوبصورت گاؤں میں صبح کا سماں ہے اور ہر کوئی اپنے کام کاج میں لگن ہے ---

برگد کے درخت سے ذرا فاصلے پر ادھیڑ عمر حضرات ایک دائی رہ بنائے دودھ اور دہی کے بڑے بڑے پیالوں سے انصاف کرنے میں لگن تھے ---

اور ایک خوبصورت کم عمر لڑکی چہرے پر نقاب رکھے قریب ہی بنی بانس کی چھوٹی سی جھونپڑی سے ان بزرگوں کو دہی کے پیالے بھر بھر کر پیش کر رہی ہے۔۔۔

اچانک اس لڑکی کا دھیرے سے نقاب ہٹا۔۔

دودھ کی مانند چمکتی جلد کیساتھ خوبصورت ستواں ناک اور تیکھے نین نقوش والی بے انتہا خوبصورت لڑکی۔۔ جو مٹی کے پیالے دہی سے بھر کر بوڑھے حضرات کو پیش کرنے میں مگن تھی۔۔۔

یا خدا۔۔ یہ کیسی دنیا ہے یہ کیا قصہ ہے۔۔۔ کیا یہ لوگ مجھے نہیں دیکھ پا رہے

دھیرے سے چلتے چلتے ہادیہ اس جھونپڑی کے قریب پہنچ کر ٹھہر گئی۔۔۔ اندر ایک بوڑھی خاتون ہاتھ میں ایک بڑا سا لکڑی کا چمچہ لیے اپنی بیٹی کے انتظار میں بیٹھی رہتی اور جیسے ہی وہ اندر آتی تو کسی بجلی کی سی تیزی سے اس چمچے سے دہی مٹی کے پیالے میں بھر دیتی۔۔۔

جھونپڑی کے بالکل ساتھ دو گائیاں بندھی تھیں۔۔۔۔

یہ سب کیا ہے؟ وہ دھیرے سے بولی۔۔

تبھی ہادیہ کی نظر جھونپڑی کے پیچھے بنے درختوں کے جھنڈ میں بیٹھے ایک بوڑھے فقیر پر پڑی۔۔

وہ آہستگی سے چلتی اس ملگجے حلیے والے فقیر کے سامنے کی۔۔

لیکن فقیر تو جیسے اپنی دھن میں بیٹھا مسلسل اس نو عمر لڑکی کو اشارے سے بلا رہا تھا ---

اور پھر دودھ سے بھری بالٹی اٹھانے کے بہانے وہ لڑکی جھونپڑی کے پیچھے کی طرف آئی ---

اے صفیہ --- بلاوا آیا ہے --- تیرے کو اپنے پاس مانگتا وہ لوگ --- فقیر نے دھیرے سے کہا ---

ارے بڑے میاں --- یہ ممکن ناہی (نہیں) ہے --- بار بار کاہے کو چلے آتا تم --- بس ام بتا رہے --- اماں کا چھوڑا کہیں نئی می جاوے گے ---

ارے میری بھولی بہن -- کب تک یہ سویرے کا ناشتہ دیتی رہی گی -- اک بار
بات سُن لے ناں --- ویسے بھی گاؤں کے کئی می وڈیروں اور چوہدریوں کی
تیرے پہ لگی نظریں اب برداشت نا ہوؤے ---

اماری اماں -- ہزار مرد پہ بھاری ہے مت بھول بڑے میاں -- خوبصورت لڑکی نے
بار بار پیچھے دیکھتے آہستگی سے کہا

اماں آج ہے -- اماں کل نئی می ہوگی -- سنوار لے اپنا کل -- بیٹیا سنوار لے
-- بوڑھا فقیر التجائی می نظروں سے بولا ---

بس بڑے میاں اب وہ جامانہ (زمانہ) گیا -- اب تو یہ اماری زمین ہے اماری آبادی
(آزادی) -- اب وہ کافر ہندو اپنی زمین کی اوڑھ گئی -- اب سکھ کا سانس

لے گے -- اب مسلمان کی انصاف ہوگی -- امارے مجھب (مذہب کی انصاف
-- جالم (ظالم (اپنے گناہ کی سزا (پائے گی -- اور تو فکر نا کر ام کو سب معلوم
ہوتا -- امارے ہماری (دوست جناح کی باتاں (باتیں (روز سنائے ام کو
-- خوبصورت لڑکی چمک کر بولی --

بیٹیا رانی -- میں کیا بول سکتا اب -- لیکن فکر نئی کر -- تو نے میری جان
بچائی تھی -- امارا سایہ تیرے لیے سائی بان کی طرح موجود ہوئے گا -- بوڑھے
فقیر نے کہا --

چل اب جا اور بول دے -- مجھے اپنے شیرو کو کھانا دینا ہے -- صفیہ نے کہا --
بیٹیا سوچ لے اک بار اور -- بوڑھا فقیر نجانبے کونسی بات منوانا چاہتا تھا --

ختم کر قصہ مورے --- اب یہ دہی لینا ہے تو سامنے سے آجا اور بتا دے جا کے
ان لوکاں کو کہ اماں کو چھوڑے نا جاؤں گی ام --- خوبصورت لڑکی صفیہ اسے سختی
سے کہتی اپنی اماں کی آواز پر دودھ کی بالٹی اٹھائے پھر سے جھونپڑی میں چلی
گئی ---

ہادیہ چپ چاپ ان کی گفتگو سنتی رہی لیکن صفیہ کے جاتے ہی وہ قریب ہی
درخت کے نیچے بیٹھ گئی ---

کم عقل ہے --- سمجھ جائے گی --- میرے خدا حفاظت فرما بیٹیا کی --- اس فقیر نے
کہا اور درختوں میں چھپتا چھپتا گاؤں سے ملحق جنگل کی اوڑھ چلا گیا ---
ہادیہ آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھے خاموشی سے بیٹھی رہی ---
اچانک ہی گھوڑوں کی ہننانے کی آواز سن کر وہ جیسے یکدم سی ہڑبڑا گئی ہو ---

آنکھیں کھولتے ہی اس نے بے اختیار دل پہ ہاتھ رکھا۔۔

وہ درخت کے نیچے ہی بیٹھی تھی لیکن یہ وہ درخت تو نہیں تھا جو گاؤں کے بچ و بچ بنا تھا بلکہ یہ تو وہ سرسبز گھنے جنگل کے وسط میں ایک بوڑھے درخت کے نیچے تھی

اور سامنے ہی چار پانچ کپڑیوں کی بنی جھگیاں اور ان کے سامنے بانس کی بنی دو کمرے پر مشتمل جھونپڑی تھی۔۔۔

یہ وہی جھونپڑی ہے۔۔۔ ہاں یہ وہی ہے۔۔ میں آئی ی تھی۔۔ میں آئی ی تھی
یہاں جب وہ بین بجا رہی تھی۔۔ زویا نے کہا تھا کہ وہ سپیرن ہے۔۔۔۔ ہادیہ یکدم
سے چلاتے ہوئے آگے بڑھی۔

— — —

— — —

اور قریب ہی کچھ نوجوان لڑکے بڑے بڑے ٹوکری نما پٹاریاں لیے اپنے سانپوں
کیساتھ مشغول تھے۔۔۔

لیکن وہاں ایک پٹاری ایسی بھی تھی جس کا منہ بند کر رکھا تھا اور وہ الگ سے پڑی تھی ---

تھوڑی ہی دیر میں پُرسکون ماحول میں اچانک سے ایک طوفان برپا ہو گیا -- ہر طرف تیز آندھی ---

آگ کا آلاؤ بجھ گیا -- تمام سانپ اپنے اپنے مالک کے ہاتھوں سے نکلتے ہوئے پٹاری میں مقفل ہو گئے --

ہر شخص اڑنے سے بچنے کی خاطر مضبوط درختوں کو تھام لیا --
لیکن چارپائی پر لیٹا بزرگ بنا کوئی حرکت کیے -- اردگرد نظر دوڑاتا رہا اور پھر یکدم سے آندھی تھمنے لگی -- ماحول پھر سے پُرسکون ہونے لگا -- اور ہر چیز نے خاموشی اختیار کر لی --

جہاں آرام دہ صوفے پر براجمان ایک انتہائی می حسین نوجوان لڑکی آنکھوں میں
موٹے موٹے آنسو لیے شدت سے رو رہی تھی۔۔

اور ملازم پوری حویلی میں پاگلوں کی طرح گھومتے ایک نو سالہ بچی کو تلاش کر رہے
تھے جو نجانے اپنے گھر سے کہاں گم ہو گئی۔۔۔

قریب ہی ایک ادھیڑ عمر سفید داڑھی والے بزرگ ڈاکٹر صلاح الدین چمرے پر
چھائے پریشانی کے اُڈتے سائے کیساتھ سر پکڑے بیٹھے تھے۔۔

ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کوئی می جادوئی می چھڑی گھما کر اپنی اولادِ واحد
کروڑوں کی اس زمین و جائیداد کی اکلوتی وارث۔۔ ان کی نسل کو بقا کا حوصلہ،،
دینے والی ایک نو سالہ لڑکی یعنی کہ اپنی بیٹی کو اپنے سامنے لے آئی۔۔۔

صلاح الدین یہ یہ اُسکا کام ہے اُسی نے کیا ہے؟ مسلسل روتی ہوئی می رومہ یکدم اُٹھی۔۔

رومہ۔۔ تم جانتی بھی ہو کہ کیا بول رہی ہو۔۔ ہوش کھو بیٹھی ہو کیا؟ زہرہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتی میری بیوی ہے اور میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں۔۔ صلاح الدین نے لہجے کو تھوڑا تلخ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

میں۔۔ اور میں کون ہوں؟ اور بسمل۔۔ بسمل کون ہے۔ ہمارا کیا مقام ہے آپکی زندگی میں۔۔۔ آخر اسقدر اعتماد کیسے کر سکتے آپ اُس ڈائین پر۔۔۔ رومہ شدت سے چلائی می۔۔

رومہ بس ---- بہت ہوا -- اگر تم مزید یہاں کی تو اپنے ساتھ میرا دماغ بھی
 خراب کرو گی جبکہ مجھے اپنی بیٹی کو ہر حال میں ڈھونڈنا ہے -- سو بہتر ہے کہ تم
 خود کو اس وقت اپنے کمرے میں بند کرو -- صلاح الدین بلند آواز سے کہتے باہر کی
 طرف بڑھ گئیے ----

ہلکی ہلکی پُرسکون ہوا تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھی اور پھر یکدم سے موسلا دھار بارش
 ہونے لگی ----

جلد ہی مارکیٹیں بند ہو گئی می اور سرڑکیں ویران ---

ایسے میں سیاہ لیس دار چادر اپنے جسم کے ارد گرد لپیٹے وہ خاموشی سے تیز بارش
 میں چلتی جا رہی تھی --- اس کے بھورے گھنگریالے بال بارش سے نم ہو چکے

تھوڑا آگے چلنے کے بعد وہ ایک زیر تعمیر سنسان آٹھ منزلہ عمارت کی طرف بڑھی

ہڈی والا شخص اس سے چند قدم کے فاصلے پر اُس کے بالکل پیچھے عمارت میں ایسی جگہ کھڑا تھا جہاں بارش کے زوردار قطرے پہنچ نہیں پا رہے تھے --

اس کی بے چین روح اس گھنگریالے بالوں والی لڑکی کی طرف پرواز کرنے کو بے چین تھی جو بارش کا مزہ لیتی بازو پھیلائے کھڑی تھی ---

اے بد بخت۔۔ کون ہے تُو؟ اور میرا پیچھا کیوں کر رہا؟ گھنگریالے بالوں والی لڑکی بنا
پلٹے زوردار آواز سے بولی ---
سیاہ ہڈی والا وجود خاموش رہا۔۔۔

میں جانتی ہوں کہ تم یہاں ہی ہو اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تم کارتوس شیطان کے خاص چیلے ہو۔۔۔ لیکن جانتے ہو کہ میں ابھی تک تمہاری موت کی وجہ کیوں نہیں بنی؟ گھنگریالے بالوں والی زویا نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔

کیونکہ اب موت کی وجہ بننے کی باری میری ہے۔۔۔ تمہاری اور اس لڑکی کی۔۔۔۔ وہ ہنسا اور زوردار بجلی کے چمکنے سے زویا پلٹی اس کی نظریں سیاہ ہڈی میں ملبوس وجود پر اُٹھی جو کسی شعلے کی مانند تپ رہا تھا۔۔۔۔

آگ کے ایک بہت بڑے آلاؤ کے بے شمار دہکتے شعلوں میں سے کسی ایک بے رحم چنگاری سے بنے اے جن زاد --- میری بات سُن --- زویا کی آنکھوں میں بے پناہ غصہ تھا ۔

اب تم یہ باتیں میرے آقا کارتوس بابا کو ہی سنانا --- کیونکہ میں تمہیں ان کے پاس بھیج رہا --- یہ کہتے ہی ہڈی میں موجود وجود یکدم سے فضا میں بلند ہوا اور زوردار بارش کو چیرتا ہوا زویا سے ٹکرایا ---

آسمانی بجلی کی مانند ایک زوردار دھماکہ ہوا اور آٹھ منزلوں پر مشتمل عمارت شدت سے زمین بوس ہوئی ۔

دھماکہ دار روشنی تھوڑی مدہم ہوئی ۔

سُن اے جن زاد --- میرے کچھ بہت ہی خاص مَوَکل میرے ایک اشارے
 کے منتظر ہے -- اگر تم نے میرا بال بھی بیکا کیا تو میرے مَوَکل تمہاری موجودگی
 کی اطلاع اسی لمحے شاہِ جنات کو کر دے گے --- کیونکہ میں جان چکی ہوں تم شاہِ
 جنات کے مفرور اور باغی شہزادے -- شہزادہِ اسمل ہو --- زویا نے اس کی شعلہ
 زدہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے رعب سے کہا --

شعلہ زدہ وجود دھیرے سے غائب ہونے لگا اور پھر آن کی آن زوردار بارش میں
 وہاں صرف زویا رہ گئی ---

مفرور شہزادہ بھاگ چکا تھا ---

اما۔۔۔۔ بابا۔۔۔ وہ بچی شدید چوٹ لگنے کے باوجود ہوش میں تھی اور دھیرے
دھیرے اپنی موم اور بابا کو پکار رہی تھی۔۔۔
وہ آہستگی سے اس معصوم بچی کی طرف بڑھا جو نجانے اندھیرے میں کیا ڈھونڈنے
کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اس نے آہستگی سے بچی کے گلے پر اپنا ہاتھ رکھا وہ اپنے تیز دار ناخنوں سے اس کا
گلا چیر دینا چاہتا تھا۔۔۔

باہر شاید موسلا دار بارش ہو رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ بادل کے گرجنے کی آوازیں آ
رہی تھی۔۔۔

اچانک زوردار آواز سے بجلی کھڑکی ----

اور اس کی ہلکی سی روشنی تہہ خانے تک پہنچی --

بچی کی نظر بے اختیار اس وجود پر پڑی جو اپنے تیز ناخنوں سے اس کا گلا چیرنے کیلئے تیار بیٹھا تھا --

نو سالہ اس بچی نے اس وجود کو دیکھا -- اور بجائے ڈرنے کے وہ مسکرانے لگی اور شدید چوٹ اور تکلیف کے بعد بھی ہنس رہی تھی ---

بچی کو خوفزدہ ہونے کی بجائے یوں ہنستا دیکھ کر وہ تھوڑا حیران ہوا --

میں جانتی ہوں -- تم میرے پیارے

beast

ہو ---

beauty

کے

beast

وہ بچی اپنی نرم سی آواز میں مسکراتے ہوئے بولی ---.....

وہ خاموش رہا ---

کیا تم نے

beauty and the beast

مووی نہیں دیکھی ---؟ اس بچی نے پھر سے پیار سے پوچھا ---

prince

نہیں بلکہ

beast

چاہ ئی لیے --- اب کی بار وہ مسکرا کر بولی ---

وہ خاموش رہا ---

اندھیرے میں وہ بچی کو باسانی دیکھ سکتا تھا ---

نجانے اُس کا پتھر دل اچانک سے نرم کیوں پڑنے لگا --

دھیرے دھیرے اس کا بھاری بھر کم بالوں سے بھرا عجیب و غریب ہاتھ اس بچی

کی گردن سے اٹھ گیا ---

اس نے آنکھیں بند کی اور خود کے وجود میں سوار درنگی سے جنگ لڑنے لگا جو مسلسل اُسے اُس بچی کو جان سے مارنے کا کہہ رہی تھی --
اور کچھ پل کے بعد اُس نے دھیرے سے آنکھیں کھولی ---

نو سالہ معصوم بسمل ساکت پڑی تھی -- اُس کے چہرے پر چھائی می مسکراہٹ گواہ تھی کہ وہ اپنے ساکت زدہ وجود سے کچھ پل پہلے مسکرا رہی تھی اور بہت خوش بھی تھی ---

اُس کی کھلی خوبصورت آنکھیں تہہ خانے کی چھت پر گڑی رہ گئی می اور اسکے دل کی خواہش کہ اپنے

beast

کو ایک بار پھر سے دیکھنا ---

وہ جاگ چکی تھی۔۔۔

اس کا رواں رواں خوف سے لرز رہا تھا۔ وہ ابھی تک اس حجرے میں مقفل تھی

اور زویا کا آس پاس تک کچھ پتہ نہ تھا۔۔

دوسرا صفحہ بھی پلٹ چکا تھا۔۔۔۔

کالج کا وہ پہلا عجیب و غریب دن جب دروازے کے ایک سوراخ سے گرم ہوا اس کے وجود کے ارد گرد پھیلی تھی اور تائی می جان کے گھر محفلِ نعت کے وقت اچانک سے اُس کا چلانا --

زویا کا یوں پُر اسرار طریقے سے ملنا ---

کالج کی وہ رات جب اُسے زویا کالج لے گئی تھی -- اور وہ بین بجانے والی عورت اور اُس کا معاون ایک لنگڑا شخص ---

اور ایک وہ بوڑھا شخص بھی جو ایک کمرے میں بند تھا --

اور "ونیزا ونیزا" پکارنے کی آوازیں ---

اور پھر یکدم سے کہانی ایک کالج سے نکل کر ایک پراثر ماضی کی ایک داستان لگنے لگی تھی --

اب تو اُسے خود کا وجود بھی پراسرار لگنے لگا تھا ---

یہ عجیب و غریب واقعات ہر ایک کے ساتھ تو رونا نہیں ہوتے -- صرف اُسی شخص کیساتھ ہوتے ہے جس کی حال کی کڑیاں ماضی کی کڑیوں سے ملنے لگے اور یہ کڑیاں کسی تیز رفتار سگنل کی طرح جڑتی چلی جاتی ہے اور آخر کار ایک مکمل داستان بنتی ہے ---

اس داستان کی الجھی ہوئی کڑیاں ملنے کا وقت آپہنچا تھا ---

بلاشبہ ہر راز رازنا رہنے والا تھا ---

وہ ابھی ابھی اُس حجرے میں بیٹھی تھی -- شاید کہ زویا آئے اور اُسے کچھ بتا دے
 -- وہ ہنٹر ٹاؤن مجھے کیوں لے جانے والی تھی اور ہنٹر ٹاؤن میں ایسا کیا ہے
 جس سے راز اٹھنا باقی ہے ----

صلاح الدین کو ڈی۔ ایس۔ پی پولیس آفیسر کیساتھ اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ بے
 اختیار اٹھ کر ان کی طرف لپکی ---
 بسمل بسمل کہاں ہے؟ صلاح الدین بتائے مجھے --- وہ مسلسل رو رہی تھی --

ادھیڑ عمر صلاح الدین نے بے چاگی سے اپنی تیس سالہ خوبو بیوی کو دیکھا اور
 نظریں چراگئی ---

آفسیر نے ہاں میں سر ہلایا۔
اب اس کا رخ لان کی طرف تھا۔۔۔

،، اللہ اکبر اللہ اکبر

فجر کی اذانوں نے اسے جیسے بیدار کر دیا ہو۔۔

بیدار تو وہ پہلے بھی تھی لیکن کھلی آنکھوں سے جانے کہاں کھوئی می تھی۔۔۔

ہادیہ۔۔ اچانک سے حجرے کا دروازہ کھولتی زویا اندر داخل ہوئی می۔۔

سوری مجھے ذرا دیر ہوگئی می۔۔ چلو تمہیں گھر پہنچا دیتی ہوں تمہیں کالج بھی جانا

ہوگا۔۔ زویا نے کہا

ہمممم۔۔ اس نے محض سر ہلا دیا۔۔۔

اس ہڈی والے کا کیا ہوا؟ ہادیہ نے چادر سر پر لیتے اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

کچھ نہیں۔۔۔ وہ اب ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکے گا۔۔۔ لیکن یہ تمہیں اپنے گلے میں پہننا ہوگا۔۔۔ ایک سیاہ لاکٹ اس نے ہادیہ کی طرف بڑھایا۔۔۔

ہادیہ نے وہ پھن لیا۔۔۔ اور زویا کا ہاتھ تھامے حجرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

جلد ہی وہ اپنے کمرے میں کھڑی تھی۔۔۔ نماز ادا کرنے کے فوراً بعد وہ کمرے کو درست کرنے لگی اور ساتھ ہی ساتھ کالج کی تیاری بھی۔۔۔

کمرے کے کام نمٹا کر وہ سیدھا نیچے آئی ی۔۔ ثروت بیگم کو سلام کرتی وہ دادی کے کمرے میں پہنچی جو آنکھیں موندھے بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے گہری نیند میں تھی اور ہاتھ میں لکڑی کے دانوں والی تسبیح تھی۔۔۔

اس نے مسکراتے ہوئے بوڑھی دادی کو دیکھا اور بے اختیار ان کے سر پہ بوسہ دیا۔۔۔

میری پیاری دادی۔۔۔ وہ واپس پلٹی لیکن آدھے کھلے الماری کے دروازے سے ٹکر کھا کر اس نے بے اختیار سر کو تھام لیا۔۔۔
دادی یہ الماری کیوں کھلی چھوڑ دی۔۔ وہ بڑبڑائی ی۔۔

لیکن بوڑھی دادی گہری نیند میں تھی۔۔۔

الماری کا دروازہ بند کرتے اس کی نظر سنہرے سرورق پر پڑی یہ ایک دستی چھوٹی سی مگر بہت پرانی ڈائری معلوم ہوتی تھی ۔۔

اس کے صفحات تک پہلے پھٹک ہوئے تھے۔۔

اس نے ڈائی ری کھول لی ---

سامنے صفحے پر ایک چھوٹے سے بچے کی تصویر تھی۔۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پیدا

یہ کون ہے ؟ وہ خود سے ہی بولی ---

اس نے مزید آگے صفحہ کیا۔۔۔۔

وہاں اُسی بچے کی ایک اور تصویر تھی لیکن اس کے نیچے لکھے نام کو پڑھ کر اُس کے

"تصویر کے بالکل نیچے سیاہ روشنائی سے بڑے بڑے حروف میں "ونیزا اذہان لکھا تھا۔۔۔۔"

یہ نام وہ پہلے بھی سن چکی تھی جب ایک رات زویا اُسے کالج میں لے گئی تھی۔۔ تب ہی ایک کمرے سے کسی بوڑھے شخص کی کپکپاتی ہوئی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔۔

ونیزا مدد کرو۔۔۔۔

ونیزا۔۔۔۔ اُس کے لب ہلے۔۔۔۔۔

صبح سویرے کا وقت تھا۔۔۔

صلاح الدین اپنی بیوی رومہ کیساتھ لان میں کھڑے تھے --- اور پولیس کے سپاہی اپنا کام کرنے میں لگن تھے --

اردگرد پودوں جھاڑیوں کو ادھر ادھر کرتے وہ لبسمل کو مسلسل تلاش کر رہے تھے

جناب --- میرے سپاہی تقریباً تمام جگہوں کی تلاشی اچھے سے لے چکے ہے
-- عجیب بات ہے گھر کے لان سے بچی غائب ہوگئی -- ایسا کیسے ممکن
ہے -- کوئی می سراغ -- کوئی می نشانی -- آخر کچھ تو ملے --- ؟ آفسیر نے سارے
لان کو ایک آخری بار

Eye scanning

کرتے بغور دیکھا ---

اور اپنے سپاہیوں کو آواز دی ---

تمام سپاہی ان کا حکم ملتے ہی وین میں بیٹھے جانے کیلئے تیار تھے جب آفیسر کی نظر سامنے اُگے خوبصورت لمبے پودوں کے بالکل پیچھے اُگی جھاڑیوں پر پڑی --- خوبصورت گھنے پودوں اور ان کے بڑے بڑے پتوں نے ان جھاڑیوں کو چھپا رکھا تھا لیکن آفیسر کی تیز نظروں میں وہ جھاڑیاں آچکی تھیں --- جوانوں کیا اس جگہ تلاش کیا --- وہ یکدم چلائے تمام سپاہی جو گاڑی چلنے کے منتظر تھے آفیسر کی تیز آواز سنتے ہی چھلانگ لگاتے نیچے اترے --

جی سر میں وہاں چیک کر چکا ہوں -- لیکن بڑے پودے اور ان کے اندر اُلجھی کانٹے دار تاروں کے سبب مزید آگے نا جاسکا لیکن اپنا چہرہ پتوں سے گزار کر اس طرف جھانکا تو وہاں بس سات آٹھ فٹ جتنی جگہ ہے جس پر جھاڑیاں اُگی ہے بس --- ایک جوان نے آگے بڑھ کر وضاحت کی ---

صلاح الدین بھی یکدم چونک کر اس جگہ کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔۔ اتنے قریب ہوتے ہوئے بھی وہ کئی می سالوں تک اس جگہ میں نہیں گئے۔۔ انہوں نے بے اختیار سوچا۔۔۔۔

آفسیر کی نظریں مسلسل اس طرف اُگی جھاڑیوں کی سمت تھی۔۔۔ ایک ربڑ کا بڑا سا گیند لاؤ۔۔۔ آفسیر نے کہا۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں گھر کا ملازم صفر ہاتھ میں گیند کا ایک ٹوکرا اٹھا لایا۔۔۔ یہ لچئی لے جناب۔۔۔

آفسیر نے ایک گیند اٹھائی اور ذرا فاصلے سے اسے جھاڑیوں کی سمت اچھالا۔

جلد ہی پودوں کی کانٹھ چھانٹھ کرتے اور تاروں کو کاٹتے وہ اس طرف تھے ایک لکڑی کی سیڑھی کی مدد سے آفیسر ٹارچ لائیٹ سنبھالے نیچے کی طرف اترے۔۔۔۔

نیچے اترتے ہی وہ سٹیپٹاگئی۔۔۔ کیونکہ قدیم پتھر سے بنا وہ ایک گول کمرہ تھا۔۔ جس کی ناتو کوئی می کھرکی تھی نادروازہ اور نا ہی روشنی کیلئی یے کوئی می روشن دان سوائے اس سوراخ کے جس سے وہ اندر داخل ہوئے۔۔۔

وہ بالکل ایک گول کمرہ تھا۔۔۔ جس کے بالکل درمیان اوپر کی طرف وہ سوراخ تھا جہاں سے سیڑھی لگائے آفیسر نیچے اترے تھے۔۔۔

فرش بالکل صاف ستھرا تھا لیکن جھاڑیوں گری پڑی تھی۔۔۔

یہ وہی کھلونا ہے۔۔ بسمل اسی سے کھیل رہی تھی۔۔ رومہ چلائی۔۔

میری بیٹی کہاں ہے؟ آفسیر خدا کا واسطہ بتاؤ۔۔؟ وہ رونے لگی۔۔

باقر اور رشیدہ نے بھی وہ کھلونا دیکھتے ہی تصدیق کر دی کہ بسمل لان میں اسی
کیساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔

مسٹر صلاح الدین کیا آپکو اس تہ خانے کے بارے میں علم تھا۔۔۔ آفسیر نے
پوچھا۔

باخدا بالکل بھی نہیں۔۔۔ صلاح الدین نے حیرت سے کہا

یہ کیسے ممکن ہے --- تقسیم ہند کے بعد سے یہ حویلی آپ کے پاس ہے
--- آفیسر نے کہا ---

ابھی مجھے نکلنا ہے -- کالج میں کچھ مس ئی لہ ہو گیا ہے اور آفیسر آپ میری بیٹی کی
تلاش میں اپنے دماغ کو ملگن رکھے باقی سب کچھ میں ہینڈل کر لوں گا -- صلاح
الدین نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا اور مٹھیاں بھینچتا اپنی گاڑی کی طرف
بڑھا ---

شاید کہ صلاح الدین کچھ کچھ سمجھ چکا تھا کہ اس کی بیٹی کہاں ہے ؟ اور اسے کیسے
بچانا ہے --- اب بس اُسے رات کا انتظار تھا --- فی الحال اُسے کتاب کی ٹینشن

پراسرار کالج کے راز

ابھی بھی صلاح الدین ڈیکوڈ

نہیں کر سکا تھا۔۔۔۔

پھر کیسے وہ کتاب چرائی گی۔۔۔ آخر کس نے چرائی۔۔۔ کس نے

///??

پر لکھا وہ نام -----

ونیزا اذہان "اور اس رات کسی کا ونیزا کو مدد کیلئے پکارنا۔۔۔ وہ انہیں سوچوں" میں گم تھی۔۔۔

اس کا تھوڑا سا بھی دھیان لیکچر کی طرف نہیں تھا عاتکہ اسے مسلسل دیکھ رہی تھی۔۔۔ کلاس آف ہوتے ہی وہ اسے کھینچتی ہوئی باہر گراؤنڈ کی طرف لے آئی۔۔۔

ہادیہ اب کیا ہوا ہے؟ پریشان کیوں ہو؟۔۔ عاتکہ نے اس سے پوچھا۔۔

عاتکہ میں اُلجھ چکی ہوں۔۔ پتہ نہیں میری زندگی میں چل کیا رہا ہے؟ کچھ بھی نارمل نہیں۔۔ کچھ بھی۔۔۔ ہادیہ نے جواب دیا۔۔

تم باتوں کو بہت جلد خود پر سوار کرنے لگی ہو ہادیہ -- ریلیکس رہا کرو --- عاتکہ نے اُس کا کندھا تھپتھپایا ---

ارے ارے --- وہاں رش کیوں لگا ہے --- عاتکہ نے تیسرے نمبر والی عمارت کے بالکل سامنے کھڑے ہجوم کو دیکھا ---

ہمیں دیکھنا ہو گا --- ہادیہ تیزی سے اس ہجوم کی سمت بڑھی ---

گرلز یہاں کیا ہوا ہے ؟ -- پریشان کھڑی لڑکیوں کے ہجوم میں دو روتی ہوئی لڑکیوں سے ہادیہ نے پوچھا --

جبکہ وہ مسلسل روتی ہی رہیں ---

کیا پلیز کوئی بتائے گا۔۔ عاتکہ نے اونچی آواز سے پوچھا۔۔۔

وہ دراصل یہ لوگ کوئی

truth dare game

کھیل رہی تھی اور ان کی دوست علیزے کو انہوں نے

dare

دیا کہ وہ اوپر والی عمارت کے کسی بھی کمرے سے کوئی می بھی چیز اٹھا کر لائے
 -- لیکن آدھا گھنٹہ ہونے کو ہے وہ ابھی تک نہیں لوٹی --- ہجوم میں کھڑی ایک
 لڑکی نے تفصیل سے بتایا۔ ---

واٹ --- ہادیہ چلائی می ---

کیا سر سرمد نے نوٹس بورڈ پر یہ بات واضح نہیں کر دی تھی کہ اوپر جانا کسی بھی لڑکی کیلئے خطرے سے خالی نہیں۔۔۔ کیا سیما آنٹی کی موت کو بھلا دیا تم لوگوں نے۔۔۔ وہ گہرے صدمے سے دوچار ہوتی ہوئی می بولی۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں ٹیچرز بھی آنے لگے اور صلاح الدین بھی سر سرمد کے ہمراہ تشریف لا رہے تھے۔۔

ایسا معلوم ہوتا تھا وہ صبح سے ہی کالج میں موجود ہو۔۔۔۔۔

اُن کے چہرے پہ شدید غصے کے آثار واضح تھے۔۔۔

سر سرمد بھی بُری طرح ان

dare

دینے والی لڑکیوں کو ڈانٹ رہے تھے ----

اوپر جانا بالکل بھی خطرے سے خالی نہیں -- کوئی می اوپر جا کر کیسے دیکھ سکے
اب؟ صلاح الدین نے بے بسی سے کہا ----

سر اگر آپ کی اجازت ہو تو میں دیکھ کر آؤں --- ہادیہ نے دو قدم آگے بڑھتے
اعتماد سے کہا ----

ہر کوئی می حیرت سے اُسے دیکھ رہا تھا جو موت کے منہ میں جانے کیلئے یے خود
کو پیش کر رہی تھی ---

بے بسی سے ادھر ادھر دیکھتے صلاح الدین کی نظریں ہادیہ پر ٹھہر گئی می ----

یہ وہی پراسرار لڑکی ہے۔۔۔ صلاح الدین کو ہادیہ اچھے سے یاد تھی۔۔۔۔۔ لیکن یہ غائب کہاں ہو گئی تھی۔۔۔؟ جب جب میں نے اس سے ملنا چاہا۔۔۔ کالج حاضر ہونے کے باوجود نامل سکا اور اب اچانک سے یہ میرے سامنے کھڑی ہے؟۔۔۔۔۔ اب تو کوئی شک نہیں کہ یہ وہی ہے۔۔۔۔۔ صلاح الدین اُسے دیکھتے مسلسل سوچ رہے تھے۔۔۔

جبکہ ہادیہ اجازت کے انتظار میں کھڑی تھی۔۔۔

سر مجھے بھی اجازت دے۔۔۔ الحمد للہ میں حافظ قرآن ہوں۔۔۔ میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے مسلسل ہادیہ کیساتھ رہوں گی۔۔۔ عاتکہ نے بھی آگے بڑھ کر خود کو پیش کیا۔۔۔

تم دونوں کو اجازت ہے۔۔ صلاح الدین نے نرمی سے کہا جبکہ اس کی شاطرانہ نظریں مسلسل ہادیہ پر تھی۔۔۔۔

ہادیہ اور عاتکہ نے سر پہ ڈوپٹہ اوڑھے ایک دوسرے کا ہاتھ تھاما اور اوپر کی طرف بڑھی۔۔۔

دور آفس کی چھت پر کھڑی زویا انہیں اوپر جاتا دیکھ کر قہقہہ لگا کر ہنسی اور ہنستی ہی گئی۔۔۔۔

بالوں سے ڈھکا وجود کسی ماہر ڈاکٹر کی طرح اس بچی کی دیکھ بھال میں لگن تھا اس کے کانوں میں مسلسل یہی الفاظ گونج رہے تھے ---

معصوم الفاظ -----

میں جانتی ہوں تم میرے پیارے " " " "

beast

— ۹۷ —

beauty



beast....

اور میں دُعا کرتی تھی کہ مجھے "!!!!"

prince

نہیں بلکہ

beast

'''''' چاہئیے

وہ مسکرایا۔۔۔

آہ معصومیت کبھی کبھی درنگی کو ختم کر دیتی ہے پیاری بچی --- آخر تو

beauty

کو بھی تو

beast

سے محبت ہوگئی تھی --- لیکن وہ تو محض ایک فینٹسی کی دنیا تھی اور یہ
سب حقیقت ----

لیکن حقیقت تلخ ہوتی ہے پیاری بچی ---- تم ایک غلیظ پھول کی خوبصورت
کونپل ہو -- پیاری بچی --

تم اولاد ہو ایک ایسے کچھڑکی جس نے خود میں ایک گلاب اگایا -- پیاری بچی اور وہ
گلاب تم ہو ----

تم آل اولاد ہو ایک کافر ہندؤ اجیت ناتھ کی ---
تم بیٹی ہو سنیل ناتھ کی ---

ارے وہی سنیل ناتھ ناں ---- پیاری بچی ----

صلاح الدین ----

وہ دونوں سیڑھیاں چڑھتی اوپر کی طرف جا رہی تھی جبکہ نیچے اکھٹا ہجوم مسلسل چہ
لگوئی یوں میں لگن تھا۔۔۔ نجانے علیزے کے بعد ان دونوں کا کیا حشر ہونے والا
تھا۔۔۔

صلاح الدین بھی پیچھے کمر پہ ہاتھ باندھے سر سرمد کے ہمراہ کھڑے تھے۔۔۔ ان کی
نظر مسلسل سیڑھیوں پر ٹکی تھی۔۔۔
جانے کیا ہونے والا تھا۔۔۔

اوپر پہنچتے ہی ہادیہ نے عاتکہ کو دیکھا۔۔۔

عاتکہ تم نیچے جاؤ۔۔ میں تمہارے لیے پریشان ہو رہی ہوں۔۔ ہادیہ نے کہا

اور میں تمہارے لیے ہادیہ۔۔ عاتکہ نے بھی ٹرنٹ جواب دیا۔۔

دیکھو۔۔ مجھے کچھ بھی نہیں ہو گا تم میری بات سمجھ نہیں رہی۔۔ مجھے احساس ہو رہا کہ تمہیں نیچے جانا چاہئیے۔۔۔۔ ہادیہ نے کہا۔۔

ہادیہ پلیز ضد نہیں کرو۔۔۔ میں مسلسل آیات کی تلاوت کروں گی پھر بھلا کس میں طاقت ہوگی کہ وہ میرا بال بھی بیکا کریں۔۔۔ عاتکہ نے پُرہمت لہجے سے کہا

--

سب سے پہلے والی کلاس روم کا دروازہ بند تھا لیکن لاکڈ نہیں تھا۔۔
ہادیہ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔۔

کلاس میں تھوڑی بہت روشنی تھی لیکن وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔۔
اب وہ مزید آگے بڑھی اس قطار میں پانچ کلاس رومز ایک ساتھ بنی تھی اس سے
آگے بلڈنگ کے پچھلے حصہ میں جانے کی تھوڑی جگہ چھوڑ کر آگے ایک لیکچر تھیٹر
تھا۔۔۔

وہ ہر کلاس کو چیک کرتی مسلسل آگے بڑھ رہی تھی لیکن کسی بھی کلاس روم میں
کوئی بھی غیر معمولی اور انہونا واقعہ دیکھنے کو نہیں ملا۔۔۔

علیزے کہاں گئی ہے ہادیہ۔۔ وہ اب تک ہمیں نظر کیوں نہیں آئی؟
۔۔۔ عاتکہ نے خشک ہونٹوں پہ زبان پھیرتے ہوئے کہا۔۔ صاف ظاہر تھا کہ جوں

جوں وہ بلڈنگ کے اندرونی طرف بڑھ رہے تھے۔۔۔ ویسے ہی عاتکہ کی گھبراہٹ میں
بھی اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

بادیہ خاموش رہی۔۔۔

اب وہ دونوں لیکچر تھیٹر کے دروازے کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ دروازہ مقفل تھا
۔۔۔۔۔

لیکن لیکچر تھیٹر کے دو دروازے تھے۔۔۔ ایک کھلا تھا۔۔۔

چلو عاتکہ اس طرف سے چلتے ہے۔۔۔

جیسے ہی وہ لیکچر تھیٹر میں داخل ہوئے۔۔۔ انہیں شدت سے احساس ہوا کہ جیسے

ان کے ٹھیک پیچھے کوئی می کھڑا ہو۔۔۔

عاتکہ پیچھے نہیں مڑنا۔۔۔

بس اپنی تلاوت جاری رکھو۔۔

وہ لیکچر ہال کو چیک کرتے اردگرد نظریں دوڑائے۔۔ واپسی کیلئے یے مڑے۔۔
تبھی انہیں ایک لڑکی کی دل دوز چیخ کی آواز سنائی دی۔۔۔

وہ آواز نا تو پانچوں کلاس رومز سے آرہی تھی اور نا ہی لیکچر ہال سے بلکہ بلڈنگ کے
پچھلے پورشن سے آرہی تھی جہاں لیبز لائی بریری کے علاوہ مزید دو کلاس رومز تھے

لگتا ہے علیزے زندہ ہے۔۔ ہمیں اُسے دیکھنا ہوگا۔۔۔ ہادیہ نے کہا اور عاتکہ کا
ہاتھ مزید مضبوطی سے تھامے پچھلی طرف بڑھی۔۔۔۔

بچاؤ۔۔ خدا کیلئے کوئی می تو میری مدد کرو۔۔ آواز پھر سے آئی۔۔۔

علیزے ہم آرہے ہیں تم پریشان نہیں ہو بلکہ اللہ کے نام کا ورد کرتی رہو۔۔۔ عاتکہ
بلند آواز سے کہا۔۔

اب وہ دونوں علیزے کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔
پہلے دونوں کلاس رومز اور لائی بریری چیک کی لیکن وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔
لائی بریری میں ایک الماری سے سُرخ خون بہہ رہا تھا۔۔ ہادیہ اور عاتکہ گھبرا
گئی اور رونے لگی۔۔۔
لیکن انہیں آواز پھر سے آئی۔۔۔

خدا کیلئیے مدد کرو میری۔۔۔ کوئی می ہے۔۔۔ آواز پھر گونجی۔۔۔

عاتکہ یہ خون یہ سراب ہے یہ دھوکا ہے --- علیزے ابھی ابھی زندہ ہے اور وہ ہمیں پکار رہی ہے --- چلو لائی بریری سے نکلو --- ہادیہ نے کہا اور ڈری سہمی عاتکہ کو بازو سے پکڑے لائی بریری سے باہر لے آئی ---

لائی بریری سے نکلتے ہی دروازہ زوردار آواز سے بند ہوا --- اب ان کا رخ لیب کی طرف تھا ---

انہوں نے پاؤں کی مدد سے دروازہ کھولا ---

سامنے ایک بڑی سی میز کی دوسری سمت یونیفارم میں ملبوس ایک لڑکی کھڑی تھی ---

رو رو کر جس کا چہرہ اور ناک سُرخ ہوگئی تھی اور وہ مسلسل کانپ رہی تھی ---

مدد کرو --- مدد کرو میری --- وہ روتے ہوئے بولی ---

علیزے بالکل نہیں گھبراؤ --- ہم تمہیں لینے ہی آئے ہیں --- اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں یہاں سے باحفاظت لے کر جاؤ گی --- ٹھیک ہے ---؟ ہادیہ نے اُسے تسلی دی ---

تم تم انسان ہوناں --- وہ لڑکی گھبرائی می ہوئی می بولی ---

ہاں ڈی پر ہم انسان ہی ہے کوئی می اور نہیں --- بھروسہ کرو --- اللہ کے کلام کی برکت سے کسی میں بھی اتنی جرأت نہیں ہوئی می کہ ہمیں کچھ کہہ سکے --- عاتکہ نے دھیرے سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ---

جبکہ ہادیہ کا دھیان لیب کے باہر لنگڑا کر چلنے کی آواز پر تھا۔۔۔ جیسے لیب کے باہر کوئی لنگڑا کر چلتا ہوا آ رہا ہو۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ آگیا۔۔۔ وہ مار ڈالے گا۔۔۔ یونیفارم میں ملبوس علیزے زور زور سے رونے لگی اور لیب کی لائی پیٹیں بھی یکدم چلنے اور بجھنے لگی۔۔۔

جب ہادیہ اور عاتکہ لیب میں آئی تھیں تو وہ بالکل روشن تھی شاید علیزے نے لائی ٹس آن کی ہو۔۔۔ ہادیہ نے سوچا لیکن اب وہ لائی ٹیں مسلسل چل اور بجھ رہی تھی۔۔۔

علیزے تم ڈرو نہیں پلیز۔۔۔۔۔ ہادیہ نے مسلسل جلتی بجھتی لائی بیٹوں اور لنگڑا کر چلنے کی آواز کی سمت کو دیکھتے ہوئے کہا۔

عاتکہ نے ہادیہ کا ہاتھ چھوڑا ہوا تھا اور وہ علیزے کے پاس تھی تاکہ وہ ڈرے ناں

وہ منہ ہی منہ میں ورد کر رہی تھی لیکن وہ بھی بہت زیادہ خوفزدہ تھی اور خوف کے مارے اس کی زبان بھی ہلنا اب مشکل ہوتی جا رہی تھی -----

عاتکہ -- ہادیہ -- لیب کے بالکل ساتھ بنے کمرے کی طرف بڑھو -- وہاں کوئی ی بھی شیطان ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا -- میرے اب تک زندہ رہنے کی وجہ بھی یہ کمرہ ہی ہے ---- علیزے نے زور سے چلاتے ہوئے کہا اور خود بھی لیب کیساتھ ملحق کمرے کی طرف بڑھی ---

علیزے اور عاتکہ تو کمرے میں چلی گئی لیکن ہادیہ یکدم کسی آن دیکھی چیز سے ٹھوکر کھا کر گر پڑی ---

مزید اس میں اٹھنے کی ہمت نہ رہی وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے کئی ی پل یوں ہی بنا آواز کے لیٹے رہی ----

کافی دیر تک عجیب و غریب آوازیں -- اور لائی بٹوں کے چلنے بجھنے کی آوازیں -- فیوز اُرنے کی آوازیں آتی رہی اور پھر یکدم گہری خاموشی چھا گئی ی اور لائی ٹس پھر سے آن ہو گئی ی ----

لیب کی حالت ایسے تھی جیسے یہاں باقاعدہ کشتی کی گئی ی ہو --
ہر چیز اتھل پتھل ---

لیب کے روشن ہوتے ہی وہ اٹھی ---

وہ تنہا تھی --

عاتکہ اور علیزے اُس کمرے میں تھی ----

عاتکہ -- علیزے -- اُس نے پکارا ---

دروازہ کھلا اور علیزے باہر نکلی ---

علیزے -- عاتکہ کہاں ہے وہ ٹھیک ہے ناں؟؟؟ -- ہادیہ نے گھبرائے ہوئے
انداز سے پوچھا ---

ہاں بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ اس کے بازو میں کچھ خراش آگئی تھی وہ بینڈیج کر رہی ہے۔۔ تم بھی اندر آ جاؤ۔ یہی محفوظ جگہ ہے۔۔۔۔۔ علیزے نے کہا اور لیب کی طرف بڑھی۔۔

ہادیہ بھی اس کے پیچھے چلنے لگی۔۔۔

لیب کی بڑی لائیٹ بالکل ان کے پیچھے لگی تھی جس کی وجہ سے ان کا سایہ سامنے کمرے کی دیوار پر بن رہا تھا۔۔۔۔۔

لیکن اس کے پاؤں اس وقت منجمد ہوئے جب اس نے محسوس کیا کہ میرا سایہ تو دیوار پر بن رہا لیکن علیزے کا نہیں۔۔۔۔۔۔

وہ وہی ساکت کھڑی رہ گئی۔۔۔

اس کے کانوں میں چند لمحے پہلے کے علیزے کے الفاظ گونجنے لگے۔۔۔۔۔

اب تک وہ واپس نہیں آئی تھی۔۔

صلاح الدین بے چینی سے ادھر ادھر ٹھل رہے تھے آخر یہ لڑکیاں کہاں رہ گئی ہیں؟

سرمہ مجھے رات کیلئیے کچھ تیاریاں کرنی ہے۔۔۔ تمہیں کچھ ضروری سامان لے کر شام سے پہلے میرے گھر پہنچنا ہے۔۔ صلاح الدین نے پرنسپل سرمہ کے کان میں سرگوشی کی۔۔

جبکہ سرمہ نے سوالیہ نظروں سے صلاح الدین کو دیکھا۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ کیسی تیاریاں؟

لیے میرے (CV) سرمد -- سرمد -- یاد کرو جب تم اپنی بے جان سی سی وی پاس آئے تھے کہ میں تمہیں کلرک کی جاب دے دوں لیکن میں نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمہیں اس کالج پرنسپل کی پوسٹ دی اور تمہیں یاد ہے نا۔۔۔ تب بھی میں نے تمہیں کچھ سامان لانے کو کہا تھا۔۔۔۔۔ صلاح الدین نے نہایت آہستگی سے کہا۔۔۔

جی سر میں سمجھ گیا۔۔ سرمد خباثت سے مسکرایا۔۔

سر ابھی تک وہ لڑکیاں بھی واپس نہیں آئی ی۔۔ سر آپ نے انہیں کیوں جانے دیا۔۔ ایک فیمیل ٹیچر نے آگے بڑھ کر کہا۔۔۔

میس آپ فوراً ڈسپلن ہیڈ کو خبر دے اور یہاں سے ہجوم ہٹوائے۔۔ اور کالج
سٹوڈنٹس کو ریلیکس رہنے کی تلقین کریں۔۔۔ ہر ٹیچر کا اولین فرض ہے کہ وہ اپنے
سٹوڈنٹس کو حوصلہ دے۔۔۔ سمجھ گئی می آپ۔۔۔ صلاح الدین نے کہا

سر۔۔ پہلے تو سیما کا مرڈر ہوا اُس پر بھی ہنگامہ ہونا چاہا لیکن اس معاملے کو ہم
نے ہینڈ آؤر کر لیا لیکن سر اگر ان سٹوڈنٹس کو کچھ ہوتا ہے تو۔۔۔ خدا خیر کا
وقت لائے۔۔ کچھ بھی سہی نہیں رہے گا یہاں تک کہ کالج ہمیشہ کیلئی یے بھی
بند ہو سکتا ہے۔۔۔ فیمیل ٹیچر نے کہا

میس۔۔ آپ کی جرأت کیسے ہوئی می کہ آپ مجھ سے اس لہجے میں اس طرح کی
بات کریں۔۔۔ واٹ اے نان سینس کہ سیما کا مرڈر ہوا وہ محض ایک حادثہ تھا

لیکن اگر تم نے اپنا منہ بند نہ رکھا تو کل تمھانے چل کر تم ہی ایس۔ ایچ۔ او صاحب کو

detail

سے بتاؤ گی کہ سیما کا مرڈر کیسے ہوا؟ غالباً تم اس بارے میں ضرور کچھ جانتی ہو گی
 -- نہیں؟ صلاح الدین نے غصے سے کہا -- فیمیل ٹیچر نے ضبط زدہ لہجے سے
 انہیں دیکھا اور سٹوڈنٹس کو وہاں سے لیتی چلی گئی ---

عاتکہ --- عاتکہ --- وہ بُری طرح رو رہی تھی اور اپنی دوست کا نام پکار رہی تھی

عاتکہ ----

لیب کی لائی ٹس پھر سے جلنے بجھنے لگی --- اس کا ڈر خوف تو جانے کہاں غائب ہو چکا تھا۔۔ وہ اب غصے سے مٹھیاں بھیج رہی تھی --- ایک دم غصے سے اٹھتی وہ لیب سے باہر نکل آئی ---

کون ہو تم؟ ہمت ہے تو سامنا کرو میرا؟ لیب سے باہر آتے ہی لنگڑا کر چلنے کی آواز پر اس نے چیخ کر کہا۔۔ اس کی چیخ میں درد تھا وحشت تھی غصہ تھا۔۔

اب اُسے لائی بریری سے کچھ کھٹ پٹ کی آواز سنائی دی --- کسی بے دھڑک شیرینی کی مانند وہ لائی بریری کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول دیا۔۔ اس کے سامنے وہی الماری تھی جس سے خون بہہ رہا تھا۔۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔۔۔ علیزے کی لاش اس پر گرتے گرتے پچی ---

وہ خوف سے پیچھے ہٹتی علیزے کو دیکھ رہی تھی یہ تو وہی ہے یونیفارم میں ملبوس
لڑکی۔۔۔۔۔ جو لیب میں تھی۔۔۔۔۔

لائی بریری کے باہر مسلسل لنگڑا کر چلنے کی آواز آرہی تھی۔۔۔
کیا اب تم میری بھی جان لو گے؟ وہ چلائی لیکن جواب ندارد۔۔۔۔۔

وہ کچھ پل ایسے ہی کھڑی رہی اور پھر مرے مرے قدموں سے لائی بریری سے باہر
نکل آئی۔۔۔۔۔

ایک دیوار سے ٹیک لگائے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔۔

یا اللہ۔۔۔ عاتکہ۔۔۔ کہاں ہے؟

وہ مسلسل رو رہی تھی۔۔ جب لنگڑا کر چلنے کی آواز آئی وہ اس سمت دیکھنے لگی

اوہ۔ میرے اللہ۔۔۔ بے اختیار اس نے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔
اس کی نظریں سامنے وجود پر تھی۔۔۔۔۔

وہ آفس کا کام نمٹائے لچ بریک کیلئے اٹھا۔۔۔
اچانک ہی سر کو پکڑے وہ ٹیبل پر گرتے گرتے بچا۔۔۔
اس کے سر پہ شدید درد کی لہر اٹھی اور لگے ہی پل وہ نارمل ہو گیا۔۔
شاید میری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔ مجھے گھر جا کر آرام کرنا ہوگا۔۔۔
موبائل اور کیز اٹھائے خود سے کہتا وہ گاڑی میں جا بیٹھا۔۔۔

ڈرائیو کرتے ہوئے بھی ایک عجیب سی بے چینی اس کے وجود کو گھیرے میں
لیے ہوئے تھی ---

یہ سب کیا ہو رہا؟ اس نے بے اختیار پیشانی کو مسلا۔۔

جیسے ہی وہ سگنل پر رُکا۔۔۔ ایک دم سے اسے وہ بوڑھی خاتون یاد آگئی ---
اور سگنل گرین ہوتے ہی اُس کی گاڑی کارُخ ہنٹر ٹاؤن کی سمت چلا گیا۔۔۔

اور کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں ہاتھوں کو کمر پہ باندھے اس بوڑھی خاتون کے سامنے
کھڑا تھا ---

آجائو۔۔ بیٹا۔۔ میں نے ہی تمہیں بٹایا ہے۔۔ وہ بوڑھی مسکرائی می۔۔

غالباً۔۔۔ وہ محض اتنا ہی کہہ سکا۔۔

چلو۔۔ میرے گھر میں آجائو۔۔ اس بوڑھی خاتون نے اپنا دو منزلہ مکان کا دروازہ کھول دیا۔۔

اندر کمرے میں قالین بچھا تھا۔۔

اور اس پہ دو کُشن پڑے تھے۔۔۔

بیٹھ جائو بیٹا۔۔ بوڑھی خاتون نے کُشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔

شموی لیل وہی بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

بیٹا۔۔۔۔۔ جانتے ہو ماضی ہمیشہ حال کا پیچھا کرتا ہے اور اُسے جہاں موقع ملتا ہے وہ حال کو جکڑ لیتا ہے۔۔

لیکن بیٹا جانتے ہو ماضی خوبصورت بھی ہوتا ہے اور بھیانک بھی۔۔۔۔۔ لیکن ماضی کی اور قسم ہے اور وہ یہ کہ ماضی بے رحم بھی ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اور جانتے ہو ماضی بے رحم کب ہوتا ہے؟۔۔۔۔۔ بوڑھی خاتون کی نظریں مسلسل ایک گول مقفل پٹاری پر تھیں جو کمرے کے کونے پر پڑی تھی۔۔۔

ماضی بے رحم؟ شموئی یل نے نا سمجھی سے بوڑھی خاتون کو دیکھا۔۔۔

جی بیٹا۔۔ ماضی اُس وقت بے رحم ہو جاتا جب حال اس کی کوئی قیمتی چیز چڑا لے۔۔۔۔۔ بوڑھی خاتون اتنا کہہ کر مُسکرائی لیکن اس کی نظریں لمحہ بھر کیلئی بے بھی حرکت نہیں کر رہی تھی اور وہ اس پٹاری پر ٹکی تھی۔۔۔ چلو آج تمہیں ایک قصہ سناتی ہوں۔۔۔

کیا آپ نے مجھے قصہ سننے کیلئی یہاں بلایا ہے۔۔ شموئیل نے انہیں دیکھا۔۔۔

اس قصہ میں گم ہو جاؤ بیٹا۔۔۔ بوڑھی خاتون نے کہا

کیسا قصہ؟۔۔۔ وہ پھر سے بولا۔۔۔

اس قصہ میں کچھ پل کیلئے اپنے وجود سے لاتعلق ہو کر گم ہو جاؤ۔۔۔۔ بوڑھی خاتون پھر سے بولی۔۔۔

شموئیل کی آنکھیں خود بخود بند ہونے لگی۔۔۔۔

دھولک کی آواز سے پوری حویلی گونج رہی تھی۔۔۔ اور ہر طرف خوشیاں اور چہچہانے کی آوازیں آرہی تھی۔۔۔۔ خوبصورت لڑکیاں کسی تتلی کی مانند حویلی میں گھومتی پھر رہی تھی اور ہر ایک کے چہرے پہ دل لُجا دینے والی مسکراہٹ تھی۔۔۔۔ ہر کوئی می خوش تھا۔۔۔۔ اور خوشی سے ادھر ادھر بھاگا جا رہا تھا۔۔۔۔ جانے اس خوشی کا کیا راز تھا؟۔۔۔

حویلی کے اندرونی سمت جاؤ تو خوش رنگ پھولوں سے سجا لاونج اور اس سے ملحق
سیڑھاں چڑھتے ہی پہلے قطار پر واقع ایک بڑے سے کمرے کو بھی باقی حویلی کی
طرح سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔

سامنے خوبصورت تختے پر رعب سے بیٹھی وہ کسی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی
تھی۔ بنارسی گھیرے دار فراک پر لگے گوٹے اور اس پر سلیقے سے ڈوپٹہ اوڑھے وہ
بے حد حسین لگ رہی تھی۔۔۔

اُسی رعب و دبدبے سے اندر داخل ہوتے ہوئے خان بیاضط۔۔۔۔۔

میری بچی۔۔۔۔۔

میری پیاااااااری بیٹی --- ماہ رُخ --- خان بیاظط نے بے اختیار اس کی پیشانی
پہ بوسہ دیا۔---

وہ کھلے دل سے مُسکرا دی --- مُسکرا نے سے اُس کے خوبصورت ڈمپل اور بھی واضح ہو گئی ---

بابا آج کا دن بہت خوبصورت ہے۔۔ شکر اس رب کا کالج کی افتتاحی تقریب بخوبی انجام پائی اور بابا بہت بہت مبارک ہو کہ آپ راجہ گوپیل کے سنگ کالج کی ملکیت کے برابر کے حقدار تسلیم کیے گئے۔۔۔ ماہ رُخ نے دھیرے سے کہا

اس کی آواز اس کی خوبصورتی کی مانند بہت سریلی تھی۔۔ اس کا نرم لہجہ کانوں میں
رس گھولتا محسوس ہوتا تھا۔۔۔

شکر خدا کا۔۔ حویلی میں یہ خوشی کا سماں اسی لیے ہے میری بچی۔۔۔ لیکن
۔۔۔ خان بیاضط لمحہ بھر کو چُپ ہوئے۔۔۔

لیکن میری بیٹی۔۔ گوپال اس آدھ کی ملکیت کو بمشکل ہی تسلیم کر پایا وہ اس سے
ناخوش بھی ہے اگرچہ اس نے اظہار تو نہیں کیا خیر۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ ظہر کی
بعد از نماز تم میرے ساتھ راجہ گوپال کی حویلی چلنا۔۔۔ ہمیں انہیں مطمئن کرنا
ہے کہ اس کالج پر ہمارا حق ہرگز ناجائز نہیں ہے اور تمہیں اس کی بیٹیوں کیساتھ
دوستانہ تعلقات قائم کرنے ہے۔۔ سمجھ گئی می۔۔۔ خان بیاضط نے کہا۔۔

بخوبی -- بابا -- وہ مسکرائی --

خان بیاظط نے دھیرے سے اُس کے سر پہ ہاتھ رکھا اور کمرے سے نکل
گئی۔۔۔

جبکہ ماہ رُخ مُسکراتی ہوئی اپنی الماری کی طرف بڑھی --
مجھے گوپال کی دونوں بیٹیوں رینہ اور شمل سے خوبصورت دکھنا ہے --

ایک انجان چہرہ لیے -- اپنے جسم کو کالی چادر سے لپیٹے وہ لنگڑا کر چلتا مسلسل
ہادیہ کی سمت آ رہا تھا۔۔۔

ڈسپلن لڑکیاں فوراً آگے بڑھ کر اُسے اٹھائے کالج ڈسپنسری کی طرف لے گئی

سرمہ وہ لڑکی علیزے اور اس کیساتھ جانے والی لڑکی ابھی تک اوپر ہے جبکہ یہ ہادیہ ابھی کچھ دیر پہلے میرے سامنے سہی سلامت کھڑی تھی --- اس کا مطلب سمجھتے ہو تم؟ صلاح الدین بڑبڑائے۔

سر--- میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں --- چاہے تو اس لڑکی کو-----

نہیں سرمہ نہیں --- اس کا مرنا ہمارے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا --- تم بس تیاریاں مکمل کرتے ہی آج شام میری حویلی آ جانا --- صلاح الدین نے کہا اور اور گئیٹ کی طرف بڑھا --- exit کالج کے

سر ان لاپتہ لڑکیوں کا کیا کرنا۔۔۔ یہ معاملہ ختم نہیں ہو گا ہمارا کالج ہمیشہ
کیلئے بند ہو سکتا اور اگر میرے منہ میں خاک میڈیا کو اس کی خبر پہنچ
گئی تو.... سرد نے پریشانی سے کہا۔۔۔

ہرگز نہیں۔۔۔۔ یہ کالج کبھی بند نا ہوگا۔۔۔ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں
۔۔۔ ہم وہی کریں گے جو ہم نے فزا کے

suicide

کرنے پر کیا تھا؟۔۔۔ صلاح الدین ہنسا۔۔۔

سرد بھی خباثت سے مُسکرا دیا۔۔۔۔

رینہ اور شمل بھی خوبصورت لباس میں ملبوس تھی لیکن شمل کے لباس کا رنگ بھی سیاہ تھا۔۔۔

شکریہ بیٹا۔۔ کیا آپکا سفر کا ارادہ تھا؟ خان بیاظط نے پوچھا۔۔

جی سائیں۔۔۔ پتا جی کی اجازت سے ہم قریبی جنگل میں ذرا وقت بتانے کی غرض سے جا رہے تھے لیکن اب نہیں جائے گے۔۔ آپ نے ہمارے گھر آکر ہم کو عزت بخشی۔۔ رینہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

بابا اگر آپکی اجازت ہو تو کیا میں بھی رینہ اور شمل کیساتھ جا سکتی؟ ماہ رُخ نے دُرتے دُرتے پوچھا۔۔

خان بیاظط کچھ پل کیلئی خاموش رہے اور پھر مسکراتے ہوئے اسے اجازت دیتے ایک گہری نظر خاموش اور سنجیدہ کھڑی سیاہ لباس میں ملبوس شمل پر ڈالے اندر کی طرف بڑھے ----

جبکہ ماہ رُخ مسکراتی ہوئی می رینہ کو دیکھنے لگی ---

بگھی میں سوار وہ راجہ گوپال شروی کی بیٹیوں رینہ اور شمل کے ہمراہ جنگل کی اوڑھ چل دی --

جنگل بہت پُرسکون تھا ---

اور اس کے پُرسکون ہونے کی ایک بڑی وجہ کہ وہاں سے آدم خور درندے نکال دیئے گئی تھے --

ایک پُرسکون جگہ تلاش کرتے وہ قالین بچھائے اس پر بیٹھ گئی می --- رینہ اور
ماہ رُخ تو باتوں میں مگن ہو گئی می جبکہ شمل کا دھیان جنگل کی خوبصورتی کی طرف
تھا --- رینہ اور ماہ رُخ کی نا ختم ہونے والی باتوں سے وہ اکتا کر کھڑی ہوئی می ---

سنو میں قریب ہی بنے چشمے تک جا رہی ہوں --- ابھی لوٹ آؤ گی --- شمل نے
کہا اور چشمے کی طرف بڑھی ---

چشمے کے کنارے بنے ایک بڑے پتھر پر وہ بیٹھ گئی می اور آنکھیں موندھے
گہرے سانس لینے لگی ---

لیکن کراہنے کی آواز پر وہ چونکی ---

چشمے کے قریب ہی بنی جھاڑیوں کی اوٹ سے کراہنے کی آواز آرہی تھی --
وہ اٹھی اور جھاڑیوں کے دوسری سمت دیکھنے لگی --

ایک خوبصورت نوجوان معمولی سا لباس اور بوسیدہ حلیے میں اپنے بائیں بازو کو
تمھارے کراہ رہا تھا۔۔

اچانک سے اس کی نظر بھی جھاڑیوں کے پار کھڑی اس لڑکی پر پڑی --- وہ بوکھلا کر یکدم سیدھا ہوا اور اپنے چہرے کو ذرا سا اٹھائے ہوئے دُرتے ہوئے بولا --

میم صابہ -- میم صابہ --- اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتا درد کی شدت سے ہونٹ
بھینچتا اس کر سر زمین سے جا لگا ---

شمل جو اس خوبصورت نوجوان میں کھو سی گئی تھی یکدم ہوش میں آتے خود کو ملامت کرتی اُس کی طرف لپکی ---

لیکن نوجوان بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر نوجوان کو دیکھا اور اس کے درد کی وجہ تلاشنے لگی لیکن جلد ہی مایوس ہو کر وہ زور سے رینہ کو پکارنے لگی۔۔۔

اپنی باتوں میں مگن ماہ رُخ اور رینہ اور محافظ بھی شمل کی طرف دوڑے۔۔۔

شمل دیدی۔۔۔۔۔ سب ٹھیک ہے ناں۔۔۔ رینہ بھاگتی ہوئی شمل کی طرف بڑھی۔
- ماہ رُخ بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔۔۔

ارے۔۔۔ یہ نوجوان کون ہے؟ رینہ نے حیرت سے اُس خوبصورت نوجوان کو دیکھا

--

ہمیں زہر نکالنا ہوگا۔۔ شمل نے نوجوان کے بازو کو پکڑتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کے وہ زہر چوستی۔۔ ماہ رُخ نے تیزی سے اس نوجوان کے قریب بیٹھتے ہی اس کے بازو پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔۔۔

وہ کسی ماہر طبیبیہ کی مانند اس کے جسم سے زہر چوس چوس کر نکال چکی تھی جبکہ قریب کھڑا محافظ چشمے سے پانی لیے اس کے چہرے پر ٹپکا رہا تھا۔۔۔

اور شمل ماہ رُخ کو گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی وہ پہلے ہی اُسے ناپسند کرتی تھی اب تو اس کے دل میں ماہ رُخ کیلئے نفرت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

محافظ نے پانی کے کچھ قطرے اس کے منہ میں ٹپکائے۔۔۔
نوجوان نے ہلکی سی کھانسی کیساتھ ہی آنکھیں کھول لی۔۔۔

اس کی مشکور کُن نظریں اس کے بازو تھامے اس پری چہرہ لڑکی پر تھی جو نوجوان کے جاگ جانے پر مُسکرا رہی تھی ---

جلد ہی نوجوان کو اپنی حیثیت کا اندازہ ہوا وہ فوراً فوراً سیدھا ہو کر گھٹنوں کے بل ماہ رُخ کے سامنے بیٹھ گیا ---

میم صابہ -- میم صابہ -- گستاخی معاف -- اس بب بے ادب کو معاف کر دے جو آپ کے روبرو بیٹھا ہے -- وہ نوجوان نیچے نظریں کیے کہہ رہا تھا جبکہ ماہ رُخ کی نظریں تھی کہ اس پر سے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی ---

تمہیں سانپ نے ڈس لیا تھا اور میں نے تمہارے جسم سے اس کا زہر واپس ڈس لیا کسی ناگن کی مانند --- ماہ رُخ نے مسکراتے ہوئے کہا ---

نوجوان کی نظریں بے قابو ہوئی ی اس نے چہرہ اٹھا کر ماہ رُخ کو دیکھا۔۔

میم صابہ۔۔ میری زندگی آپ پر قربان ہو جائے۔۔ مرتے دم تک آپ کا احسان مند رہوں گا۔۔ مم مجھے کچھ یاد آ رہا ہے ابھی کچھ دیر پہلے میں ایک سانپ کو قابو میں کرنے کی کوشش میں تھا کہ اس نے مجھ پر حملہ کرتے ہوئے مجھے بازو پر ڈس لیا۔۔۔ رب نے آپکو فرشتہ بنا کر بھیجا میم صاب۔۔۔ وہ نوجوان مسکرا رہا تھا۔۔۔

ویسے تم سانپ کو کیوں قابو کرنا چاہتے تھے۔۔ ماہ رُخ نے اس سے پوچھا۔۔۔

سپیرا ہوں۔۔۔ میم صاب۔۔۔ اس کی بے ادب نظریں ایک دھیمی مسکراہٹ کیساتھ ایک بار پھر ماہ رُخ کی طرف اٹھی۔۔۔

تم بہتر ہوا اب --- جا سکتے ہو --- ماہ رُخ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے مسکراتے ہوئے کہا ---

وہ ادب سے سلام کرتا اُٹھا اور ایک دلفریب مسکراہٹ اپنی محسنہ پر ڈالتا جنگل کے گھنے حصے کی طرف چلا گیا ---

اس سب کے دوران --- رہنے اور شمل چپ چاپ کھڑی رہی ---
چلو ہم بھی چلتے ہیں --- ماہ رُخ بھی اُٹھی --- وہ شمل کی غصیلی نظریں اپنے وجود پر محسوس کر سکتی تھی ---

سرمہ ڈسپنسری کے باہر کھڑا تھا لیکن شیشے کی کھڑکی سے دوسری طرف بے ہوش پڑی ہادیہ کو وہ دیکھ سکتا تھا۔۔

ایک ادھیڑ عمر خاتون ڈسپنسری کے قریب آکر کی ---
اور آہستگی سے گویا ہوئی می --

جی سر حکم ---

لینا -- ہمیں اس ڈھونگی کارتوس کی ضرورت پڑی ہے ایک بار پھر سے -- سرمد نے
نفرت زدہ لہجے سے کہا

معاف کر دے حضور -- لیکن کارتوس بابا اب جیوت نہیں رہے - ان کی آتما ان
کے پاوتر جسم سے آزاد ہو چکی --- لینا نے غمزہ لہجے میں کہا

Suicide

کمر لی تھی۔۔ اب بھی ہمیں مدد درکار تھی۔۔۔ سرمد نے کہا۔۔۔

سر میں نہیں جانتی کارتوس بابا سائیں نے سر صلاح الدین کی مدد کیسے کی لیکن شاید ہم اب بھی آپ کی کچھ مدد کر سکیں --- لینا نے دھیرے سے کہا --

کک کیسے؟ سرد چونکا۔

ہمارا ایک نہایت وفادار اور پالتو کتا ہے؟ لینا خباثت سے مسکرائی۔۔

یہ تو وہی لڑکی ہے؟ وہ حیرت سے بڑبڑائی۔
سرمد ابھی بھی وہی کھڑا لینا کے اس حیرت زدہ رویے کو بغور دیکھ رہا تھا۔

کیا تم جانتی ہو اس لڑکی کو؟ سرمد نے پوچھا تو وہ یکدم چونک کر مڑی۔

اچھی طرح سے۔۔ یہ وہی لڑکی ہے جو بابا سائیں کی موت کا سبب بنی۔۔۔ لینا
نے کہا اور بناؤ کے سرمد کو حیرت زدہ چھوڑ کر چلی گئی۔

اک خواب سا منظر۔۔۔۔

رینہ اور شمل کیساتھ وہ واپس ان کی شاندار حویلی میں آچکی تھی --
خان بیاض اور راجہ گوپال اچھے موڈ میں لگ رہے تھے -- اور کسی بات پر زور دار
قہقہہ لگا رہے تھے --

نجانے بابا نے اُسے خوش کیسے کیا -- ماہ رُخ نے حیرت سے سوچا ---

شمل تو سلام کرتی اپنے کمرے کی طرف چلی گئی -- لیکن رینہ اسے لیے اوپر
ٹیس میں لے گئی --

وہ اب بھی رینہ سے باتیں کر رہی تھی لیکن اب اس کی باتیں محدود ہو چکی تھی
اور اسکا ذہن بار بار اس خوبصورت نوجوان کی طرف جا رہا تھا۔

جلد ہی وہ رینہ کو دعوت نامہ دیتی اپنے بابا کیساتھ بگھی میں سوار واپس اپنی حویلی کی سمت چلی گئی ---

اس کی آنکھوں کے سامنے بس ایک ہی چہرہ تھا۔۔ اور وہ اس سے دوبارہ ملنے کیلئے بے تاب تھی۔۔ لیکن یہ سب ناممکن سا لگتا تھا۔۔ وہ بار بار اپنے کمرے کے چکر کاٹ رہی تھی۔۔

ماہ رُخ بی بی۔۔ آپ جب سے آئی ہیں کہیں کھوئی ہوئی لگ رہی۔۔ آپ کی طبیعت تو بہتر ہے ناں۔۔ ماسی۔ نے یکدم سے اندر آتے ہوئے کہا۔۔

ماہ رُخ چونک کر رُکی۔۔

آئی نہ آپ بنا اجازت میرے کمرے میں نہیں آئے گی۔۔ باقی ملازموں کے برعکس
ماسی بے دھڑک ماہ رُخ کے کمرے میں آ جایا کرتی تھی۔۔۔ وہ بھی حیرت سے ماہ
رُخ کو دیکھنے لگی۔۔۔

جج جی۔۔ بی بی جی۔۔۔

اب آپ جا سکتی ہے۔۔۔ ماہ رُخ نے رُخ پھیرتے ہوئے کہا

وہ بب بی بی میں یہ بتانے آئی تھی کہ نیچے حویلی کے لان میں کچھ سس

سپیرے۔۔۔۔۔ ماسی نے ابھی اتنا ہی کہا

کیا میں نے نہیں کہا کہ جا سکتی ہے آپ۔۔۔۔۔ ماہ رُخ چلائی می۔۔

ماسی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔۔

ماہ رُخ ان کے سامنے بنے دیوان پر جا بیٹھی --

ان دونوں نوجوانوں نے ایک حقارت بھری نظر اس بوڑھی اور نوجوان لڑکی پر ڈالی اور ہلکا سا ہنسے اور ماہ رُخ کے سامنے دو زانو بیٹھ گئی --

میم صابہ -- ہمارا سانپ بہت اعلیٰ نسل کا ہے -- بین کی آواز پر بے قابو ہو کر ایسے جھومتا ہے جیسے چودھویں رات کی چاندنی زمین پر اتر کر محو رقص ہو -- ان دو نوجوانوں میں سے ایک نوجوان بولا --

جی میم صاب ہمارا سانپ بھی بہت زبردست نسل سے ہے -- اسے پکڑنے خاطر گوروں کی ایک فوج گئی تھی -- خالص افریقہ کے جنگلوں میں خوبصورت درختوں کی جڑوں تلے مسکن بنائے رہتا ہے دنیا کی نظروں سے اوجھل -- لیکن

ایک بین بجانے کی آواز سنتے ہی سات سمندر پار بھی چلا آتا اور اسی لیے پکڑا جاتا --
دوسرا نوجوان بھی بولا ---

میم صاب امرا سانپ بی آلا نسل کا ہے --
(میم صاحبہ ہمارا سانپ بھی اعلیٰ نسل کا ہے (بوڑھی خاتون بھی آگے بڑھ کر
عاجزانہ لہجے میں بولی --

تُو رہن دے مورے اماں --- سانپ نئی می --- امارا شیرو ہے یہ --- پترے پہ
نقاب لیے وہ لڑکی فوراً تیزی سے بولی --
دونوں نوجوان نیچے نظریں کیے ہنسنے لگے ---

میم صاب یہ امارا شیرو ہے یہ نا تو چاند کی چاندنی کے مانند رقص کرے اور نا ہی یہ افریقے کی کسی جنگل سے آئی ی ہے۔ اس کو ام نے یہی سے پکڑی ہے قریب کی جنگل سے۔۔ یہ امارے ساتھ ہی بالغ ہوئی ی۔۔ اور اماری شیرو ام کو جان سے بھی زیادہ پیاری ہے۔۔ بس اتنا ہی میم صاب۔۔۔

نقاب میں چہرے کو چھپائے وہ لڑکی ٹرنٹ بولی جبکہ اس کی اماں پیچھے سے کہنی پکڑے اسے مسلسل چپ رہنے کا اشارہ دیتی رہی۔۔۔

ماہ رُخ نے سرتا پاؤں اس لڑکی کو دیکھا۔۔ عام بوسیدہ لباس میں بھی نجانے اس میں ایسی کیا کشش تھی کہ حسن کا شاہکار ماہ رُخ بھی کچھ پل اُسے دیکھتی رہی۔۔

تمہارا نام کیا ہے لڑکی؟۔۔ ماہ رُخ نے پوچھا

صفیہ نام ہے مسم صاب -- اور یہ اماری اماں ہے -- گاؤں میں امارے ناشتے کی دوکان ہے لیکن ام جنگل میں رہتے ہے --- وہ لڑکی بولی --
ماہ رُخ نے ان دونوں نوجوان لڑکوں کو جانے کا اشارہ کیا اور اس لڑکی کے سامنے جا کھڑی ہوئی --

صفیہ -- جتنا پوچھتے ہے بس اتنا ہی جواب دیتے ہے -- مجھے کم بولنے والے لوگ اچھے لگتے ہے -- ماہ رخ نے اس کے چہرے سے دھیرے سے نقاب ہٹایا --

ماہ رُخ کا یوں اس کے چہرے سے نقاب کو ہٹانے کے سبب وہ کچھ پل کیلئیے گڑبڑا سی گئی --

گہری بھوری آنکھیں --- گندمی رنگت اور اس پہ سنہرے بکھرے بال ---
خوبصورت ستواں ناک اور گلابی خشک ہونٹ --- وہ بے حد حسین تھی --- ماہ رُخ
نے ایک پُر ستائی شی نگاہ اس پر ڈالی --

صفیہ آج سے تم صبح کا ناشتہ دینے کے بعد میرے پاس آ جایا کرو گی -- اور رات
بھی میرے ہاں رہا کرو گی --- میں تمہاری اور تمہاری اماں کیلئے کمرے کا انتظام کر
دوں گی -- اب سے تم میری قریبی اور وفادار بن کر رہو گی --- تمہاری آنکھیں کہتی
ہے کہ تم وفادار ہو --- ماہ رُخ نے کہا

شکرن بی بی شکرن --- بوڑھی عورت ماہ رخ کے قدموں کو پکڑے خوشی سے
بولی -- جبکہ صفیہ خاموش رہی ---

ان کا انتظام بھی کر دیا جائے گا صفیہ --- ماہ رُخ تیزی سے بولی --

احسان ہوگا بی بی جی ۔۔ میں ہمیشہ وفادار رہوں گی ۔۔ صفیہ نے نقاب کو چہرے پر درست کرتے کہا اور سلام کرتی اماں کیساتھ اپنا سامان سمیٹنے کی غرض سے چلی گئی ۔۔۔

صلاح الدین -- میری بچی اب تک لاپتہ ہے میری بسمل --- میری بسمل کہاں
ہے -- زور زور سے سانس لیتی وہ اب بھی رو رہی تھی اور صلاح الدین کو اندر
داخل ہوتا دیکھ کر وہ زور سے چلائی تھی ---

رومہ --

calm down

صلاح الدین نے اسے دونوں بازوؤں سے تھاما...

صلاح الدین آپ نے ایسا کیا کیا ہے جس کی قیمت میری بیٹی چکا رہی ہے
--- بتائے مجھے؟ رومہ پھر سے چینی ---
لیکن اس بار صلاح الدین بمشکل ہی ضبط کر پایا ---

کیا کہہ رہی ہو خاتون؟ اس بات کا مطلب کیا ہے؟ بوڑھا صلاح الدین اچانک سے
سیخ پا ہوا۔۔

آپ کی۔۔۔ آپ کی سرگرمیاں ہمیشہ سے مشکوک رہی ہے۔۔ آپ چاہے جتنا
مرضی اچھا بننے کا ڈھونگ کر لے لیکن ایسے بہت سے حالات واقعات اس قلیل
مدت میں نے دیکھے جو آپ کے کردار پر سوالیہ نشان چھوڑ جاتے ہیں؟۔۔
صلاح الدین میں آپ کی بیوی ہوں لیکن ایک ماں بھی۔۔۔ مجھ سے ہرگز کچھ مت
چھپائیے کیونکہ آج میں جان چکی ہوں اولاد کی محبت دولت کی محبت سے کہیں
اوپر ہے۔۔۔ اور میں بسمل کی زندگی کیلئے ہر شخص سے لڑوں گی چاہے وہ
پھر خود آپ ہی کیوں نا ہو؟۔۔۔ رومہ مسلسل چلا رہی تھی۔۔

True as it can be,
Barely even Friends,
Then Somebody bends,
Unexpectedly....

اس کے زخم بھرنے لگے تھے لیکن ابھی ابھی اس کی سُنڈر نیلی آنکھیں بند تھیں اور
بے ہوشی کے اس عالم میں بھی اس کے لبِ مَحو مسکراہٹ تھے۔۔۔

وہ ابھی ابھی اس کے سامنے بیٹھا اس خوبصورت معصوم بچی کو دیکھ رہا تھا۔۔

وہ اپنے بھاری بھرکم بالوں سے بھرے وجود کے سنگ اُٹھا اور قریب ہی پڑے مٹی
کے پیالے میں ہاتھ ڈبوئے اس میں سے پانی لیے بچی کے منہ پر ٹپکانے لگا۔۔

Ever juSt the same,

Ever a surprise,
Ever as before,
Ever just as sure,
Even the Sun will Rise....

تم زندہ رہو گی اور ایک درست مذہب کی پیروی کرو گی -- میں ہرگز اس کافر کے
ہاتھوں میں تمہیں نہیں دوں گا ---

The Beast is turned into the best way,
Beautiful Little angel: you are reborn,

پیاری بیٹی -- میں تمہیں مار چکا ہوں -- جانتی ہو کب ؟
جب تم اس اندھیرے زدہ جگہ پر گری --- تمہیں چوٹ لگی -- میں تمہیں جان
سے مارنے اور اپنا بدلہ لینے کی خاطر تمہاری طرف بڑھا لیکن میں نے تمہیں زندہ چھوڑ

certain as the Sun,
Certain as the Sun,
Rising in the East,
Tale as old as time,
Song as old as rhyme,
Beauty and the Beast....

چلو بیٹا بہت آرام کر لیا۔۔ اب آنکھیں کھولو۔۔
اس کے ہاتھوں اور پلکوں کو حرکت کرتا دیکھ کر بالوں میں چھپا وجود بولا۔۔۔

Open youR beautiiiful Eyes...
And Fly towards the Skies...

اس بچی نے آنکھیں کھول لی۔۔۔
آنکھیں کھولتے ہی جو اس نے سب سے پہلے کیا وہ تھی اس کی دلفریب مسکراہٹ

پیارے

Beast

مجھے ماما کے پاس جانا ہے۔۔ بسمل نے غمزہ لہجے سے کہا۔۔

وہ خاموش رہا۔۔۔ اس بچی کے ہوش میں ہوتے ہوئے وہ پہلے بھی خاموش رہا تھا اور اب بھی خاموش رہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی آواز اس معصوم بچی کو ڈرا دے گی۔۔۔۔

پیارے

beast

کیا تم نے بھی میرے بابا سے کوئی می سودا کیا ہے؟

وہ پھر خاموش رہا۔۔۔۔

— — —

09

تیزی سے اٹھا اور غراتا ہوا اس دھواں زدہ سٹینڈ کی طرف بڑھا۔۔۔۔

ازم

Little Beauty Angel

کے لیے

مشال -- تمہاری کمزن، ہادیہ ---

سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔۔ دِشہ کو یوں اچانک گھبرائے ہوئے دیکھ کر فوراً اُمّھی

کیا ہوا دشہ؟

دشہ بھاگنے کے سبب تیز سانسوں کو بحال کرنے کیلئے لمحہ بھر کو رُکی ---

وہ ہادیہ --

کیا ہادیہ -- کیا ہوا اُسے -- مثال پُر تجسس ہوئی می --

میں نے اُسے ڈسپنسری لے جاتے ہوئے دیکھا وہ بے ہوش تھی ---- دشہ اتنا کہہ کر رُکی --

پھر؟

پھر میں نے لڑکیوں سے معلومات لی تو پتہ چلا کہ ہادیہ اپنی دوست کیساتھ اس ممنوعہ جگہ پر گئی می اس کی دوست لاپتہ ہے جبکہ ہادیہ بے ہوش ---

دشہ نے کہا۔۔

میرے ساتھ آؤ۔۔۔ مشال نے کہا اب اس کا رخ ڈسپنسری کی طرف تھا۔۔۔

ارے ارے لڑکی کہاں چلی آ رہی ہو۔۔ ڈسپنسری اٹینڈنٹ نے اُسے دروازے پر ہی روکا۔۔

آنٹی۔۔ وہ لڑکی میری بہن ہے۔۔۔ مشال نے ہادیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
 کہا۔۔۔

ہممممم --- میڈیکل روم اٹینڈنٹ نے ایک نظر دیکھ کر اسے اندر آنے دیا۔۔

کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے مشی --- کچھ بھی -- ہادیہ نے دھیرے سے کہا --

مشال بیٹے میں نے آپ کے ڈیپارٹمنٹ میں لیو اپلیکیشن

submitt

کروا دی ہے آپ ہادیہ کو گھر لے جائے اسے سخت آرام کی ضرورت ہے۔۔
ڈسپنسری ڈاکٹر نے کہا۔۔

مشال نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

چلو ہادیہ ---- ہادیہ نے خواںخوار نظروں سے ڈاکٹر کو دیکھا۔۔

لیکن وہ چپ چاپ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ جانے اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔۔۔ اور کون جانے کہ وہ کیا کرنے والی تھی۔۔۔؟؟؟

اندھیری رات۔۔۔ سرد ہوا۔۔۔ پُراسرار خاموشی۔۔۔

ایک سیاہ پوش شخص ہاتھ میں کچھ پلاسٹک بیگز اُٹھائے سڑک کی ایک طرف چل رہا تھا۔۔۔

جلد ہی وہ ایک بڑی خوبصورت حویلی کی بیک سائیڈ پر کھڑا تھا۔۔

اس نے بازو پر بندھے ایک چھوٹے سے بیگ سے ایک رسی نکالی اور اسے دوسری طرف اُچھال دیا۔۔ توقع کے عین مطابق کسی نے لمبی دیوار کے پار رسی کو پکڑ کر کسی مضبوط چیز سے باندھ دیا تھا۔۔

دیوار پر چڑھنے سے پہلے اس نے احتیاطاً ارد گرد نظر دوڑائی می --- کسی کو آس پاس نا پا کر وہ دیوار پر چڑھ گیا -- ہاتھوں میں پہنے مضبوط دستانوں کی وجہ سے دیوار پر لگے نوک دار شیشوں سے زخمی ہونے سے بچ گیا اس نے بازو پر لپٹے بیگ سے ایک میٹل کی دیوائی س نکالی اور اس میں سے نکلتی نیلی شعاع نے چند سیکنڈز میں دیوار پر لگے شیشے کو پگھلا دیا --- ڈیوائی س کی دوسری طرف سے نکلنے والی زرد روشنی نے پگھلے ہوئے شیشے کو جما دیا -- یہ سب سیکنڈز میں ہوا ---

اب وہ کامیابی سے دیوار کو پار کر گیا ----

اس سیاہ پوش شخص نے دیوار پھلانگتے ہی سامنے کھڑے دوسرے سیاہ پوش کو بیگز تھمائے --- اور واپس جانے کیلئے یے مڑا ---

سرمد -- تم بھی میرے ساتھ چلو -- دوسرا سیاہ پوش دھیرے سے بولا --

میرے لیے اعزاز ہو گا۔۔۔ پہلا سیاہ پوش وہی ٹمھر گیا۔۔

اب اُن کا حویلی کے بیک سائیڈ پر بنے گول فوارے کی طرف تھا جو سالوں سے بند پڑا تھا۔

فوارے کے ایک طرف بنے ماربل کو کسی بٹن کی طرح دباتے ہی خوبصورت ماربل اندر کی طرف سرک گیا۔۔ اندر جانے کیلئے یے پتھر کی سیڑھیاں بنی تھیں۔۔ وہ دونوں پلاسٹک بیگز اٹھائے اندر چلے گئے اور فوارے کے ماربلز ایک بار پھر پہلے والی حالت میں واپس آگئے۔۔۔۔۔

قریب ہی موجود کسی دو آنکھوں نے یہ سارا منظر چُپکے سے دیکھا۔۔۔

مشال نے کلرک آفس سے وین والے کو کال کر دی تھی۔۔
تھوڑی ہی دیر بعد وین والا ان دونوں کو لینے پہنچ گیا تھا۔۔

وین میں بیٹھتے ہی مشال نے ہادیہ کے ہاتھ کو نرمی سے پکڑا۔۔

ہادیہ کیوں رو رہی ہو۔۔۔ آخر کیوں؟ ہر چیز بتاؤ مجھے۔۔ آخر کیا ہوا ہے؟ مشال
نے پیار سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

سب کچھ تباہ ہو گیا اور تم نے دیکھا یہ کالج والے کیسے

pretend

کمرے جیسے سب کچھ نارمل ہے۔۔ کیا کسی کی زندگی کی اتنی سی بھی اہمیت
نہیں۔۔۔؟

یہ کالج والے اتنے ظالم کیسے ہو سکتے آخر کیسے؟ ہادیہ مسلسل روئے جا رہی تھی

--

لیکن۔۔۔

میں خاموش نہیں رہوں گی۔۔۔ ہادیہ چلائی می۔۔

کک کیا کرو گی؟ ہادیہ ہم آخر کر بھی کیا سکتے؟ مثال نے کہا

انکل ہم گھر نہیں جا رہے۔۔ ہادیہ نے اونچی آواز سے کہا

کیسے کرے۔۔۔

ہممسم جانتی ہوں۔۔ لیکن کم از کم ہم عاتکے کے گھر والوں کو ساری

situation

سے باخبر تو کر سکتے ناں۔۔۔ پلینز مشال۔۔۔ پلینز۔۔۔ گھر چلے گئی تو پھر ہمیں اجازت نہیں ملے گی پلینز۔۔۔۔ ہادیہ نے منت زدہ چہرے سے اسے دیکھا۔۔

ہممم اوکے --- مشال نے کہا --

ہادیہ وین والے انکل کو عاتکہ کے گھر کا ایڈریس بتانے لگی جو کالج کے قریب ہی تھا۔۔۔

جلد ہی وہ عاتکہ کے گھر کے لاؤنج میں بیٹھی تھی۔۔۔

آنٹی وہ میں عاتکہ کے بارے میں بتانا چاہتی -- آپ کچھ بھی کریں -- آپ کی بیٹی
خطرے میں ہے -- ہادیہ کی آواز آنسوؤں کے سبب بھرانے لگی تھی ---

کیا کہہ رہی ہو بیٹا؟ عاتکہ تو آج ویسے بھی کالج سے جلدی ہی ----- !!! انا بیگم نے ادھوری بات کرتے بے اختیار اپنا ہاتھ دل پر رکھا۔۔۔

آنٹی میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔ میں

explain

کرتی ہوں ہمارے کالج کی ایک بڈنگ

haunted

ہے۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ ہادیہ کچھ اور کہتی۔۔۔۔ اچانک لائونج میں کوئی مداخلت
داخل ہوا۔۔

ارے ہادیہ اور مشال تم میرے گھر کیسے؟۔۔۔۔ لائونج میں داخل ہوتے ہی
کوئی بولا۔۔

عاتکہ تم۔۔۔۔ ہادیہ اور مشال حیرت سے کھڑی ہوئی۔۔۔

مفرور شہزادہ۔۔۔۔

رات کی تاریکی دھیرے دھیرے بڑھ رہی تھی۔۔۔ سڑکیں سنسان اور بازار ویران ہو چکے تھے۔۔۔

ہلکی ٹھنڈی ہوا نے ماحول کو کافی حد تک پرسکون کر دیا تھا۔۔

شہر کی مصروف شاہراہ جو اپنے ساتھ کئی می اور چھوٹی موٹی سڑکوں کو جوڑے رکھے تھی۔۔ انہی میں سے ایک سڑک جو ایک گنجان آباد کالونی کی طرف جاتی تھی۔۔ ایک سیاہ پوش مکمل سیاہ لباس میں ہڈی پہنے سڑک کے کنارے خاموشی سے چلا جا رہا تھا۔

اس کے دونوں ہاتھوں میں سیاہ موٹے دستانے چڑھے تھے۔۔

اس کالونی کے ایک خوبصورت گھر کے سامنے وہ رُکا اور آن کی آن اس گھر کی دیوار پھلانگنے لگا۔۔

خوبصورت گھر کے دالان میں ایک شخص دیا سلائی می میں تعویز ڈال کر جلا رہا تھا۔۔
تعویز اڑتی چنگاری کی مانند لمحوں میں جل کر ختم ہو گیا۔۔

اس شخص نے محسوس کیا کہ جیسے اس کے گھر میں کوئی می آن دیکھا وجود چل پھر
رہا ہو۔۔۔

وہ شخص اٹھا اور اس آن دیکھے وجود کو پکارنے لگا۔۔۔

اسمل۔۔۔ میں نے تمہیں بلایا ہے۔۔ سرمد نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان
پھیرتے گھبراتے ہوئے سامنے بنے کچن کی طرف دیکھا جہاں لائیٹ مسلسل جل
اور بجھ رہی تھی۔۔

اچانک کوئی می بجلی کی سی تیزی سے کچن سے نکلا اور اسی رفتار سے چلتا سرمد کے
سامنے کھڑا تھا۔۔

اسمل --- مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے؟ سرمد نے سیاہ

Hoodie

والے کو غور سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کیونکہ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے

hoodie

کے اندر کوئی می وجود نہیں بلکہ صرف سیاہ اندھیرا ہے ---

کیسی مدد --- اور کون ہو تم؟ مجھ تک کیسے پہنچے؟ سیاہ

hoodie

سے انسانی آواز میں جواب ملا۔

اسمئل ہمیں تمہارے بارے میں کارتوس بابا کی انتہائی قریبی اور وفادار خادمہ لینا نے بتایا ہے اور تمہیں ایک کام کرنا ہے؟ سرد کا خوف اب رفع ہو چکا تھا۔۔

سُن رہا ہوں۔۔۔۔ سیاہ

hoodie

سے آواز آئی می --

اسمٹ ہمارے کالج میں دو لڑکیاں مر چکی ہیں اور جانتے ہو یہ واقعہ ہمارے کالج کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند کرنے کیلئے کافی ہوگا جبکہ ہم کبھی بھی ایسا نہیں چاہے گے۔۔ تو تمہارے لیے صلاح الدین سر کی طرف سے حکم ہے کہ تم وہی کرو جو تم نے ایک لڑکی فزا کے

suicide

کمر نے پر کیا تھا۔۔۔ سرمد نے کہا۔۔

اسمل نے اپنے سیاہ ہاتھ کو گھمایا اور یکدم ایک کونے کی طرف کر کے مٹھی کی شکل بنائے ہاتھ کو دھیرے دھیرے کھولا۔۔۔۔۔

سرمہ نے بے اختیار کونے میں دیکھا جہاں دو بڑے بڑے سنہری ناگ اپنا پھن پھیلائے جھوم رہے تھے ---

ابھی سرد حیرت سے ان ناگوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ آن کی آن وہ ناگ دو خوبصورت لڑکیوں کے روپ میں آئے سرد کے سامنے کھڑی تھی ---

علیٰزے اور عاتکہ کے روپ میں ----

ارے ہادیہ تم کیسے آئی می میرے گھر؟ عاتکہ نے لاؤنج میں داخل ہوتے
مسکراتے ہوئے کہا۔۔

عاتکہ تم تم ٹھیک ہونا۔۔ تم نیچے آگئی می تھی نا اس

haunted

عمارت سے۔۔۔ ہادیہ نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑے روتے ہوئے کہا۔۔

او کم آن ہادیہ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ جب اوپر ہم دونوں لیب میں تھے تو میں
اور علیزے نیچے کی طرف بھاگ آئی می تھی اور جانتی ہو علیزے بھی بالکل ٹھیک
ہے۔۔۔ عاتکہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

چلو مشال چلتے ہیں ہم بھی -- ہادیہ نے کہا اور عاتکہ اور اسکی والدہ سے ملتی مشال کیساتھ باہر آگئی جہاں وین ان کے انتظار میں کھڑی تھی ---

قالین بچھے اس بند کمرے میں شموئی لیل ابھی ابھی آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔۔۔

بے تاج شہزادی ----

دیکھ رے اماں -- ان بڑے لوکاں سے دور ہی بھلے ام -- جانے کیوں امارى دل گھبرائے ہے -- سامان سمیٹتی صفیہ جانے کیوں پریشان سی کھڑی تھی --

میری دھی -- دکھی نا ہو -- میم صابہ بوہت اچھی ہے اور اس نے تیری سچائی کو پسند کیا اب تو من لگا کہ میم صابہ کی خدمت کرنا -- امارى جگہ ان لوکاں کے خدموں میں ہے بیٹا -- بوڑھی ماں نے اپنی سحر زدہ بیٹی کو دیکھا اور پیار سے سمجھایا

--

سہی کہا اماں -- صفیہ نے نجانے کیا سوچ کر دھیرے سے کہا --

اچھا سُن اب کنویں سے جا کر پانی لے آؤ اور ہاں میرا اور اپنا آخری سلام بھی دیے دینا -- سمجھ گئی ی تُو --- بوڑھی اماں نے کہا --

ہاں ٹھیک ہے اماں ٹھیک ہے -- صفیہ کا دل چھنا کے سے ٹوٹا پر وہ ضبط کرتی
کنویں کی طرف بڑھی --

وہ جانتی تھی کہ نیلی آنکھوں اور بھورے بالوں والا وہ شہزادہ اس کے انتظار میں ہوگا

چہرے پہ نقاب لیے صفیہ اس کے سامنے کھڑی تھی جو ہاتھ میں لکڑی کو چاقو کی
مدد سے کھرید رہا تھا --

تم آگئی ی؟ صفیہ کو دیکھتے ہی وہ اٹھا --

ہاں اور تیرے کو آخری سلام کرنے خاطر آئی --

آخری سلام -- کیا مطلب ؟ اس نے کن اکھیوں سے اس سحر انگیز لڑکی کو دیکھا

بس اماں نے جو کہا وہی بول دیا -- وہ معصومیت سے بولی --

صفیہ چل ناں میرے ساتھ -- ہماری نکاح ہو جائے گی پھر سب ٹھیک ہو جائے گا -- تمہاری اماں کو اپنی اماں کی طرح محبت اور عزت سے رکھوں گا ہمیشہ خدمت کروں گا تمہاری اماں کی -- اس فقیر بابا کی اور تمہارے شیرو کو گلے سے لگاؤں گا -- میری دل کی واحد ملکہ -- سن لے ناں بات میری ---

دیکھ سُبک --- میری اماں تجھے بالکل پسند نا کرے -- وہ ہچکچاتے ہوئے بولی

اور تُو --- نیلی آنکھوں نے اس کی جھکی آنکھوں کو بغور دیکھا۔

وہ خاموش رہی ----

اچانک اس کی بھوری آنکھیں اس کے بائیں بازو پر بنے نشان پر پڑی ----

سُبک کیا پھر تیرے کو کسی سانپ نے دُس لیا تھا۔۔ صفیہ ہنسی۔۔

میں سپین نہیں ہوں۔۔ مجھے سپین تُو نے بنایا سُبک لیکن دیکھ ناں میں تجھ سے بہتر سانپوں کے بارے میں جانتی ہوں اور تو ہمیشہ ان کا دُنگ کھا کر آ جاتا وہ پھر ہنسی۔

صفیہ تو روز آکر مجھ سے ایسی ہی باتیں کرتی لیکن آج میرا دل بہت گھبرا رہا۔۔ ایسا معلوم ہوتا کہ تجھے اگر آج میں نے جانے دیا تو پھر کبھی نا دیکھ سکوں گا۔۔ وہ بے چارگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

خان بیاضط کی چھوکری کے ہاں ملازمت ملی ہے مجھے اور وہ میرے اور میرے کنبہ کا بھی خیال رکھے گی اب سے میں اور مورے اماں میرا شیرو میرا سائی ہیں۔۔ ہم اس بڑے سے حویلی میں رہے گے۔۔ سکھ کے دن دیکھے گے۔۔ اماری مورے اماں بوہت خوش ہے۔۔ صفیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

تیرے کنبے کو خوش رکھنے اور اس کی ذمہ داری اٹھانے کا میں نے بھی تو کہا ہے۔۔ وہ آہستگی سے بولا۔۔

بس سبکتگین -- بھول جا سب -- امارا بچپن اور سب کچھ --- میں مورے اماں
کے بات ناٹالوں گی کبھی صفیہ نے کہا اور کنویں سے پانی نکالنے گی --

صفیہ میں نے بچپن سے اتنا بڑا ہو جانے تک کبھی تیرے منہ سے اپنا پورا نام
نہیں سنا -- تُو تو مجھے سُبک کہتی تھی ناں پھر آج پورا نام کیوں لیا -- بول
--- بتا مجھے -- کیوں کر رہی ایسا ---

ایک بار یقین تو کر مجھ پہ ---
سُبک ہوں میں -- سُبک -- تُو نے دیا تھا یہ نام مجھے ---
سبکتگین نہیں ہوں میں --- اس کی آواز بھرائی می ہوئی می

تھی لیکن صفیہ کے کانوں میں ذرا جو تک نارینگی --

وہ چپ چاپ سفاکی سے کنویں سے پانی بھرتی ہوئی می اپنی جھونپڑی کی سمت چل دی۔۔

اسکے چہرے پہ سفاکی چھائی می تھی لیکن جھونپڑی کے پاس پہنچتے ہی اس کے چہرے پر چھائی می سفاکی یک دم ختم ہوگئی می اور وہ پانی کا برتن سائیڈ پر رکھے درخت سے ٹیک لگائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

صرف اماری سُبک۔۔۔ اس کے لب دھیرے سے ہلے۔۔۔
کچھ پل کیلئیے اس نے خود کو اپنے آنسوؤں کے حوالے کیا اور جی بھر کر روئی می۔۔۔

آخر اس کی اور سُبک کی محبت کی رقیب صرف اس کی مورے اماں تھی کیا؟۔۔۔
یا پھر کوئی می اور بھی تھا جو صفیہ اور سُبکتگین کو کبھی ایک نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

لیموں کو لڑیوں میں پروئے ایک گول دائی رہ بنا تھا جس کے اندرونی طرف لال خون سے کئی می مزید دائی رے بنائے تھے اور درمیان میں ایک لال کپڑے میں لپیٹی ایک چیز پڑی تھی ---

صلاح الدین نے اپنے ماتھے پر ہندوؤں پنڈتوں کی طرح ایک لال لمبا سا نشان لگایا اور چوکرڑی بھرتے اس دائی رے کے سامنے جا بیٹھا ---

اس کے لب مسلسل ہل رہے تھے اور وہ کوئی می ہندی زبان میں کوئی می منتر پڑھنے میں لگن تھا --

سرمد --- صلاح الدین کی آواز بلند ہوئی می --

جی سر میں یہی ہوں ---

سرمد کیا تمہاری اسمٹل سے بات ہوگئی می تھی --- صلاح الدین نے آنکھیں بند
میں ہی پوچھا ---

جی سر --- اس نے دو ناگوں کو میرے سامنے لا کھڑا کیا تھا جو ایک پل میں ہی
علیزے اور عاتکہ کے روپ میں آگئی می --- سرمد نے کہا ---

صلاح الدین ہنسا ---

سر آخر وہ ناگ ساری زندگی کیلئیے تو علیزے اور عاتکہ بن کر نہیں رہے گے
ناں؟ سرمد نے حیرت سے پوچھا ---

فکر نہیں کرو سرمد --- کچھ دنوں میں علیزے اپنے گھر میں اور عاتکہ اپنے گھر میں
اپنے پیاروں کے ہاتھوں میں جان دے دی گی یوں وہ ناگ بھی آزاد ہو جائے گے

اور ساری دُنیا والوں کا شک ہمارے کالج کی طرف بالکل بھی نہیں جائے گا
--- صلاح الدین شاطرانہ نظروں سے اسے دیکھا اور ہنسا ---
سمجھ گیا سر --- سرمد بھی ہنسا ---

آجائو سرمد --- اب کھیل شروع کرتے اور اس اِقتان کے بچے کو بتاتے کہ ہم کیا چیز
ہے ؟ صلاح الدین نے ہنستے ہوئے کہا ---

سر میں ایک بات سمجھ نہیں پایا اِقتان تو ہماری قید میں ہے پھر یہ مقابلہ کیسا؟
سرمد نے کہا

سرمد وہ قید میں ہوتے ہوئے بھی ہم سے زیادہ طاقت ور ہے۔۔ اور ایک اور بات جس سے وہ لاعلم ہے۔۔ اگر وہ باتِ اِقتان کے علم میں آگئی تو وہ اپنی ساری طاقت صرف کر کے ہماری قید توڑ کر بھاگ جائے گا۔۔۔۔ صلاح الدین نے کہا۔۔

کونسی بات؟ سرمد نے سوالیہ نظروں سے صلاح الدین کو دیکھا۔۔

یاد کرو۔۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ ہادیہ کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے۔۔ لیکن مجھے ابھی بھی شک ہے کہ کہیں ہادیہ وہی ہے بھی یا نہیں؟ کیونکہ ہمیں جلد از جلد معلوم کرنا ہے کہ ہادیہ کون ہے کیونکہ اگر ہادیہ وہی ہوئی جو میں سوچ رہا تو کچھ بھی باقی نارہے گا سب تباہ ہو جائے گا۔۔۔ صلاح الدین نے وحشت زدہ چہرے سے کہا۔۔۔

سر ہادیہ کون ہے؟ --- سرمد نے پوچھا۔۔

بے تاج شہزادی --- صلاح الدین کھوئے سے انداز میں لیموں کی لڑیوں کو مسلسل گھورتے ہوئے دھیرے سے بولا۔۔۔

سرمد نے آبرو اچکائے کچھ پل وہ کھوئے ہوئے انداز میں بیٹھا صلاح الدین کو دیکھتا رہا پھر دھیرے سے بولا۔۔

سراققان کوئی می بھوت پریت ہے یا کوئی می بُری روح۔۔ آخر کون ہے یہ؟ سرمد نے پوچھا۔۔

اگر وہ اسقدر طاقتور ہے تو ہماری قید میں کیوں ہے؟۔۔

سرمد وہ ہماری قید میں دھوکے سے لایا گیا ہے میرے پُتانے اُسے کہا تھا کہ جن لوگوں سے تم محبت کرتے ہو وہ سب ختم ہوگئی ہے اور اقتان کو لگتا ہے کہ یہی سچ ہے۔۔ وہ قید دراصل اس کیلئے سوگ منانے کی جگہ ہے جہاں بیٹھ کر وہ اپنے پیاروں کی حفاظت ناکرنے پر بیٹھ کر سوگ مناتا اور ہر رات چیتختا چلاتا ہے لیکن جس دم اُسے ہادیہ کا پتہ چل گیا وہ قید میں نہیں بیٹھے گا۔۔ صلاح الدین سرمد کو مسلسل اُلجھا رہے تھے۔۔

سر لیکن ہمیں ابھی پکا یقین تو نہیں ناں کہ ہادیہ وہی لڑکی ہے بھی یا نہیں؟
جس لڑکی کی آپ بات کر رہے۔۔ حالانکہ مجھے ابھی بھی سمجھ نہیں آئی کہ ہادیہ
آخر کون ہو سکتی۔۔۔ آپ بہتر جانتے ہیں اس بارے میں۔۔۔۔۔ سرمد نے کہا

ہمممم سرمد۔۔ لیکن اگر تم میرے جادو میرے سحر اور میرے یقین سے پوچھو کہ
ہادیہ کون ہے؟ تو میرا دل میرا وجود کا انگ انگ میرا یقین سب یہی کہتے ہیں کہ

ہادیہ ونیزا اذہان ہے۔۔۔ ایک بے تاج شہزادی۔۔۔۔

صلاح الدین نے کہا اور سامنے کپڑے میں بندھی ایک چیز کی طرف دیکھا جو یکدم
کسی چنگاری کی مانند جلنے لگی۔۔۔۔۔

اب سرمد اور صلاح الدین کا دھیان سامنے پڑی کپڑے پر لپٹی چیز کی طرف تھا۔۔۔

اے جن زاد ذرا صبر تو کر۔۔۔
یہ قید یا تو اب مزید طویل ہونے والی ہے یا ختم۔۔۔۔۔

اقتان --- کیا ایسا ممکن نہیں کہ تم ہمارے گھروں کو توڑے بنا ہمارے شیر سانپوں کو ڈرائے بنا اور ہمارے کھانے کو تباہ و برباد کیے بنا ہمارے سامنے حاضر ہو --- بوڑھے شخص نے ناگواری سے ارد گرد ہر تباہ شدہ چیز کو دیکھتے ہوئے کہا --

اگر آپ اجازت دے تو میں پل بھر میں ہر چیز ویسے ہی درست کر دیتا ہوں --
اقتان نامی اس خوبصورت نوجوان نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا --

واہ -- واہ رے میاں اقتان واہ -- وہ جو یکدم سے حاضر ہو کر جو ہمارا دل دہلا دیتے اُس کا کیا؟ -- ہم تو اس کی بات کر رہے --- بوڑھے نے مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کہا ---

میرے عزیز --- اپنی سب سے قریب ترین چیز آج آپ کو سونپ کر ہمیشہ
کیلئی لیے اجازت کا طلب گار ہوں --- وہ خوبصورت نوجوان مسکراتے ہوئے بولا

--

اقتان --- بوڑھا شخص یکدم دل پر ہاتھ رکھے چارپائی می سے اٹھا ---

کبھی ہم سے دور مت جانا --- کبھی ہم سے جدا مت ہونا --- بوڑھا شخص یکدم سے
چارپائی می سے اٹھا اور آگے بڑھ کر اقتان کو اپنے سینے سے لگا لیا ---

میرے عزیز --- جب تک زندہ ہوں آپ کے گھر والوں کی حفاظت کا ذمہ میرا ہے
لیکن حکم آچکا ہے اور میرا اس دنیا سے اپنی دنیا کی طرف ہمیشہ کیلئی لیے کوچ
کرنے کا وقت آپہنچا ہے --- ہزاروں آنسوؤں جو مل کر ایک بڑا سمندر بنا ڈالے یا

ٹوٹے ہوئے دل کے باوجود مجھے جانا ہوگا۔۔۔ اِقتان نے غمزہ بھرائی می ہوئی می آواز سے کہا۔۔۔

بھورے بالوں اور نیلی آنکھوں والا لڑکا بھی جنگل کی ایک طرف سے نکل کر ان کی طرف ہی آ رہا تھا۔۔۔

اِقتان اور بوڑھے شخص نے یکدم نظروں کا رخ نیلی آنکھوں والے شہزادے کی طرف کیا جو اپنی ہی مستی میں چہرے پر گہری سنجیدگی لیے ان کے سامنے چتا ہوا آ رہا تھا۔۔۔

سبکتگین بیٹے کیا ہوا۔۔۔ بوڑھے شخص نے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو یوں اُداس دیکھ کر پوچھا۔۔۔

سبکتگین کی یہ حالت دیکھ کر اِقتان کا دل بھی ٹوٹ کر بکھر چکا تھا لیکن اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ ہمیشہ کی طرح وہ آگے بڑھ کر سبکتگین کو گلے سے لگا کر پوچھ سکے کہ کیا بات ہے؟ ابھی مس ٹی لہ حل کر دیتے۔۔۔۔۔

صفیہ بھی چلی گئی ی۔۔۔ تم بھی جاؤ۔۔۔ سب چلے جاؤ کسی کی ضرورت نہیں مجھے۔۔۔۔۔ وہ چلایا۔

اس کا دل چاہا کہ وہ سبکتگین کو پکڑے ابھی ہواؤں میں اڑ جائے اور چلا کر کہے کہ اس صفیہ کی اتنی جرأت کہ وہ ہمارے سبکتگین کا دل توڑے!!! وہ بس سوچ ہی سکا وہ سبکتگین کیلئے کچھ نا کر سکا۔۔ اس کے ہاتھ بندھے تھے۔۔ وہ بھی بے بس تھا۔۔۔

اس نے ایک بوسیدہ سی پٹاری کی طرف دیکھا جس کے اندر ایک کالے رنگ کا دو فٹ جتنا معمولی سا ناگ بند تھا۔۔۔ اقتان نے اپنی انگلیوں کو گھماتے ہوئے ان کا رُخ بوسیدہ پٹاری کی طرف کیا۔۔۔

پٹاری سے یکدم سفید روشنی نکلی اور آن کی آن وہ روشنی غائب ہوگئی اس روشنی کے غائب ہوتے ہی اقتان بھی دھیرے دھیرے ہوا میں غائب ہونے لگا۔۔۔

جیسے کوئی ی محلول پانی میں غائب ہوتا۔۔

سبکتگین بھگی آنکھوں سے اقتان کو جاتا دیکھتا رہا جبکہ بوڑھا شخص اور اس کے باقی بیٹے اور بیٹیاں آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لیے دھاڑے مار کر رو رہے تھے۔۔۔

سبکتگین کی بوسیدہ سی پٹاری یکدم سے ہلنے لگی اب سب کی آنسوؤں میں ڈوبی
حیرت زدہ آنکھوں کا رخ مسلسل ہلتی ہوئی می اس پٹاری کی طرف تھا ---

اچانک اس کا قفل کھلا اور ایک بے حد چمکتا ہوا سونے کی مانند سنہری ناگ نے اپنا
سر باہر نکالا ---

وہ سب سحر زدہ نظروں سے سنہری ناگ کو دیکھ رہے تھے جو اب سبکتگین کی
ملکیت تھا ---

اقتان کی سب سے قیمتی چیز -----

گیٹ کھولتی وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی

اُف خدایا --- شکر ہے اس

haunted

کالج سے سہی سلامت زندہ بچ کر اُس سائی کو ہادیہ کیساتھ گھر تو پہنچی میں ---

مشال نے بیگ کاؤچ پہ رکھتے اپنے بالوں کو کچھر سے آزاد کیا اور بیک سے ٹیک

لگائے سانس بحال کرنے لگی ---

جلد ہی اُسے احساس ہوا کہ وہ لاؤنج کے کمرے میں تنہا ہے۔ ارے امی کہاں

ہے اور عشال آپنی --

مشال نے حیرت سے اردگرد نظر دوڑائی --

گیٹ بھی یونہی کھلا تھا وہ حیرت سے بڑبڑائی اور امی اور عشال آپنی کو آوازیں

دینے لگی لیکن گھر میں کوئی ہی ہوتا تو سنتا ---

کوئی می تھا جو چہرہ موڑے رولنگ چئی پر پر بیٹھا تھا۔۔۔

اس نے رولنگ چٹائی پر کو دھیرے سے گھمایا۔۔

لیموں کی لڑیاں کسی پینڈلم کے مانند موجِ حرکت تھی۔ صلاح الدین نے دائی رے کے بالکل وسط میں ایک کپڑے میں بندھی چیز رکھی۔۔

جو مسلسل حرکت کر رہی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی می جاندار چیز کپڑے کے اندر بند ہو۔

سرمد بھی دو زانو قریب ہی بیٹھا تھا۔ اُسکی نظریں ارد گرد کے ماحول کا بغور جائی زہ لے رہی تھی۔

وہ صلاح الدین کے ہر فعل و حرکت پہ گہری نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ اس کے دل و دماغ میں ایک جنگ جاری تھی۔ جانے وہ جنگ کب تلک چلنے والی تھی آخر اس کے دل و دماغ میں جاری جنگ کا خاتمہ بھی تو ہونا تھا۔۔۔ جیت دماغ کی ہوگی۔۔۔

یا پھر

دل کی۔۔۔؟

ایہ تو وقت ہی بتائے گا

فی الوقت اس کی نظریں صرف و صرف صلاح الدین اور اس جن زادے کے بیچ
جاری و ساری کھیل پر تھی۔۔
اس کھیل کا فاتح کون ہو گا؟

سورج غروب ہونے کو تھا۔۔

لیکن شموئیل ابھی بھی دو منزلہ مکان کے کمرے میں آنکھیں موندھے بیٹھا تھا
۔۔

جانے وہ کب آیا تھا یہاں۔۔ اُسے تو ٹھیک سے یاد بھی نہیں۔

وہ اپنے ہوش و حواس میں دھیرے دھیرے واپس آنے لگا۔۔ اس نے آنکھیں
کھول لی۔ اس کی آنکھوں میں سوجن واضح محسوس کی جا سکتی تھی۔۔

اس نے ارد گرد نظر دوڑائی می۔ آس پاس کوئی می بھی نہیں تھا۔
بے اختیار اس نے اپنی پیشانی کو مسلا۔۔۔

سامنے ایک مٹی کی صراحی اور مٹی کا پیالہ پڑا تھا اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر پیالے
میں پانی انڈیلا اور غٹا غٹ پی گیا۔۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کئی دنوں سے مسلسل مزدوری کر رہا ہو۔

پانی میں جانے کیا ملا تھا کہ اس کی آنکھیں پھر سے بند ہونے لگی اور اس کی
سوچوں کے دریچے پھر سے ماضی سے جا ملے۔۔

ابا۔۔ اِقتان کیوں گیا ہمیں چھوڑ کر۔۔۔ سبکتگین بلک بلک کے روتے ہوئے بوڑھے
باپ کے بازو کو جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔۔

میرے بیٹے -- اس کا امارے ساتھ اتنا ہی تھا۔ بوڑھے نے کہا اور ہچکی لیتے پھر سے رونے لگا۔

سبکتگین نے ابا کے بازو کو چھوڑا اور اٹھ کر اپنی بوسیدہ سی پٹاری کے سامنے آ بیٹھا، جس سے ایک سنہری خوبصورت سانپ سرپٹاری سے باہر نکالے سبکتگین کو ہی گھور رہا تھا۔

سبکتگین نے پیار سے اس سانپ کو پکڑا اور بے اختیار اُسے بوسہ دیا --
میرا پیارا شیرو --- سبکتگین نے پیار سے اس کے لمبے وجود پر ہاتھ پھیرا۔

بیٹا شیرو نہیں یہ اماری شیرنی ہے -- میرے سبکتگین اس سانپ کے بارے میں میں جانتا ہوں -- یہ طلسمی سانپ ہے -- اور یہ ہر ایک کا روپ دھارنے کی اہلیت رکھتا میرے بچے اور جو سب سے خاص بات ہے اس سانپ کی --- وہ یہ کہ

--- وہ بوڑھا شخص اپنے بیٹے کو اس سنہری سانپ کے بارے میں بتاتا ہوا اچانک رُکا اور پھر دھیرے سے چلتا ہوا وہ سبکتگین کے کان کے بالکل قریب اپنا منہ کرتے ہوئے بولا --

جو اس طلسمی سانپ کے خون کو اپنے وجود پر سر سے پاؤں تک ملے گا اس کو بے پناہ جادوئی می طاقتیں ملے گی -- اس کا وجود کسی بھی ٹھوس شے کو بآسانی پار کر سکے گا حتیٰ کہ اس کا وجود ہواؤں اور سمندروں تک میں تیر سکے گا اور میرے بیٹے سب سے خاص طاقت جو اس کے خون ملنے والے شخص کو ملے گی وہ یہ کہ وہ کسی کا بھی روپ دھار سکے گا --- بوڑھے نے کہا اور اپنی نظریں سنہری سانپ پر گاڑ لی --

نا ابا --- سبکتگین نے اس سانپ کو اپنے سینے سے لگایا۔۔ میں اپنی اس شیرنی کو ہمیشہ سنبھال کے رکھوں گا اور کبھی غلط ہاتھوں میں نا جانے دوں گا۔ یہ میرے اِقتان کی نشانی ہے ---

میرے بیٹے اس شیرنی کو لے کر اپنا ٹھکانا الگ بنا لے پھر۔۔ کیونکہ اگر تیرے بھائی یوں کو اس سانپ کی طاقت کی بھنک تک بھی پڑگئی تو وہ تجھے مار کر بھی اسے لے جانا چاہے تو اس سے بھی نہیں رُکے گے۔ بس پٹاری کے قریب منہ کر کے اس سنہری شیرنی سے اتنا کہہ دینا کہ وہ سانپ کے علاوہ کوئی می روپ نابدلے --- بوڑھے شخص نے کہا اور اس کا کندھا تھپتھپانے لگا۔۔

ابا میں صبح سورج کی پہلی کرن کے سنگ اپنی شیرنی کو یہاں سے لے جاؤں گا۔۔ سبکتگین نے کہا اور اپنے ابا کے بوڑھے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔۔۔۔

میرے بچے یہ خدا کی تقسیم ہے۔۔ الحمد للہ میرے رب نے مجھے پانچ بیٹے عطا کیے۔۔ کسی میں عقل زیادہ ہے تو کسی کی نظر تو کسی کی ذہانت کسی کے اندر محبت کا جذبہ اور جانتے ہو میرے سبکتگین میں کیا چیز سب سے زیادہ ہے۔۔۔۔ بوڑھے کی نم آلود آنکھوں سے آنسو چھلکے۔۔۔

میرے بیٹے میں وفا کی مقدار بہت زیادہ ہے۔۔ بوڑھے شخص نے آنسو سے بھری آنکھوں کے سنگ ہلکا سا ہنستے ہوئے کہا سبکتگین مسکرایا۔۔ مسکراہٹ کے سبب اس کا چہرہ کسی چودھویں کی چاند کی مانند چمک اٹھا۔۔۔

بے تاج شہزادی۔۔۔۔

صبح کا وقت تھا۔۔

فجر کی نماز ادا کرتے ہی وہ کپڑوں کے دو تین جوڑوں اور دیگر ضروری سامان کو ایک بوسیدہ سے چمڑے کے بیگ میں ٹھونسے وہ اپنی بوڑھی اماں اور شیرو کے سنگ بڑی حویلی کی طرف جا رہی تھی۔

مورے اماں۔۔ اماری دل سویرے سے دھڑک رہی، کون جانے کیا ہوؤے اب امارے ساتھ۔۔۔ ایک ہاتھ میں چمڑے کے بیگ کو اور دوسرے ہاتھ میں پٹاری تھامے وہ بوڑھی اماں کیساتھ چلتی ہوئی بولی۔۔

اے صفیہ۔۔ جھلی نابن۔۔ اماری قسمت بدلنے والی ہے۔ بے فکر رہ دھی رانی۔۔ بوڑھی خاتون نے کہا۔۔

جلد ہی وہ دونوں حویلی کے بڑے گیٹ کے سامنے کھڑی تھی --

ایک ادھیڑ عمر ملازم نے انہیں کچھ پل باہر رکنے کا کہا اور خود اندر چلا گیا۔

صفیہ نے زمین پر چمڑے کا بیگ رکھ دیا اور اس پر اپنی پٹاری رکھی۔ وہ اپنی بھوری آنکھوں سے پوری حویلی کا جائزہ لے رہی تھی۔

حویلی کے بالکل سامنے بنے کھیت اور درختوں کے جھنڈ میں سنسناہٹ پیدا ہوئی۔ صفیہ نے کن اکھیوں سے کچھ فٹ کے فاصلے پر بنے درختوں کے جھنڈ کی طرف دیکھا۔ پتوں کے بیچ سے ایک ہاتھ اُبھرا۔ ہاتھ پہ ایک سیاہ ناگ کا ٹیو بنا تھا۔۔۔

ہاتھ کو دیکھتے ہی اس کے پُرسکون دل کی دھڑکنیں اچانک سے بے ترتیب ہوئی۔۔۔

مورے اماں۔۔ میرے کو تیری علاج خاطر جو بوٹی چاہئیے وہ تو ادھر ڈھیر ساری
ہے تو ادھر بیٹھ میں جھٹ سے توڑ لاتی۔۔ صفیہ نے کہا اور چہرے پر نقاب
درست کرتی درختوں کی جھنڈ کی طرف بڑھی۔۔

رے صفیہ۔۔ چھوڑ بوٹی کو۔۔ ابھی میم صابہ کی بلاوا آئے گی۔۔ رے کمبخت ماں
کی بات سن لے۔۔ بوڑھی خاتون نے پیچھے سے آواز لگائی لیکن صفیہ درختوں کی
جھنڈ میں غائب ہو گئی۔۔۔

تو یہاں میرے پیچھے آئی۔۔۔ صفیہ نے بھورے بالوں والے نوجوان کو دیکھتے
ہوئے غصے سے کہا۔۔

سُبک -- تم کیوں نا سمجھے -- میں اس محل کی مالکن بن کے نا آئی می بلکہ اپنی اماں کے سنگ ایک چھت ایک محفوظ ٹھکانہ کی تلاش مجھے یہاں لائی می ہے اور اماری اماں کی مرضی بھی اسی میں ہے -- صفیہ نے اپنی آنکھوں کو اس کے ہاتھ پر بنے ناگ کے ٹیو پر گاڑتے ہوئے کہا --

ایک چھت -- ایک ٹھکانہ -- یہ میں بھی دے سکتا مجھے اک موقع تو دے
-- سبکتگین کی آواز میں نمی واضع تھی۔

اس سے پہلے کہ صفیہ اُسے کچھ کہتی اسے اپنے کندھے پر پچھلی طرف کچھ رینگتا ہوا محسوس ہوا وہ ساکت کھڑی رہی اس کی نظریں سُبک پر تھی جس کے چہرہ بالکل بے تاثر تھا.. صفیہ کے بائیں کندھے پر رینگتا ہوا جاندار سُبکتگین کی آنکھوں سے چھپا ہوا نا تھا۔۔

وہ بنا کوئی می حرکت کیے لب سئی لے کھڑی رہی جب اچانک اسے اپنے بازو کے ارد گرد کوئی می انتہائی می چمکدار چیز نظر آئی جو نکلتے سورج کی کرنوں سے اور بھی چمکدار معلوم ہو رہا تھا۔۔

اس سنہری سانپ کو دیکھتے ہی صفیہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی می۔۔۔

یہ یہ ناگ کس کی؟ یہ ناگ سونے کی بنی ہے؟ وہ بے اختیار بولی۔۔۔

یہ میری شیرینی ہے۔ سبکتگین نے دھیرے سے کہا۔۔

سُبک۔۔ تو تو سانپ پکڑنے میں ہمیشہ اناڑی رہے۔۔ بلکہ ہمیشہ سانپ سے ڈس کر آ جاتی تھی پھر یہ سونے کی سانپ۔۔ سچ بتا سُبک سچ۔۔۔ صفیہ کی حیرت زدہ نظریں مسلسل اس چمکدار سنہری سانپ پر تھی۔۔۔

درختوں کے جھنڈ کے بالکل ساتھ پگڈنڈی بنی تھی جس پہ دور ایک لکڑی کی بنی خوبصورت بگھی دوڑی چلی آرہی تھی۔۔۔

سبکتگین نے جلدی سے سنہری سانپ کو پٹاری میں چھپایا۔۔ لیکن وہ اور صفیہ خود کو نا چھپا سکے۔۔۔۔

بگھی ان کے بالکل پاس آکر ٹھہر گئی۔۔۔

لمبے گھیرے دار لباس کو شان سے پکڑے وہ بگھی سے نیچے اُتری ---
ڈر کے مارے صفیہ کپکپا رہی تھی جبکہ سبکتگین بھی صفیہ کے حوالے سے تھوڑا
خوفزدہ تھا ---

جن و انس کے مابین مقابلہ جاری و ساری تھا۔۔

کوئی شک نہیں کہ انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ حاصل ہے اور اس درجے
کے پیش نظر اسے تمام مخلوقات پر برتری حاصل ہے۔ لیکن جب بات حق و سچ
کے درمیان جاری جنگ کی ہو تو جیت ہمیشہ حق کی ہوتی۔۔۔

یہاں بھی کچھ ایسا ہی منظر تھا۔

ایک نوجوان جن جس نے سپیروں کے خاندان کے ہاں پرورش پائی وہ سپیروں کے گزرے آباؤ اجداد کے ہاتھوں پلا حتیٰ کہ اسے اس کے وجود کی حقیقت کے بارے میں کہ وہ ایک جن ہے ناکہ انسان۔۔۔ یہ بتانے والے بھی سپیروں کے آباؤ اجداد تھے جو اپنی عمریں پوری کر کے دنیا سے جاتے گئے اور اپنی آگے آنے والی نسلوں کو زمین و جائیداد اور ہنر کیساتھ ساتھ اقتان بھی وراثت میں دیتے گئے۔۔۔ اب جب اقتان نوجوانی کی عمر کو پہنچا تو وہ ایک بوڑھے سپیرے کے حصے میں آیا جس کے سات بیٹے تھے۔۔۔ سب سے چھوٹا اور خوب رو بیٹا سبکتگین۔۔۔ یہی خاندانوں اقتان کی کل کائنات تھی۔۔۔۔

لیکن پھر ایک دن اس کی قوم نے اُسے ڈھونڈ نکالا اور اسے اپنی دنیا میں واپس جانے کا حکم دیا اور حکم نامانے پر ایسی سزا سنائی گئی کہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی اپنی دنیا میں واپس جانے کیلئے اور حکم ماننے پر مجبور ہو گیا

-- لیکن وہ ایک شاطر جن زادہ تھا وہ جانتا تھا کہ اس کی قوم کے لوگ اسے لے جائے گے اس لیے اس نے واپس انسانوں کی دُنیا میں آنے کیلئے اپنا ایک خفیہ دروازہ جن زادوں کی دنیا سے جوڑ دیا۔۔۔ تاکہ اسے جب بھی موقع ملے وہ اس دُنیا سے بھاگ آئے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنے خاندان کے پاس واپس لوٹ آئے۔۔۔

اس کا منصوبہ کارآمد رہا اور ایک دن وہ اس دُنیا سے کامیابی سے فرار ہو گیا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لیکن جب تک وہ واپس آیا۔۔۔

وقت بیت چکا تھا۔۔۔

داستان بدل چکی تھی۔۔۔

اس کے اپنے ٹوٹ کر بکھر چکے تھے۔۔۔

اُسے وہ رات اچھی طرح یاد تھی جب شہر کے ایک جانے مانے کلینک سے ایک
خوبرو نوجوان سپرن لڑکی کی لاش اس کی آنکھوں کے سامنے باہر لائی گئی تھی
۔۔ جس کی بچی بھی دورانِ ولادت اپنی ماں کیساتھ دُنیا میں آنے سے پہلے ہی مردہ
حالت میں تھی۔۔۔

وہ اس وقت برستی بارش میں دل کھول کر رویا تھا۔۔

اس کے پیارے خاندان کی واحد اُمید کا چراغ بھی گُل ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی شمع بھی ختم ہو چکی تھی۔۔۔

وہ ایک بڑے درخت کی شاخوں پر اُلو کے روپ میں آنکھیں موندھا بیٹھا تھا بالکل ایک سوگ کی کیفیت میں ----

جب کسی ہندو وڈیرے نے اُسے اس کے نام سے پکارتے ہوئے اس کی تمام طاقتیں منجمد کر دی اور اُسے ایک اندھیری کوٹھری کا قیدی بنا دیا۔۔۔

اجبیت ناتھ۔۔۔ وہی اجبیت ناتھ شمل کی منگ۔۔۔

کا کردار نبھاتے ہوئے اس خوبصورت

little beauty

کو اس کے ظالم کافر باپ سے بچانا تھا اور وہ ایسا کیوں کر رہا تھا؟ --
وہ جلد ہی جان لے گا --- کیوں کہ داستان ابھی باقی ہے

وہ ٹیبل پر رکھی نوٹ بک پہ مسلسل آڑھی ترچھی لائی بینیں کھینچ رہی تھی۔۔۔ بے مقصد بلا وجہ۔۔۔ جانے اُسے صفحات پر یوں بے ہنگم لائی بینیں کھینچنے سے کیا ملنا تھا۔۔۔

اس کا دل و دماغ کالج میں ہونے والے واقعات پہ اُکا تھا اس نے پچھلی رات سے زویا کو نہیں دیکھا تھا۔۔۔

پتہ نہیں وہ کہاں رہ گئی تھی؟۔۔۔

اس کا دماغ ایک اور نام کو سوچے جا رہا تھا۔۔۔ ونیزا اذہان۔۔۔ یہ کس کا نام ہے؟ آخر دادی کی الماری میں وہ نومولود بچی اور اس کا نام کیونکر تھا؟ اور کالج کے اُس پراسرار کمرے میں کون تھا؟ جو ونیزا کا نام لیے اس سے مدد طلب کر رہا تھا؟۔۔۔

وہ مسلسل سوچے جا رہی تھی۔۔۔ جب اچانک سے موبائل پہ رینگ ٹون بجی۔۔۔

سکرین پہ واضح حروف کیساتھ سیما آئی لکھا تھا اور ساتھ ہی اس کی تصویر لگی تھی

ہادیہ کا دل خوف سے ڈوبنے لگا۔۔ موبائی ل فون کو پکڑے اس کے ہاتھ مسلسل
کپکپا رہے تھے۔۔

یہ نمبر میرے موبائل میں کیسے اور یہ تصویر ---- وہ خوفزدہ نظروں سے سکرین کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے کپکپاتے ہاتھوں کیساتھ موبائل پر

Answer

کے آپشن پر کلک کیا اور فون کانوں کے قریب لے گئی۔۔

ہیلو --- وہ کپکپاتی ہوئی می آواز میں بولی ---

پہلی دو لائی مینیں تو اس کی بہت پہلے ہی ماضی کیساتھ کانیکٹ ہو چکی تھیں جس کا اسے زویا نے بھی بتایا تھا۔۔۔ اب تیسری اور آخری لائی ن بھی کانیکٹ ہو چکی تھی --- اور وہ تیسری لائی ن دراصل ایک خوف کی علامت تھی کیونکہ کوئی می نہیں جانتا تھا کہ لائی ن کے دوسری طرف کون ہے؟ اور ہادیہ کے ماضی کیساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟

گھمبیر داستان اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی ----

آپ ---- مشال کے منہ سے بس اتنا ہی نکل سکا -- اس کی نظریں رولنگ
چٹائی پر پر بیٹھے شخص کے ہاتھ پر پڑی -- داستانیں چڑھائے ان ہاتھوں میں موجود
وہ چیز دیکھ کر وہ کسی صدمے کی سی کیفیت میں قریب ہی امی اور عشاں آپی
..... کیساتھ صوفے پر بیٹھ گئی

سر آپ ----

جی بیٹا جی ---- میں --- سرمد سر مسکرائے --

آآپ -- یہاں کک کیسے -- مشال نے سرمد سر کے ہاتھوں میں پکڑی سیاہ پسٹل
کو دیکھتے خوف سے کہا --

کارتوس بابا کی حقیقت جانتے ہوئے بھی تم ہادیہ کا علاج اُن سے کروانا چاہتی تھی
-- بیٹا جی -- سرمد سر کرخت زدہ آواز میں بولے --

نن -- نہیں -- میں تو بس ہادیہ کی بہتری -- مشال نے کپکپاتے ہوئے کہا اور
ساتھ ہی کن اکھیوں سے امی اور عشال آپنی کو دیکھا --

فکر نہیں کرو بیٹا جی -- یہ بے ہوش ہے -- ہماری گفتگو نہیں سن پا رہی -- اور
اب یہ شرافت کا ڈھونگ کرنا بند کرو کیونکہ حقیقت کو آپ بھی اچھے سے جانتی اور
میں بھی واقف ہوں --- سرمد نے غصے سے کہا --

سسر سر دِشہ نے آپکو ضرور میرے حوالے سے

misguide

کیا ہے۔۔۔ دراصل وہ اس نے مجھے کہاں تھا کہ کارتوس بابا سائی میں بہت نن
نیک۔۔۔ مثال نے آنسوؤں کے موٹے گولوں کو بمشکل اپنی آنکھوں سے بہنے
سے روکا۔۔۔

بس۔۔۔ بہت ہوا۔۔۔ سر سرد سر چلائے۔۔
یہ جھوٹی داستان اور ہمدرد بننے کی ایکٹنگ بچا کے رکھو اور اپنے اس

innocent mode

کو فی الحال

pause

کرو اور اپنی فیملی کے سامنے

replay

!!!! کرنا۔۔۔ سمجھی تم

مشال رونے لگی ---

لیکن اگر تم چاہو تو یہ حقیقت جو میں اور تم جانتے ہو تمہاری فیملی والوں سے
چھپ سکتی بس اس کیلئے تمہیں میرے لیے کام کرنا ہو گا؟

کک کیسا کام؟ مشال نے آنسو پونچتے حیرت زدہ نظروں سے سرمد سر کو دیکھا ----

جو پسٹل کو لوڈ کرتے خباثت سے مسکرا رہا تھا --

درختوں کے جھنڈ کے بالکل ساتھ پگڈنڈی بنی تھی جس پہ دُور ایک لکڑی کی بنی
خوبصورت بگھی دوڑی چلی آرہی تھی ---
سبکتگین نے جلدی سے سنہری سانپ کو پٹاری میں چھپایا -- لیکن وہ اور صفیہ خود
کو نا چھپا سکے ----

بگھی ان کے بالکل پاس آکر ٹھہر گئی ---

لبے گھیرے دار لباس کو شان سے پکڑے وہ بگھی سے نیچے اُتری ---
دُر کے مارے صفیہ کپکپا رہی تھی جبکہ سبکتگین بھی صفیہ کے حوالے سے تھوڑا
خوفزدہ تھا ---

اس گھیرے دار لباس میں ملبوس خاموش طبع شہزادی نے پہلے صفیہ کو بغور دیکھا اور پھر اس کی گہری کالی آنکھوں کا رخ سبکتگین کی طرف ہوا۔۔
کچھ پل وہ سبکتگین کو گھورتی رہی۔۔

اُس کے لکیر کی مانند باریک ہونٹ دھیرے سے ہلے۔۔

تم وہی ہوناں۔۔ جسے جنگل میں سانپ نے ڈس لیا تھا؟

جج جی میم صاب۔۔ سبکتگین کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ جبکہ صفیہ بھی نقاب اوڑھے کھڑی تھی اور مسلسل کانپ رہی تھی۔۔

الہ سائی میں۔۔۔ کا کرم تھا وہ جنگل میں دوسری میم صابہ نے میری جان بچائی،،،،، آپ بھی وہی تھی میں نے دیکھا تھا آپکو۔۔۔۔۔ سبکتگین نے دھیرے سے کہا۔

خاموش طبع شہزادی طنزیہ ہنسی۔۔ اور سبکتگین کو اپنی گہری کالی آنکھوں سے گھورتے ہوئے بولی

ایک پیاری سی کہانی ہے ایک جل پری اور شہزادے کی۔۔۔ جانتے ہو وہ جل پری سمندر کے گہرے پانیوں کی رانی تھی لیکن اسے سمندر کے باہر کی دنیا دیکھنے کا بہت شوق تھا پھر یوں ہوا کہ ایک دن وہ سمندر کی سطح پر آگئی۔ وہاں اس نے ایک بحری جہاز دیکھا جس پر سوار ایک خوبصورت شہزادہ اپنے غلاموں کے ہمراہ سمندر کی سیر کو نکلا تھا۔۔ جل پری پہلی ہی نظر میں اُسے اپنا دل دے بیٹھی۔ وہ

سبکتگین اور صفیہ نے سکھ کا سانس لیا۔۔

رے اماں ادھر ہی آرہی ہے۔ صفیہ نے پتوں کی جھنڈ سے دیکھا جہاں سے ایک بوڑھی خاتون صفیہ کو پکارتے ہوئے ادھر ہی آرہی تھی۔۔

بول دے ہاں۔۔ سبکتگین نے بھی دھیرے سے کہا۔۔

ہاں۔۔ ہاں۔۔ جاؤں گی تیرے ساتھ۔۔ صفیہ نے دھیرے مگر تیز تیز کہا۔۔

سبکتگین نے جلدی سے اس کا ہاتھ چھوڑا اور قریب ہی درختوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔۔

بوڑھی خاتون آگے بڑھی۔۔

مجھے رات کو کال کرنا۔۔ پھر تفصیلی بات کریں گے۔۔ سرمد نے کہا۔

اور آگے کی طرف بڑھ گیا

لیکن چند قدم چلنے کے بعد وہ مڑا۔۔

یہ بوتل میں موجود

Perfume

انہیں سونگھا دینا یہ ہوش میں آجائیں گی۔۔ سرمد یہ کہتے ہی تیزی سے سیڑھیاں اُترتا چلا گیا جبکہ مشال ایک ہاتھ میں کارڈ تھا مے دوسرے ہاتھ میں بوتل پکڑے وہی صوفے پر ڈھے گئی اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو کی دو لڑیاں بہہ رہی تھی۔۔

اس نے کاٹن میں تھوڑا سا پرفیوم چھڑکا اور اپنی امی اور عشاں کو سونگھا دیا مگر ان کے ہوش میں آنے سے پہلے ہی وہ تیزی سے نیچے بھاگ گئی۔۔۔

از قلم مریم حیدر

NOVEL BANK

پراسرار کالج کے راز

لیکن دوسری طرف ابھی بھی خاموشی تھی۔۔

کس نن نے فون کیا؟ وہ پھر سے بولی۔

مگر خاموشی ---

ہیلو پلینز کوئی می تو بولو -- ہادیہ نے گھبراتے ہوئے کہا --

مگر خاموشی ---

ٹھیک ہے میں فون رکھ رہی ہوں۔۔ ہادیہ نے کہا اور جھٹ سے فون بند کر دیا۔۔۔

خوف کی وجہ وہ آواز تھی جو فون بند کرنے سے پہلے ہادیہ نے سنی تھی جیسے سمیا
آنٹی کی آواز میں کسی نے دھیرے سے کہا تھا۔۔

ونیزا اااااااااا۔۔۔ وہ جو کوئی می بھی تھا اس نے دھیرے سے اور بہت ہی پُراسرار انداز سے ونیزا کو پکارا تھا کہ ہادیہ کو اپنی سانسیں درست کرنے کیلئے دیوار اور میز کا سہارا لے کر اٹھنا پڑا۔۔۔

دادی --- ماما --- السیلا ---

وہ مسلسل یہی بولتی دیوار کیساتھ ساتھ چلتی دروازے تک آئی۔۔

اے جن زاد۔۔ تو میری شکستوں کے آگے بے بس ہے۔۔ اے آگ کے بنے
وجود اگر تو جل کر خاکستر نہیں ہونا چاہتا تو میری بچی کو چھوڑ دے بدلے میں میں
تجھے رہا کر دوں گا۔۔ صلاح الدین نے اونچی آواز میں کہا۔۔

لیکن سائے کی جانب سے مکمل خاموشی تھی۔۔

دیکھ اقتان۔۔ رہائی می چاہتا ہے تو میری بات مان لے ورنہ۔۔۔۔ صلاح الدین نے
دھمکی زدہ لہجے سے کہا اور قریب ہی پڑی لال رنگ کی بہت بڑی پوٹلی ناکپڑے کو
دیکھا جس کے اندر کوئی می جاندار چیز بند تھی۔۔۔

اندر سے ایک سنہرا سانپ اچھلتا ہوا باہر نکلا اس سے پہلے کے وہ سانپ سایے کی طرف رہینگتا۔۔ سرمد نے آگے بڑھ کر اسے گردن سے اُچک لیا۔۔۔

اب میری بات غور سے سُنو۔۔ اگر ابھی اسی وقت بسمل کو تم نے ناچھوڑا تو تیری یہ ناگن کو میں ابھی اسی وقت مار دوں گا۔۔ صلاح ادین نے غصے سے کہا اور تعویروں سے بندھاتیز دھاری خنجر سنہری ناگن کے سر پہ رکھ دیا۔۔۔۔

اب وہ سایہ بالکل گول دائی رے کی شکل میں آگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس گول دائی رے سے ایک خوبصورت سنہری پلنگ اور ایک سوئی ی ہوئی ی بچی کے ہمراہ نکلنے لگا۔۔

پلنگ کے نکلتے ہی صلاح الدین نے سنہری ناگ کو چھوڑ دیا۔۔ سنہری ناگ دھیرے سے اُچھلا اور اپنے پھن سے زہر نکالا اور فرش پہ پھینک دیا۔۔۔ زہر کسی پانی کی مانند فرش پہ پھیل گیا۔۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے سنہری ناگن نے اپنا سارا زہر باہر انڈیل دیا ہو۔۔۔

اگلے ہی پل سایہ دھیرے دھیرے آگے بڑھا اور فرش پہ بکھرے زہر کے بالکل اوپر کسی بجلی کی مانند چمکا۔۔۔ بجلی کی چمک سے شفاف پانی جیسے زہر میں ایک نام چمکا۔۔۔۔

ونیزا اذہان۔۔۔

گہرے سیاہ رنگ کے سایے میں اک کھلبلی سی مچ گئی۔۔

اس سے پہلے کے صلاح الدین اس ناگن اور جن زادے کو اپنے قبضے میں کرنے کیلئے کوئی می داؤ کھیلتا۔۔ بجلی کی سی تیز روشنی زوردار آواز کیساتھ چمکی اور آن کی آن ایک لمحے میں وہ سیاہ سایہ دار دائی رہ اور سنہری ناگن غائب ہوگئی۔۔۔ اب وہاں فقط اندھیرا تھا اور اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کرتا ایک چراغ جس کا شعلہ مسلسل کم ہو رہا تھا۔۔

صلاح الدین نے بے بسی کے انداز سے سرمد کی طرف دیکھا جو پلر کی اوٹ چھپا سب مناظر دیکھ رہا تھا۔۔

سرمد۔۔ وہ جان گیا۔۔ وہ سب جان گیا۔۔ ہمیں اس سنہری ناگن کو کبھی اس کے سامنے نہیں لانا چاہئے تھا۔۔ صلاح الدین کے لہجے میں افسردگی تھی۔۔

احمق۔۔۔ اِقتان میری قید سے بھاگ گیا اور تم ہو کہ شکر ادا کر رہے ہو۔۔۔ صلاح
الدین چلایا۔۔۔

سرد ابھی ابھی --- اسی وقت اسمل کی حاضری کو یقینی بناؤ -- کہیں سے بھی
 ڈھونڈ کر بلاؤ اُسے --- وقت نہیں ہے ہمارے پاس --- کچھ بھی چھپا ہوا
 نہیں رہے گا -- ہمیں جلد از جلد کچھ کرنا ہو گا -- صلاح الدین پاگلوں کی طرح
 چلاتا ہوا ادھر ادھر پھر رہا تھا --

سرمہ تم ابھی تک کھڑے کیوں ہو۔۔۔ جلدی جاؤ۔۔۔ صلاح الدین چلیخا۔۔۔

سرد تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا۔

فوارے کے نیچے بنے تہہ خانے سے وہ تیزی سے نکلا۔
اس کا رخ کارتوس کی خاص خادمہ لینا کے گھر کی طرف تھا۔

حویلی میں گہما گہمی کا سماں تھا۔
ملازم دوڑے کبھی ادھر اور کبھی اُدھر کام کرتے جا رہے تھے۔
ماہ رخ اور خان بیاض نے شمل کا استقبال کیا۔

راجہ گوپال شروی پہلی مرتبہ اپنی دونوں بیٹیوں کے ہمراہ خان بیاض کی حویلی میں آیا
تھا۔

ماہ رُخ رینہ اور راجہ گوپال سے بہت اچھے سے ملی لیکن شمل سے ملتے وقت
نجانے اس کا رویہ تھوڑا خشک تھا۔ شمل بھی اسے سرسری سا ہیلو کہتے قریب ہی
صوفے پر بیٹھ گئی۔

دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کیلئے پروان چڑھتی نفرت واضح تھی۔۔۔

وہ مہمانوں کے پاس بیٹھی تھی جب بوڑھی ماسی نے ماہ رُخ کے کان میں سرگوشی
کی۔

ماہ رُخ ایکسکیوز کرتی اُٹھ کھڑی ہوئی اس کا رُخ تویلی کے پچھلی طرف بنے لان کی
سمت تھا۔۔

حویلی کے بالکل پیچھے دیوار پر ایک چھوٹا سا گیٹ تھا جس پہ تالا چڑھا تھا --
ماہ رُخ نے تالا کھول دیا -- دو نوجوان اندر داخل ہوئے -- ایک نوجوان حلیہ سے
حویلی کا ملازم معلوم ہوتا تھا یہ وہی تھا جسے ماہ رُخ نے جنگل میں سبکتگین کے
پیچھے بھیجا تھا اور دوسرا نیلی آنکھوں والا خوبصورت نوجوان سبکتگین ----

ماہ رُخ نے مسکراتے ہوئے اُسے دیکھا --

وہ بھی ہلکا سا مسکرا دیا --

بڑی میم صابہ -- آپ پر تو ہماری زندگی قرض ہے -- بہت بڑا احسان کیا تھا اس
دن جنگل میں -- اور اب جب آپ نے ہمیں یاد کیا ہم حاضر خدمت ہے --
سبکتگین نے نظریں جھکائی ے مسکراتے ہوئے کہا

جج جی۔ بب بگھی خوان۔۔۔ اس نے حیرت سے اس ڈمپل والی شہزادی کو دیکھا

جی اور ہاں آپ حویلی میں ہی رہے گے آپ کے رہنے اور کھانے پینے کے
بندوبست کے علاوہ آپکو تنخواہ بھی دی جائے گی۔۔ جی تو پھر مسٹر آپکو منظور ہے
ناں؟ ماہ رُخ نے کہا

رہائی ش -- کھانا پینا اور پھر تنخواہ بھی اور تو اور محبوب کا دیدار بھی روز ہو جایا کرے
گا -- اندھا کیا مانگے دو آنکھیں --- سبکتگین نے دل ہی دل میں سوچا -- صفیہ
کے بارے میں سوچتے ہی اس کے چہرے پہ ایک چمک سی آگئی --

جی میم صابہ - منظور ہے منظور ہے -- وہ خوشی سے بولا --

زبردست -- تو ٹھیک ہے پھر ارشد تم اسے اس کا کواٹر دکھا دو اور کام بھی سمجھا دو
ماہ رخ نے کہا اور تویلی کے اندرونی کمروں کی طرف بڑھی لیکن پھر کچھ سوچتے ہی وہ
رُکی اور پلٹی --

آہممم - آپکا نام کیا ہے ؟

لگتا ہے آپکو نیک نیم اچھا نہیں لگا۔۔ اوکے بابا سبکتگین ہی بلاؤں گی۔۔ ماہ رُخ
نے کہا اور مسکراہٹ دبائے اندر چلی گئی۔۔۔۔

ہاں تو خالہ۔۔ یہ ماہ رُخ بی بی کاکمرہ ہے اور یہ خان بیاضط صاب کا۔۔۔۔۔ بوڑھا
ملازم انہیں ہدایتیں دیتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔

ان دو کمروں کے کارنر پر بنا ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو باقی بڑے بڑے کمروں کی
طرح شاندار اور سجا ہوا تو نا تھا لیکن صاف ستھرا اور خوبصورت تھا۔۔۔

رے خالہ۔۔۔ یہ کمرہ خاص ملازموں کو ملتا ہے جو ان بڑے لوگوں کے قریب رہتے
ہیں اور ہر لمحہ ان کی خدمت کیلئے تیار بیٹھے رہتے ہیں۔۔ تم دونوں شکر کرو ماہ رُخ
بی بی کا جس نے تم دونوں کو اس لائیق سمجھا کہ ادھر رہ سکو۔۔ جانتے ہو تم سے

پہلے یہ کمرہ ماہ رُخ بی بی کو پالنے والی اس کی دائی یہ ماسی کا تھا لیکن اس نے ماسی کو کواٹر بھیج دیا اور تم لوگوں کو یہ شاندار کمرہ دے دیا۔۔۔۔۔ واہ رے مولا۔۔۔۔۔ بوڑھا ملازم بولتا جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ کپڑوں کی گھٹھریوں اور چمڑے کے گھسے ہوئے بیگ کو اس چھوٹے سے کمرے میں لا رہا تھا۔۔۔

صفیہ اب تو ماہ رُخ بی بی کے ساتھ رہے گی ہر پل۔۔۔ بوڑھے ملازم نے کہا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ اچانک ہی ایک اور ملازمہ تیزی سے اندر داخل ہوئی۔۔۔

صفیہ نامی لڑکی جو نئی می خادمہ بن کر آئی جلدی سے صاف ستھرا لباس پہن لے اور ہاں بالوں کو بھی تھوڑا ستھرا کر لے اور نیچے آجا۔۔۔ ماہ رُخ بی بی ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد رینہ اور شمل بی بی کے ہمراہ کھیتوں پر جائے گی۔۔۔ ملازمہ نے

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com Page 438
 E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://www.whatsapp.com/channel/00291a3061756508)

لیکن کون جانتا تھا کہ اس شیطان کی خفیہ طاقت ابھی ابھی اس کے قبضے میں ہے۔۔ جس کا علم سرمد کو بھی نہیں تھا؟ ---

اور وہ خفیہ طاقت کیا ہے؟

آآآ آپ --- وہ گڑبڑا کر اٹھا ---

ہاں میں --- شمل مسکرائی می ---

میم صابہ مجھ سے کوئی می گستاخی ہوگئی می ہے کیا؟ اس نے گھبرائے ہوئے
لجے میں پوچھا

ہاں -- بالکل ہوئی می ہے --- شمل نے دھیرے سے کہا --
اس کی نیلی جھکی آنکھیں اٹھی اور شمل کو دیکھنے لگی ----

میم صابہ وہ جل پری شہزادے کی سمندر میں تو طوفان آجاتا ناں ؟ -- نظریں
جھکائے وہ گڑبڑا کر بولا --

ہاں وہ شہزادے کے بحری جہاز کے پیچھے جاتی ہے اور پھر طوفان آجاتا ہے بہت تیز۔۔۔۔

اس قدر تیز سمندری طوفان کہ بحری جہاز ڈوب جاتا ہے اور وہ خوبصورت شہزادہ سمندر میں گر جاتا ہے اور جانتے ہو شہزادہ ہونے کے باوجود وہ تیراکی سے ناواقف ہوتا ہے۔۔ جل پری تیزی سے شہزادے کو پکڑتی ہے اور ساحل تک لے جاتی ہے۔۔ وہ شہزادے کو ہوش میں لانے کیلئے اس کے جسم سے پانی نکالتی ہے اور جب شہزادہ ہوش میں آنے لگتا ہے تو جل پری کو کسی کے قدموں کی آواز سنائی دیتی ہے وہ جلدی سے سمندر کے ساحل پر بنی چٹانوں کے پیچھے چھپ جاتی۔۔ آنے والی کوئی خوبصورت لڑکی ہوتی ہے جو اپنی دوستوں کیساتھ ساحل میں آئی ہوئی ہے۔۔

وہ جب خوبصورت شہزادے کو دیکھتی ہے تو فوراً اس کا ہاتھ تھام کر اس کے پاس بیٹھ جاتی ہے م۔ وہ شہزادہ اپنی آنکھیں کھولتا ہے اور سامنے بیٹھی لڑکی کو اپنی محسنہ سمجھتا ہے اس شہزادے کو لگتا ہے کہ اس کی جان بچانے والی وہ لڑکی ہی ہے وہ اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتا ہے اور اس سے شادی کا ارادہ کیے اس کا ہاتھ تھامے وہاں سے چلا جاتا ہے۔۔ بیچاری جل پری دل میں محبت بھرے جذباتوں کو دل میں دبائے خون کے آنسو روتی رہتی ہے۔۔۔۔

اتنا کہہ کر شمل خاموش ہو گئی اور غور سے کہانی سننے سبکتگین کو دیکھنے لگی

--

بہت بُرا ہوا جل پرے کیساتھ۔۔۔ سبکتگین بھی افسردہ ہوا۔۔

ارے شمل تم یہاں۔۔۔۔ ماہ رُخ نے نفرت زدہ لہجہ چھپاتے ہوئے کہا

ہاں شمل دی دی ہم آپکو ساری حویلی میں ڈھونڈ رہے تھے۔ رینہ بولی اور پھر
یکدم حیرت سے سبکتگین کو دیکھنے لگی۔۔

شمل دی دی یہ وہی ہے ناں جس کی ہم نے اُس دن جان بچائی تھی۔۔

ہاں رینہ۔۔ شمل نے مختصراً جواب دیا

چلو اندر چلتے ہے۔۔ ماہ رُخ نے بے رخی سے کہا اور سبکتگین کو آنکھ کے اشارے
سے وہاں سے جانے کا کہا۔۔۔

سبکتگین جانے لگا۔۔

اس کہانی میں جل پری میں ہوں -- شمل نے سبکتگین کو دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا جو نا سمجھی میں سر ہلائے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

قرب ہی لب کاٹتی ماہ رُخ کی قہر آلود نگاہیں شمل پر تھی --

سبکتگین جانے لگا۔۔

اس کہانی میں جل پری میں ہوں -- شمل نے سبکتگین کو دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا جو نا سمجھی میں سر ہلائے ماہ رُخ کے اشارہ کرنے پر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

قرب ہی لب کاٹتی ماہ رُخ کی قہر آلود نگاہیں اب بھی شمل پر تھی --

ماہ رُخ دو قدم آگے بڑھتی ہوئی می شمل کے مقابل کھڑی تھی۔

تم سبکتگین سے کیا بات کر رہی تھی؟ ماہ رُخ نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

اچھا تو اُسکا نام سبکتگین ہے۔۔۔ خوبصورت نام ہے بالکل اس کے وجود کی طرح۔۔ شمل نے دور جاتے سبکتگین کو دیکھا۔

جبکہ اس کا یہ جواب ماہ رُخ کو اندر تک سلگھا گیا۔ خود پر ضبط کرتی وہ رینہ کو لیے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔

اس شمل کا کچھ کرنا ہو گا؟ دل ہی دل میں وہ ایک خطرناک منصوبہ بناتی اندر چلی گئی۔۔۔

صفیہ خود کو سنوار چکی تھی۔

اس کا لباس کم حیثیت اور پرانا ضرور تھا لیکن صاف ستھرا تھا۔۔ ہر وقت سرسوں کے تیل لگے اُجڑے بال بھی اب سلیقے سے کنگھی کیے ہوئے تھے۔ ہاتھوں اور منہ کو رگڑ کر دھونے سے چہرہ بھی اُجلا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔ چمڑے کے گھسے بیگ سے وہ سُرمہ نکال کر لگانا نہیں بھولی تھی جو سُبک کی بہن نے اُسے دیا تھا۔

سلیقے سے سر پہ ڈوپٹہ لیے وہ چہرے پر مُسکراہٹ سجائے ماہ رُخ بی بی کے حضور پہنچ چکی تھی جو ریسنہ کیساتھ غصے میں اندر آ رہی تھی۔۔

بی بی سائی یں۔۔ ام کو ملازمہ نے بتایا کہ آپ کی باہر جانے کی ارادہ ہے۔ ام آپ کے ساتھ جائے گی۔ صفیہ نے بھول پن سے کہا۔

تم خود کیا ہو صفیہ ؟ ایک ملازمہ ہی ۔۔ اب میرا دماغ خراب ناکرو اور میرے لیے اچھی سی چائے بنا کر اوپر کمرے میں رکھو اور تھوڑا ہیٹر آن کر دینا ۔۔ پہنچنے پر مجھے گرم کمرہ چاہئیے ۔۔ ماہ رُخ نے بے رُخی سے کہا ۔۔

مسکراتی ہوئی ی معصوم صفیہ یکدم سنجیدہ ہوئی ی --

جی بی بی سائی یں --- صفیہ نے تابعداری سے نظریں جھکائے کہا۔

صفیہ میری چائے میں تازہ گلاب کا رس ضرور شامل کرنا اور ہاں گلاب تم حویلی کے باغیچے سے توڑ لینا۔۔۔ ماہ رُخ نے کہا اور خاموش کھڑی رہی۔۔۔ کیسا تمھ لالوچ میں چلی گئی۔

صفیہ نے نا سمجھی سے مڑ کر بوڑھے ملازم ارشد کو دیکھا۔۔۔ وہ سمجھ گیا کہ صفیہ کیا کہنا چاہتی ہے۔۔۔ وہ دھیرے سے چلتا ہوا صفیہ کی طرف بڑھا۔۔۔

ارے بیٹی رانی۔۔۔ پریشان نا ہو میں تمہیں حویلی کے سارے قاعدے قانون سیکھا دوں گا اور ہاں گلاب توڑ کے رس نکالنا بھی۔۔۔ بوڑھے ملازم ارشد نے کہا۔۔۔

صفیہ نے غور سے ارشد بابا کو دیکھا وہ لنگڑا کر چل رہا تھا۔۔۔
شاید اس کی ایک ٹانگ معذور تھی۔۔۔

رات کا وقت تھا۔۔۔

اس کی امی اور عشاں آپنی ہوش میں آچکی تھی اور بالکل نارملی

Behave

کر رہی تھی۔ حتیٰ کہ انہیں پتہ بھی نہیں تھا کہ وہ بے ہوش تھی۔

جانے سرمد سر نے امی اور عشاں آپنی کو یوں بے خبری میں بے ہوش کیسے کیا؟
کمرے میں ٹہلتے وہ مسلسل یہی سوچ رہی تھی۔

اس کے ہاتھ میں ایک سادہ سا سفید رنگ کا کارڈ تھا جس پہ ایک نمبر لکھا تھا۔۔
وہ چھت پہ موجود کمرے میں تھی۔۔ کمرے کی کھڑکی کھلی تھی جبکہ اس نے لائیٹ
بند کی ہوئی تھی۔

جانے کن سوچوں میں گم وہ مسلسل اندھیرے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔

پھر اس نے قریب ہی صوفے پر پڑا لوکیا کا

simple mobile

فون ٹولا۔۔

اب وہ موبائل پکڑے نمبر ڈائل کر رہی تھی۔۔

کال جا رہی تھی اور چند سیکنڈز کے بعد کال اٹھالی گئی تھی۔۔

مم میں مم مثال بات کر رہی ہوں سر جی۔۔۔ کانپتی ہوئی می آواز سے وہ بولی۔۔

ہاں جانتا ہوں۔۔ سرد سے لہجے میں جواب ملا۔

وہ سر آ آپ نے کک کہا تھا کہ کک کال کرنا۔۔ وہ بمشکل ہی بول پائی۔۔

میری بات غور سے سُنو۔ تمہیں مجھے ہادیہ کی پل پل کی رپورٹ دینی ہے۔۔۔ سمجھ گئی می تم۔۔۔ اور ہاں اس کے کمرے کی

cupboard

وغیرہ کھول کر دیکھو شاید کچھ ایسا مل جائے جو ہمارے کام کا ہو۔۔۔ سرمد نے کہا

ہم ہا ہا ہادیہ کی -- لل لیکن کک کیوں سر جج جی --

جتنا کہا ہے بس وہ ہی کرو۔۔ سمجھ گئی می؟ سرد سرد نے کھردرے پن سے کہا۔

جج جی سمجھ گئی می۔۔ مثال نے کہا اور خاموش ہو گئی می۔۔ کال ڈسکانیکٹ ہو چکی تھی۔۔

اندھیرے کمرے میں وہ قالین پہ ہی بیٹھ گئی۔۔

سرمہ سر ہادیہ کے بارے میں آخر کیا جاننا چاہتے ہیں۔۔ اور وہ وہ کارتوس بابا جی والے واقعات کا اور میرے منصوبے کا انہیں کیسے علم ہوا؟ ہاں دِشہ بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن سوچنے والی بات یہ کہ وہ سرمہ سر کو ہی کیوں بتائے گی اور سرمہ سر اور ان کا یوں میرے گھر آجانا دھمکیاں دینا اور وہ لوڈڈ پستل۔۔۔۔۔ یہ سب عجیب ہے۔۔ جانے اس سب کا انجام کیا ہوگا۔ دو زانو قالین پہ بیٹھی وہ مسلسل یہی سوچ رہی تھی۔

وہ ارشد بابا کیساتھ گلاب کے تروتازہ پھولوں کو توڑ رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ اپنے ہاتھوں کو بھی دیکھ رہی تھی جو کانٹے لگ جانے کے باعث زخمی ہو رہے تھے۔

وہ ایک سائیڈ پر گھنے برگد کے درخت تلے آکھڑی ہوئی جو باغیچے کے بالکل درمیان میں بناتھا۔

تھوڑی دیر بعد اُسے اپنے پیچھے آہٹ کی آواز سنائی دی وہ پلٹی۔۔۔ اور چونک کر پیچھے کھڑے شخص کو دیکھنے لگی۔۔

رے سُبک تیری ادھر کیا کام -- ہائے میں مرگئی می -- بی بی سائیں دیکھ لے
گی اور ام ماری جائے گی -- وہ یکدم ہی گھبرا کر بولی --

ارے جھلی -- بہت جلدی ڈر جاتی تُو -- تو ادھر ملازمہ میں بھی ملازم ہی ہوں
سبکتگین نے اس کے گھبراہٹ زدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا -- ..

کیا بولی تم ---؟ صفیہ نے حیرت سے اُسے دیکھا۔

وہ بی بی نے مجھے بگھی خوان بنا دیا ہے اب میں تیرے پاس ہی رہوں گا اور سہی
وقت آنے پہ ام نکاح کر لے گے --- دیکھنا تُو سب کام ستھرا ہو جائے
گا۔۔ سبکتگین نے مسکراتے ہوئے دھیرے سے کہا۔۔

پھولوں کو توڑ کر لوگرے میں رکھنے کیلئے یکدم ارشد بابا پیچھے کو مڑے۔۔ صفیہ کو یوں
بے تکلفانہ انداز سے ایک لڑکے سے بات کرتا دیکھ کر ان کے ماتھے پر سلوٹیں

اُبھری۔۔ کانٹے زدہ پھولوں کو وہ ٹوکرے میں پھینکنے کے سے انداز سے آگے
بڑھے۔۔۔

رے چھوکرے۔۔ کیا کام ہے تیرا ادھر۔۔ ارشد بابا نے غصے سے سبکتگین کو دیکھا
جو ان کی آواز پر گر پڑا گیا۔۔

رے تُو تو مالک سپیرے کا چھوکرہ ہے ناں۔۔ ارشد بابا نے اُسے دیکھ کر کچھ
سوچتے ہوئے کہا۔۔

جی بابا سائیں۔۔ میں اسی کا بیٹا ہوں۔ اور آپکو بھی پہچانتا ہوں آپ میرے ابا
کے گھرے یار تھے کبھی۔۔ سبکتگین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

صفیہ دھی تو وہ پھولوں کو لے کر اندر جا۔۔ ارشد بابا نے کہا اور سبکتگین کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے اس کے ساتھ ہی باغیچے میں چہل قدمی کرنے لگے۔۔

ہاں بس بیٹا۔۔ جب سے اس حویلی کی سیوا شروع کی تب سے سب رشتے داریاں اور یاریاں پیچھے کہیں کھو سی گئی ہیں۔ ارشد بابا نے لنگڑا کر چلتے آہ بھری۔۔

بابا سائیں۔۔۔ میں بھی پیچھے کہیں چھوڑ آیا سب کچھ۔۔ اب بس میں ہوں اور میرا خاندان بھی میں ہی ہوں۔۔ سبکتگین نے دور ٹوکرا اٹھائے جاتی صفیہ کو دیکھا۔۔۔ ارشد بابا نے اس کی نگاہوں کی سمت بھانپ لی۔۔

صفیہ اچھی لڑکی ہے بیٹا۔۔ سیدھی سادھی۔۔ کام سے کام رکھنے والی۔۔ ارشد بابا نے کہا۔۔

بابا سائی میں اسی کی خاطر ادھر آیا۔۔۔ سبکتگین نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

ربِ یٰلٰن کراوے --- مجھ سے جو ہو سکا ضرور کروں گا سبکتگین بیٹے۔۔ آخر تیرے
باپ کے مجھ پر بے پناہ احسانات ہے۔۔ ارشد بابا نے کہا
سبکتگین نظریں جھکائے مسکرا دیا۔۔۔

شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔۔۔
ہر طرف خاموشی تھی اور ویسے بھی ان کے گائوں کے ساتھ ہی جنگل تھا۔۔۔
شاندار حویلی اپنی شان و شوکت کیساتھ کھڑی تھی۔۔۔

ہاتھوں کی انگلیوں کو بے بسی سے مروڑتی وہ اپنے جہازی سائی زبیڈ کے سامنے
مسلسل ادھر ادھر چکر لگا رہی تھی ---

شمل دی دی کیا تم ٹھیک ہو؟ اچانک سے اندر آتی رینہ نے اُسے بے چینی
سے مہلتے دیکھ کر کہا۔۔

ٹھیک نہیں ہوں میں رینہ۔۔ ٹھیک نہیں ہوں۔۔ شمل رینہ کو دیکھتے ہی بے
بسی سے بیڈ کا کونہ پکڑے قالین پہ ڈھے گئی۔۔۔

شمل دی دی۔۔ کیا ہوا۔۔۔ آپکی بے بسی کی وجہ کیا ہے آخر؟ رینہ بھی بھاگتی
ہوئی اُسے بازوؤں سے سنبھالتی قالین پہ ہی بیٹھ گئی۔۔۔

م مجھے محبت ہوگئی ہے؟ شمل نے بے چاگی سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

مم محبت -- دی دی یہ آپ کیا کہہ رہی آآپ تو چچا زاد اجیت کی منگ ہے اور
اجیت صرف آپکی خاطر برصغیر کے دوسرے کونے سے ادھر آ رہا اور آپ
----- رینہ نے خوف زدہ لہجے سے کہا --

رینہ -- تم وعدہ کرو کہ کسی کو نہیں بتاؤ گی -- شمل نے بے آواز آنسوؤں کو
پونچھتے ہوئے کہا۔

کون ہے وہ؟ رینہ نے کہا --

وہی جس کی میں نے جنگل میں زندگی بچائی تھی -- شمل نے اس کے تاثرات
جاننے کیلئے رینہ کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

سبکتگین نامی سپیرے سے -- شمل دھیرے سے بولی جبکہ رینہ خاموش رہی ---

دی دی -- آپکو خود کو سنبھالنا ہو گا اور اس محبت کے خول سے نکلنا ہو گا -- کیا پتا
جی اور وہ سفاک اجیت کبھی یہ چاہے گا کہ اس کی منگ ایک معمولی سپیرے کی
ہو جائے -- خون بھے گا دی دی خون -- اور مت بھولے ہم چاہے اپنی جائیداد
میں رہ رہے لیکن یہ زمین اب ہمارے لیے پرائی می ہو چکی --- دی دی اس کی
فضا تک اجنبی ہو چکی ہے --- دی دی یہاں خون صرف ہمارا یا ہمارے اپنوں کا
بھے گا -- جن کی یہ زمین ہے ناں وہ ہماری یہ نادانیاں کبھی برداشت نہیں کرے
گے --- رینہ نے بیڈ پہ سر رکھتے شمل کے آنسوؤں کو دھیرے سے پونچا ---

ہاں جانتی ہوں میری بہنا۔۔ لیکن سبکدہا کو اس محبت سے بے خبر نہیں رکھو گی
۔۔ اظہار ضرور کروں گی۔۔ شمل نے اُٹھتے ہوئے کہا جبکہ رینہ بس بے بسی سی
دیکھتی رہی۔۔۔

دروازے پر دستک ہوئی می اور ایک ملازمہ اندر داخل ہوئی می۔۔
رینہ بی بی جی اور شمل بی بی جی برصغیر کے دوسرے کونے کے مہمان تشریف
لے آئے ہے۔۔ راجہ صاب آپکو ٹرنٹ نیچے آنے کو بولتے۔۔۔ ملازمہ نے بغور
کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔۔

ہاں۔۔ تم جاؤ ہم ابھی آرہے ہیں۔۔ رینہ نے کہا اور شمل کا حلیہ درست کرنے
لگی۔

وہ دروازے کا سہارا لیے کھڑی تھی اور اس کی زبان مسلسل ماما پکار رہی تھی لیکن آواز تھی کہ منہ سے نکل ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

کافی دیر دروازے کیساتھ ٹیک لگائے کھڑے رہنے سے وہ اب ذرا سنبھل چکی تھی۔۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو پکڑا اور دھیرے دھیرے چلتی ہوئی پلنگ پہ بیٹھ گئی۔۔۔

میں ہادیہ عظیم اپنی زندگی کی اٹھارہ بہاریں گزار چکی بالکل ایک نارمل انسان کی طرح جس طرح ہر انسان اپنی زندگی گزارتا اور پھر اعلیٰ تعلیم کی خواہش مجھے ایک اعلیٰ دی سپریم کالج میں لے گئی۔۔ اور اس کالج کے بعد سے کچھ بھی نارمل نا رہا۔۔ ہر دن ایک پمیلی بنتا گیا اور ہر رات ایک راز۔۔۔۔

آخر اس سب کو اب ختم ہونا چاہئیے میں تمھک چکی ہوں یہ عجیب و غریب
زندگی گزارتے ہوئے ---

آخر ماضی کے گزرے لوگوں کا مجھ سے کیا تعلق ؟
 اور کالج کی اس بند عمارت کے کمرے میں کسی کا ونیزا اذہان کو مدد کیلئے پکارنے کا
 کیا مقصد ؟

آخر وہ سپین کون تھی جو اس رات ایک کالی چادر میں لپیٹے لنگڑے شخص کے
ہمراہ بین بجا رہی تھی ؟

اور وہ لنگڑا کر چلنے والے شخص کا کیا قصہ ہے جو مجھے پکار رہا تھا اور مجھے کچھ بتانا چاہتا تھا؟

ہاں اور وہ زویا؟ سب سے بڑی پھیلی کہ زویا کون ہے؟

ہادیہ تم کسی کو اپنی زندگی کو یوں اُلجھا ہوا کرنے کی اجازت کیسے دے سکتی آخر
--- وہ خود سے ہی بڑ بڑائی می ---

ایک منٹ ---

ہادیہ یاد کرو وہ رات -- جب زویا کے ہمراہ آئی سکریم پارلر گئی تھی اُس رات
بہت کچھ عجیب ہوا تھا اور ہاں زویا نے کچھ کہا تھا اس نے کہا تھا کہ وہ مجھے
میرے راز بتانے کی خاطر ہنٹر ٹاؤن لے جا رہی ہے --- وہی چُھپے ہے
راز --- زویا تو مجھے وہاں نالے جا سکی لیکن میں خود جاؤں گی -- کل صبح کالج
کے بعد میں خود جا کر دیکھوں گی آخر اس ہنٹر ٹاؤن میں میرے متعلق کیا راز
چُھپے ہو سکتے ؟

لیکن میں تنہا کک کیسے جا پاؤں گی گھر والے کبھی اجازت نہیں دے گے
--- لیکن کیا ہوا مشال میری بہن ہے ناں --- وہ میری ہر ممکن مدد کرے گی
اور مجھے یقین ہے کہ وہ کل ہنٹر ٹاؤن میرے ساتھ جانے کیلئے کوئی حل بھی
تلاش کر لے گی -- کل اُسے سب بتانا ہو گا مجھے -- ہادیہ دل و دماغ میں کل کیلئے
منصوبہ تیار کرنے میں لگن رہی ----

وہ موبائل کو سامنے چمچ اسٹینڈ پہ سیٹ کیے کیک کی ریسی دیکھ رہی تھی اور ساتھ
ہی ساتھ تیز تیز ہاتھ چلانے میں لگن تھی جب کچن میں زینت آنٹی داخل
ہوئی ----

pause

کرتی اپنی بہو کو دیکھا۔۔

ارے ماما میں نے آپکو بتا تو دیا تھا کہ ایک نمبر سے کال آئی تھی کہ شموئیل کچھ دنوں کیلئے کمپنی کی طرف سے امپورٹنٹ ٹور پہ جا رہا اور اس میں ایک ہفتہ بھی لگ سکتا ہے۔۔۔ جویریہ بھابھی نے انڈے پھینکتے ہوئے کہا۔۔۔

ہاں بس میرا بچہ خیریت سے لوٹ آئے۔۔ زینت بیگم نے قریب ہی کرسی کھینچتے ہوئے کہا۔۔

مستی مجھے کالج آف کے بعد عاتکہ کی طرف جانا ہے اور اس سے پہلے کالج کے بیک سائیڈ والے بازار بھی -- کیونکہ اس کی عیادت کیلئے خالی ہاتھ تھوڑی نا جائے گے --- پلیز تم کوئی می بہانہ سوچو اور وین والے انکل سے کہنا کہ ہم واپسی پر خود ہی آجائے گے لیکن اس سے پہلے گھر والوں کو بھی کوئی می بہانہ بنا دو --- پلیز پلیز -- ہادیہ نے کہا اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی --

جبکہ مشال کے شیطانی دماغ میں جانے کونسی کھچڑی پکنے لگی اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا اور سامنے بیٹھی ثروت چچی کو دیکھا --

آآں وہ ثروت چچی مجھے امتحان کی تیاری کیلئے کچھ اہم نوٹس بنانے ہے اس لیے کالج آف ہوتے ہی میں ہادیہ کو لیے لائی بریری جاؤں گی اور پھر ہم خود ہی آٹو سے گھر آجائے گے -- ٹھیک ہے ناں چچی ؟ مشال نے کہا --

کیا تم اِقتان کو جانتے ہو؟ --- صلاح الدین نے پوچھا

وہ بد بخت انسانوں کی دُنیا میں رہتا تھا میں نے اسکی خبر ابا جان کو دی کہ وہ جن زادوں کا قانون توڑے انسانوں میں رہتا ہے اور میرے ابا جان نے کیا کیا اُسے میرا معاون بنا دیا۔۔۔ میرا محافظ۔ محافظ۔۔۔ میں اسکی کڑی نگرانی میں رہتا تھا۔۔۔

جلد ہی وہ میرے تمام کالے علم کے بارے میں جان گیا اور اس نے ابا حضور کو بتا دیا اور یوں مجھے کڑی سزا سے بچ کر بھاگنا پڑا۔۔۔ اتنا بول کر وہ خاموش ہو گیا۔۔۔

سیاہ ہڈی والا وجود خاموش رہا۔

--- صلاح الدین غریبا ---

اور میں تمہاری مدد کیوں کروں گا اور آخر تم مجھے کیا فائی دہ دو گے۔۔۔ اِقتان کو قبضے میں کرنا بالکل بھی آسان ہدف نہیں۔۔ میں کیوں اپنی جان خطرے میں ڈالوں وہ بھی ایسے وقت میں جب میرے شہنشاہ شاہِ جنات یعنی کہ میرے ابا حضور کی طاقت کی پشت پناہی بھی مجھے حاصل نہیں؟۔۔۔۔ سیاہ ہڈی والے نے بھی غراتے ہوئے کہا

تم کیا چاہتے ہو؟۔۔۔ صلاح الدین نے اُسے دیکھا۔

وہ ہنسا۔۔۔ بہت آسان ہے۔۔ میں بدلے میں اُسے چاہتا ہوں۔۔۔ سیاہ ہڈی والے نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

کسے؟؟؟ صلاح الدین چونکا۔

جی بی بی جی وہ نیا ملازم --- ارشد بابا نے کہا۔۔

خبردار۔۔ ج اُسے کسی نے ملازم پکارا۔۔ سبکتگین نام ہے اُسکا۔۔ سمجھ
گئی۔۔ ماہ رُخ اچانک ہی غصے میں آگئی۔۔۔

ہمارے دل کے بہت قریب ہے وہ۔۔۔ بابا آئی زندہ اس کے بارے میں کوئی می
گستاخی کرنے سے احتیاط کیجئیے گا۔۔۔ ماہرِ مخ نے بے رخی سے کہا۔۔۔

جج جی۔۔ میم صابہ۔۔ ادب ملحوظ خاطر رہے گا۔۔۔ ارشد بابا نے کہا

ہممم۔۔ اُسے بہترین لباس کیساتھ آراستہ کر دو۔۔ یہ کہتے ہوئے اس کے چہرے پہ
گلابی رنگ آکر گزر گیا۔۔۔

جبکہ ارشد بابا دستی رومال سے پسینہ پونچھتے باہر نکل گئی۔۔۔ اس کے
دماغ میں صفیہ اور سُبک کا معصوم چہرا گھوم گیا۔۔۔۔
جانے مستقبل میں ان غریب زادوں کیساتھ یہ رُئی یس زادے کیا کرے گے۔۔۔

خوبصورت شہزادیوں جیسے لباس زیب تن کیے وہ بنا چھت والی بگھی میں سوار
تھی۔ تھی۔ چہرے پہ نقاب اوڑھے صفیہ بھی قریب ہی بیٹھی تھی اور خوبصورت
لباس میں آگے بیٹھا وہ بگھی دوڑا رہا تھا۔۔

اس کے وجود پر پہنا وہ بیش قیمت لباس اُسے مسلسل اُلجھا رہا تھا۔۔ آخر ممیم صابہ نے اُسے یہ قیمتی لباس کیوں دیا۔۔

ماہ رُخ کی مسکراہٹ سے ترنگاہیں نیلی آنکھوں والے شہزادے پر تھی جبکہ قریب ہی دوپٹہ اوڑھے بے تاج شہزادی یہ بات اچھے سے نوٹ کر رہی تھی۔۔

ماہ رُخ کی دلفریب نگاہیں اس کے دل پہ خنجر کی طرح وار کر رہی تھی جبکہ بگھی خان کی نظریں سامنے تھی لیکن اس کا دھیان بے تاج شہزادی پر تھا جو کب سے نقاب اوڑھے گم سم بیٹھی تھی۔۔۔۔

کھیتوں کے دوسری طرف سر سبز گھنا جنگل تھا۔ بگھی روک دی گئی تھی۔۔ ماہ رُخ بگھی سے نیچے اتر آئی۔۔ اس نے آنکھیں بند کر کے کھل کر فضا میں گہرا سانس لیا اور نیلی آنکھوں والے شہزادے کی طرف مڑی۔۔۔

اے دل کے قریب جگہ بنانے والے انمول انسان ---

تو چاہے اسے میری بے باکی سمجھ مگر یہ دل اب تیرے بنا اُداس رہتا ہے۔۔۔۔

ماہ رُخ کی مسکراہٹ گہری ہو چکی تھی اور اس کے چہرے پہ اُٹھنے والے ڈمپل

اُسے بے حد دلکش بنا رہے تھے۔۔۔۔

مہم مہم صابہ -- سبکتگین نے ماہ رخ کو مکمل طور پہ خود کی طرف متوجہ پا کر گھر بڑاتے ہوئے کہا --

مت کہو میم صابہ ---- ماہ رُخ پکارو مجھے -- ماہ رُخ مسکرائی می --
صفیہ بھی حیرت سے ماہ رُخ کو دیکھ رہی تھی جبکہ سبکتگین کا بھی صدمے سے برا
حال تھا۔۔

اس کے دل کی ملکہ تو صرف ایک ہی تھی -- صفیہ -- اس نے کن اکھیوں سے
صفیہ کو دیکھا --

اس کے چہرے پہ حجاب تھا لیکن آنکھیں بے حجابانہ تھیں اور آنکھیں تو بولتی ہے
ناں؟ وہ صفیہ کی نم آنکھوں کا مفہوم سمجھتا تھا لیکن کوئی می اسکا حالِ دل بھی
پوچھنے والا ہوتا ---

سُبک -- مت پریشان ہو -- مت سوچو یہ کلاس اور سٹیٹس کے
difference

کو -- اور یہ بھی مت سوچو کہ تم غریب ہو اور میں رُئی پس زادی -- بس میرا
ساتھ دو - بابا سائی میں کو میں منالوں گی - وہ میری پسند سے کبھی انکار نہیں کرے
گے --- ماہ رُخ نے اسے افسردہ دیکھ کر تسلی دی -

میم صابہ سبک نہیں سبکتگین نام ہے میرا۔۔ نظریں نیچے کیے وہ تیزی سے بولا

— — —

ماہ رُخ پکارو مجھے اور اوکے بابا سبکتگین ہی ۔۔ ماہ رُخ نے کہا اور سبکتگین کو دیکھا
جو صفیہ کو ہی دیکھ رہا تھا ۔۔

ارے سبکتگین تم صفیہ کی ٹینشن نہیں لو یہ کسی کو کچھ بھی نہیں بتائے گی بلکہ
میں بابا سائیں سے آج ہی بات کر لوں گی --- ماہ رُخ نے کہا اور مسکرانے
لگی ---

فجر کی اذان ہو چکی تھی لیکن ابھی بھی اندھیرا باقی تھا۔۔۔
سنسان کالج میں ایک آن دیکھی سنسناہٹ چھائی تھی۔۔
کالج کے گراؤنڈ کے بیک میں بنے مندر میں مسلسل ہلچل محسوس ہو رہی تھی
اُسکے ساتھ ساتھ ایک کالا سایہ مسلسل عمارت نمبر تین کے چکر کاٹ رہا تھا۔۔

جانے یہ سایہ کچھ دیر بعد کس کی موت کا پیغام بننے والا تھا؟

وہ بابا سائیں کے کمرے میں نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

خان بیاض نے مسکراتے ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھا۔ جو غالباً کوئی می کتاب پڑھ رہے تھے انہوں نے کتاب کو قریبی ٹیبل پر رکھا اور ماہ رُخ کو دیکھا۔

بابا سائی۔۔۔ ماہ رُخ نے ہلکا سا گلا کھنکارتے ہوئے انہیں پکارا۔

بولو بیٹی۔۔ خان بیاض نے توجہ سے نظریں جھکائے ماہ رُخ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

بابا۔۔ مم میں شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔ خان بیاض نے حیرت سے ماہ رُخ کو سرتا پاؤں دیکھا

بابا میں۔۔ میں سُبُتگین سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔ خان بیاض یکدم کھڑے ہوئے۔۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو بیٹی ۔۔ اُن کی آواز میں واضح غصہ تھا

بابا اسلہ سائی میں کا واسطہ منع مت کجائی لے گا ۔۔ بابا آپ جانتے ہے ناں مجھے اچھے سے ۔۔ میں نے کبھی اپنی آنکھوں اور دل کو بھٹکنے نہیں دیا اور ویسے بھی بابا ہمارا کونسا خاندان یا حسب نسب بچا ہے آپ اجازت دے دیں خان بابا ۔۔۔ سُبکتگین ادھر حویلی میں ہمارے ساتھ ہی رہے گا۔۔ وہ ہماری روایات اور ہماری نسل کی بقا کا ضامن ہو گا ۔۔ بابا سائی میں آپ مجھے کہیں اور بیاہ دے گے تو میں پرائی می خاندان کی نسل کو پروان چڑھاؤ گی اور یہ حویلی یہ سب شریکوں کے ہاتھ لگ جائے گی ہماری جائیداد ہمارا نام کچھ بھی نہیں بچے گا لیکن بابا سائی میں اگر میں اس دُنیا کے تن تنہا شخص سُبکتگین سے بیاہ کرتی ہوں تو وہ ہماری روایات کی بقا کا ضامن ہو گا ۔۔۔ ماہ رُخ اب نیچے زمین پہ بیٹھ گئی تھی اس نے بابا سائی میں

کے گھٹنوں کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔۔ وہ کپکپا رہی تھی۔۔ وہ سسک رہی تھی

--

دیکھ ماہ رُخ۔۔ یہ چھوکرے کی بات کر رہی سبکتگین۔۔ اس کے خاندان والے بھی ہو گئے اگر تو یہ اپنے خاندان سے مکمل کنارہ کرنے کو مانتا ہے تو مجھے اعتراض نہیں۔۔ خان بیاظط نے رعب زدہ لہجے میں کہا۔۔

بابا میں نے پتہ کیا ہے وہ اس سب سے پہلے ہی کسی رنجش کی بنا پر اپنے خاندان سے کنارہ کر چکا ہے۔ ماہ رُخ نے بے تابى سے کہا۔۔

سدا سلامت رہے۔۔ بابا

آپ کا سایہ ہمارے سر پہ ہمیشہ قائم رہے۔۔ ماہ رُخ مسکراہٹ چھپاتی تیزی سے باہر نکلی۔۔ اُس کا رُخ حویلی کے باہر ایک طرف بنے سرونٹ کواٹر کی طرف تھا۔

گہری بھوری شال ارد گرد لپیٹے وہ کالج پہنچ چکی تھی ۔

مشال تمہرڈ کلاس میں تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی جس کی وجہ سے ہم دونوں
ہاف لیو کی

Application

سمیٹ کروا کے کالج سے چلے جائے گے۔۔۔ ہادیہ نے کہا۔۔۔

لیکن کہاں --؟ مشال نے نا سمجھی سے اُسے دیکھا

فکر نہیں کرو۔۔ ہم زیادہ دور نہیں جائے گے ہادیہ نے کہا اور اپنی کلاس کی طرف
بڑھ گئی۔۔

یہ کرنے کیا جا رہی ہے ؟ -- مشال بڑبڑائی

اور میں تمہاری مدد کیوں کروں گا اور آخر تم مجھے کیا فائدہ دو گے -- اِقتان کو قبضے میں کرنا بالکل بھی آسان ہدف نہیں -- میں کیوں اپنی جان خطرے میں ڈالوں وہ بھی ایسے وقت میں جب میرے شہنشاہ شاہِ جنات یعنی کہ میرے ابا حضور کی طاقت کی پشت پناہی بھی مجھے حاصل نہیں ؟ --- سیاہ ہڈی والے نے بھی غراتے ہوئے کہا

تم کیا چاہتے ہو ؟ -- صلاح الدین نے اُسے دیکھا۔

وہ ہنسا۔۔۔ بہت آسان ہے۔۔ میں بدلے میں اُسے چاہتا ہوں۔۔۔ سیاہ ہڈی
والے نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

کسے؟؟؟ صلاح الدین چونکا۔

اِقتان کی پالتو کو ۔۔ اسمٹل نے کہا ۔

مطلب ؟ صلاح الدين أُلجھا

سُنو جن زاد کہیں تمہارا دل تو نہیں آگیا اس ناگن پر۔۔ صلاح الدین نے کہا۔۔

اگر دل بھی آگیا تو اس میں کیا بُرا ہے۔۔ اسمٰئل نے ہنستے ہوئے کہا جبکہ صلاح الدین کا فلک شگاف قہقہہ فضا میں بلند ہوا۔۔

اس ناگن کو قید کرنے کیلئے مجھے کیا کرنا ہوگا؟ صلاح الدین نے کہا

ہادیہ کو چارا بنانا ہو گا۔۔ اسمٰئل نے کہا اور ساتھ ہی سارا منصوبہ اُسے بتانے لگا۔

ساڑھی کا پلو سنبھالتی وہ رینہ کیساتھ نیچے آئی می --
سامنے ہی لاؤنج میں ایک گہرے سانولے رنگ کا لمبی لمبی مونچھوں والا شخص
براجمان تھا جس کے بغل میں ایک لمبی بندوق پڑی تھی --

شمل کو دیکھتے ہی اس اجیت ناتھ نے اپنی لمبی مونچھوں کو تاؤ دیا ---

یہ رہی تیری امانت -- میرے بیٹے -- راجہ گوپال نے مسکراتے ہوئے کہا اور شمل
کو اجیت کے سنگ بیٹھنے کا اشارہ کیا --

ہاں تو چچا -- یہ رہے کاغذات اماری پاکستان والی جمین (آپکے نام کر دی ہے پتا جی نے -- اجیت ناتھ نے کچھ کاغذات راجہ گوپال کی طرف بڑھائے --

دھنیوات (شکریہ (بیٹا -- یہی تو میں چاہتا تھا -- راجہ گوپال نے قہقہہ لگایا ---

اور شمل کو یوں لگا جیسے اس کے پتا جی نے اُسے زمین کے عوض بیچ دیا ہو -- ایک آنسو اس کے دائیں گال سے نکل کر ہاتھ پر گرا جسے اس نے کسی کی نظر میں آئے بنا کمالِ مہارت سے صاف کر دیا ---

چچا -- ام نے کنڈلی اور تمام حساب کتاب کر رکھے ہے پنڈت لال داس کے مطابق اماری شادی کی رسم شکراوار (جمعہ (کو ہو -- اب ایک شکروار کا دن تو کل ہے تو

جبکہ شمل کی دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی اس نے اُمید بھری نظروں سے اپنے پتا جی کو دیکھا اور ہلکا سا ناں کا اشارہ بھی کیا۔۔۔

ارے بیٹا کیوں نہیں کیوں نہیں --- کل ہی یہ نیک کام مکمل کرتے -- اور ہاں
رینہ بیٹی دی دی کی شادی کے تمام انتظامات تمہارے ذمہ ہے ہمیں اپنے بھتیجے
کے سامنے شرمندہ مت کرنا -- سمجھ گئی می --- راجہ گوپال نے قہقہہ لگایا اور ہاتھ
بڑھاتے ہوئے اجیت ناتھ کی طرف بڑھے وہ بھی ہنستا ہوا بغلگیر ہوا جبکہ پیچھے
صوفیہ پہ بیٹھی شمل اپنے جذبات پہ قابو نہ رکھ سکی -- دو موٹے موٹے آنسو اس
کے رخسار پر بہہ نکلے --

رینہ تیزی سے آگے بڑھی اور شمل کو باپ اور اجیت کی نظروں میں لائے بنا کمرے کی سمت اوپر لے گئی۔۔۔

وہ کب سے گلاب کے پودوں کے آس پاس کھڑا تھا۔ جب اچانک ہی وہ چہرے پہ نقاب ڈھکے ہاتھ میں لوکرا لیے ان پودوں کی سمت آئی۔۔۔

صفیہ رے صفیہ مجھے نہیں پتہ بی بی سائی میں نے کیا بولا لیکن یقین کر حالات ٹھیک نہیں۔۔ بھاگتے ہیں ادھر سے۔۔ نئی زندگی شروع کرتے۔۔ کچھ بھی کر کے بس بھاگتے ہیں اس قید خانے سے۔۔۔ سبکتگین نے التجائی نظروں سے اُسے دیکھا جو رُخ پھیرے گلاب توڑ رہی تھی۔۔۔

مورے اماں اور شیرو کیساتھ کیسے بھاگ سکتے اور بھاگ بھی گئے تو میں بتاتی کیا ہوئے گی۔ یہ امیر بڑا لوک تجھے ڈھونڈ لے گی اور مجھ سے چھین کے لے جائے گی۔۔۔ تنہا تو پھر ہو جاؤں گی تو بہتر ہے امری خیال دل سے نکال دو۔۔۔ صفیہ نے یکدم پلٹ کر کہا۔۔۔

سبکتگین نے اسکی سرخ ہوتی آنکھوں کو غور سے دیکھا۔۔۔

تم روئی می تھی صفیہ۔۔۔ وہ تڑپ کے بولا

ہاں اپنی قسمت کو۔۔۔ اس نے کہا اور پھر سے پلٹ کر پھول توڑنے لگی۔۔۔

ناکر ضد مان جاناں۔۔۔ بھاگتے ہے ادھر سے آج رات۔۔۔ سبکتگین نے منت زدہ لہجے سے اُسے پکارا

اماں کی سوچ سُبک اماں کی -- کون خیال رکھے گی میرے بعد اُنکی --- صفیہ
نے چٹک کر کہا --

میں -- میں خیال رکھوں گا -- لنگڑا کر چلتے ارشد بابا ان کے سامنے کھڑے تھے --

اس کو روٹی پانی اور رہنے کی جگہ میں دوں گا -- وہ بوڑھی ہو چکی -- اس کی زندگی گزر
جائے گی پر بیٹی تمہاری تو پوری زندگی کورے کاغذ کی مانند ہے -- سُبکتگین بیٹے کیساتھ
چلی جا ان کھنڈرات سے جہاں جیتے جاگتے مردہ لوگ بستے ہیں -- ارشد بابا نے
افسردہ لہجے میں کہا --

بول صفیہ جائے گی ناں -- سُبکتگین نے اس کا ہاتھ تھام کر جھنجھوڑا ---

چل میرے ساتھ -- سبکتگین نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دھیرے سے کھینچتا ہوا اپنے کوارٹر کی سمت چل دیا --

اسد سائیں کی امان میں دیا -- ارشد بابا نے کہا اور جانے کیلئے پلٹے لیکن پلٹتے ہی وہ شاکڈ کی سی کیفیت میں وہی منجمد ہوگئی --

سامنے سے آتی گھیرے دار لباس کو شان سے اٹھائے گہرے ڈمپل پڑتے چہرے کیساتھ مسکراتی ہوئی وہ بھاگ رہی تھی اور اس کا رخ سبکتگین کے کوارٹر کی طرف تھا ---

دیکھ صفیہ -- بی بی سائیں کی پہنچ سے بہت دور لے جاؤں گا میں تجھے -- رے پگلی میں تیرے لیے ہی تو آیا ہوں ادھر --- دروازے پر پہنچتے ہی کچھ الفاظ کسی تیز دھاری خنجر کی مانند اس ڈمپل والی شہزادی کے دل پر لگے --

اگر کسی کو کچھ علم ہو گیا تو اماری کیا بنے گی۔۔ صفیہ کیپکا رہی تھی اور ڈر کے مارے سُبک کا بازو تمھارے اپنے خدشات سے اُسے آگاہ کر رہی تھی جبکہ سبکتگین اسے دلا سے دے رہا تھا۔

مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی اور آنکھوں میں چھایا خمار اُبلتے ہوئے شعلوں کی مانند
دہکنے لگا تھا۔۔۔

جب اچانک ہی سُبُکَتگین اور صفیہ نے پیچھے مڑ کر اس شہزادی کو دیکھا جو اس وقت
سراپا غضب بنی کھڑی تھی ----

اُس کی نظریں باہر کی طرف جمی تھی جب آنکھوں میں آنسو لیے ایک لڑکی کلاس کے دروازے پر اُبھری --

مے آئی می کم ان میم ؟ اس لڑکی نے سسکتے ہوئے پوچھا ۔۔

یس اینڈ واٹ ہسپنڈ ٹو یو ۔۔ میم نے سوالیہ نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا

میم میری طبیعت اچانک سے بگڑ چکی ہے فارمیسی سے ٹریڈمنٹ لینے کے بعد بھی
درست نہیں ہو پا رہی اور اور میم میں یہ ہاف لیو

Application

آپرول لے چکی ہوں اس کے مطابق میں اپنی کزن ہادیہ کیساتھ گھر جا سکتی ہوں
 -- مشال نے کمال ایکٹینگ کرتے ہوئے کہا --

اس قدر

explanation

کی ضرورت نہیں تھی -- ہادیہ آپ جا سکتی ہے -- میم نے ایک ناگوار نظر مشال پر ڈالی اور پھر سے کلاس کی طرف متوجہ ہوگئی --

وہ دونوں کندھے کے ارد گرد شال لپیٹے آٹو میں بیٹھ چکی تھی -- انکل ہمیں ہنٹر ٹاؤن کی طرف لے جائے -- ہادیہ نے کہا --

ہادیہ ہنٹر ٹاؤن کیا مطلب اس سب کا -- اویس وہاں تو سر صلاح الدین کا گھر بھی ہے -- گھر کیا بلکہ بنگلہ ٹائیپ ہے -- مشال نے کہا لیکن ہادیہ ہماری منزل کیا ہے ہم جا کہاں رہے ہیں -- مشال نے پوچھا --

سب جان جاؤ گی بس تھوڑا سا صبر -- ہادیہ نے کہا تو مشال بھی چپ ہو گئی
اور باہر کی طرف دیکھنے لگی ---

کک کیسے آخر کیسے -- کیسے کر سکتی ہو تم میرے ساتھ، جبکہ میں نے تم پر احسان
کیا -- تمہیں اپنے قریب تر رکھا تمہاری ماں اور اس سانپ کا ذمہ لیا تمہارے سر پہ
شفقت بھرا ہاتھ رکھا اور تم دو کوڑی کی لڑکی تم صفیہ تم مجھے ہی دس لیا --- ماہ
رُخ ہلکے ہلکے قدم بڑھاتی صفیہ کی طرف بڑھ رہی تھی ---

مم معاف کر دے بب بی بی سائی میں -- صفیہ رونے لگی --

تم نے جو کیا وہ ناقابلِ معافی ہے صفیہ ناقابلِ معافی --- اس نے خوارِ نظروں سے صفیہ کو گھورتے ہوئے کہا۔۔

سبکتگین کل ہمارا نکاح ہے؟ یہی بتانے آئی تھی بابا سائیں چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے کچھ خاندانی اصول و ضوابط سیکھ لے تاکہ آگے جا کر مسلئیہ نہ ہو۔۔ آپ ابھی میرے ساتھ چلے۔۔ ماہِ رُخ نے یکدم لہجے میں شگفتگی لائے نرمی سے کہا۔۔

بس۔۔ بس بہت ہوا بی بی سائیں۔۔ آپ کی کرم نوازیوں کا شکریہ لیکن مجھے اور صفیہ کو ابھی اسی وقت یہاں سے جانے دے۔۔۔ سبکتگین نے غصے سے کہا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں دو سانولے ہٹے کٹے شخص وہاں موجود تھے۔۔

دیکھ سبکتگین یہ میری خفیہ آرمی ہے جس کا علم میرے ابا حضور کو بھی نہیں ہے۔۔ صفیہ ان کی قید میں رہے گی۔۔ اب جبکہ صفیہ میرے پاس ہے تو آپکے پاس دو صورتیں نکلتی ہے یا تو مجھ سے نکاح کر لے اس کے بدلے میں صفیہ کو مالی امداد اور اس کی اماں کیساتھ یہاں سے بہت دور بھیج دوں گی یا صفیہ ہمیشہ میری قیدی بن کر رہے اور یہ بھی ہو سکتا کہ میں صفیہ کیساتھ ایسا سلوک کروں جو آپ برداشت نہ کر پائے۔۔ ماہ رُخ نے نرمی سے کہا۔۔

تم کس قدر ظالم ہو اسلہ سے ڈرو --- سبکتگین چلایا --

جلاد اور سفاک انہیں یہ نام میں نے دئیے ہیں -- ماہ رُخ نے ان دونوں شخص کو دیکھتے ہوئے کہا --

ٹھیک ہے تم دونوں صفیہ کو لے جاؤ --- ماہ رُخ نے کہا

نہیں سبکتگین چلایا اور صفیہ کے آگے آکھڑا ہوا

ماہ رُخ اب زمین پر بیٹھے سبکتگین کیساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔

سبکتگین صفیہ چلی گئی ہے اب وہ تمہیں کبھی نظر بھی نہیں آئے گی۔۔
اور تم نے ہمارے نکاح کے بارے میں کیا سوچا۔۔ دھیان سے فیصلہ کرنا تمہارا
فیصلہ صفیہ کیلئے خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ ماہِ رُخ نے بے باکی سے اس کے
کندھے پر سر ٹکائے نرمی سے کہا۔۔

مَم میں نکاح کیلئے تیار ہوں لیکن بشرط کہ تم صفیہ کی مالی مدد کرتے ہوئے اسے اس کے خاندان کے ساتھ جانے دو۔۔۔ سبکتگین کی آواز سے واضح نہی تھی۔۔

مہی تو چاہتی ہوں میرے سبکتگین۔۔ ماہ رُخ نے کہا اور مسکراتی ہوئی می اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

ٹائی م بالکل بھی نہیں ہے مجھے تمہارے اور اپنے لیے کچھ جوڑے منگوانے ہیں۔۔

ماہ رُخ اور سبکتگین کے نکاح کی خبر گوپال خاندان تک پہنچ چکی تھی۔
شمل نکاح کا دعوت نامے دیکھتے ہی حیرت سے ششدر رہ گئی تھی۔

رینہ بھی حیران تھی جبکہ راجہ گوپال اجیت ناتھ کے ساتھ لاؤنج پہ بیٹھانکاح کی خبر سن کر قہقہے لگا رہا تھا۔۔

لگتا ہے بیاض کی عقل گھاس چرنے گئی ہے۔۔ اتنی حسین و جمیل بیٹی ایک ملازم کے کھونٹے سے باندھ رہا ہے۔۔ ہاہا۔۔ وہ ہنسا۔۔

تجھی ایک ملازم نے باہر خان بیاضط کے آنے کی اطلاع دی ۔۔ دونوں کی ہنسی کو بیک وقت بریک لگی ۔۔

ہاں آنے دو۔۔ گویاں نے کہا اور نشست سے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ارے گوپال صاحب کیسے ہے؟ خان بیاظط نے اپنے استقبال میں کھڑے گوپال شروی کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

خدا کی کرپا سے ہم تو ہٹے کٹے ہیں آپ سنائے خان صاحب۔۔ بیٹی کی شادی کرنے چلے رے مبارکاں ودایاں قبول کرے ہماری طرف سے۔۔ گوپال نے خان بیاظط سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا۔۔

شکریہ جناب۔۔ خان بیاظط مسکرائے اور سوالیہ نظروں سے اجیت ناتھ کو دیکھا

یہ میرا ہونے والا داماد اجیت ناتھ ہے رب کی کرپا سے کل شکراوا کو میری بیٹی کا ویواہ بھی اجیت بیٹے کیساتھ ہو جائے گا۔۔۔ گوپال شروی نے ہنستے ہوئے کہا۔۔

بھئی می مبارکے تو پھر آپکی طرف کی بھی بنتی ہے۔۔ بیٹیا صدا خوش رہے۔۔ خان
بیاض نے کہا

اور شروی صاحب اگر آپکو بُرا نا لگے تو یہ شادیاں ایک ساتھ کر لیتے ہیں آخر ہونی تو
کل ہی ہے ناں اور اگر یہ شادیاں بندہ ناچیز کی حویلی میں ہوئے تو بات دل کو لگے
؟ خان بیاض نے تجویز پیش کی۔۔

ویسے چچا۔۔ اچھا خیال ہے۔۔ کیا کہتے آپ ؟ اجیت ناتھ نے گوپال شروی کی طرف
دیکھا۔۔

بیٹے تیرا ویواہ ہے جب تجھے اعتراض نہیں تو مجھے بھی نہیں۔۔ شروی نے کہا اور
وہ تینوں کل کیلئے منصوبے بنانے لگے۔۔۔

سر پہ شال لپیٹے وہ حویلی کے پچھلی طرف سے چُپکے سے نکلی اور تھوڑی دور جنگل میں ایک تریال کے نیچے بندھے گھوڑے پر سوار ہوئی۔۔۔
اس کا رخ اس کالے علم کرنے والی ہندؤ بڑھیا کی طرف تھا جو دور تالاب کنارے جھونپڑے میں رہتی تھی۔۔۔

اور جلد ہی وہ گھوڑے کو ایک درخت کے تنے سے باندھے اس جھونپڑے میں داخل ہوئی جہاں ایک نیک بڑھیا ہاتھ میں تسبیح لیے گھما رہی تھی۔۔۔

وہ بنا اجازت ہی اندر داخل ہو گئی تھی اب وہ بڑھیا کے گھٹنے تھامے بیٹھی تھی۔

مدد کرو مدد کرو --- شمل نے التجائی می نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

بیٹی میں غریب بندی خُدا تمہاری کیا مدد کر سکتی --- وہ بڑھیا بولی --

اماں ہر بار بھول جاتی ہو تم مجھے -- میں شمل ہندو وڈیرے کی بیٹی اور اماں
میرے ساتھ یہ نیک بخت کا ڈھونگ کرنا بند کر دے -- شمل نے کہا

اچھا ٹھیک ہے سمجھ گئی میں -- کیا سمسیا (مسئلہ) (ہے تیری؟ بڑھیا نے
شیطانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا --

میرے پتا جی نے کل میرا نکاح رکھا ہے اور وہ بھی اُس وحشی سے اجیت ناتھ سے
-- شمل نے ناپسندیدگی سے کہا --

دیکھ اماں تُو میرا یہ کام ہر قیمت پر کرے گی۔ وچن دے مجھے۔۔ میرے کام کے بدلے یہ سونا رکھ۔۔ شمل نے سونے سے بھری پوٹلی بڑھیا کی طرف بڑھائی می جسکو دیکھتے ہی اسکی آنکھیں چمکی۔۔

مجھے افسوس ہو گا لیکن تیرا کام ہو جائے گا۔۔ بڑھیا نے ہنستے ہوئے کہا۔۔ لیکن میں تیرا کام اور بھی خوشی سے کروں گی اگر تو یہ گھنے اور ہار بھی مجھے دے دیں۔۔ بڑھیا نے لاپچی نظروں سے شمل کے زیور کی طرف دیکھا جو اُس نے پہن رکھے تھے۔

شمل نے نوچنے کے انداز سے گھنے اور ہار بڑھیا کی طرف اُچھال کے پھینکے جواباً وہ قہقہہ لگانے لگی۔۔

جبکہ شمل اُسی خاموشی سے واپس لوٹ آئی۔۔۔

بخت ماری احمق لڑکی۔۔ بڑھیا نے ہنستے ہوئے قہقہہ لگایا۔

نئی دن کا سورج طلوع ہو چکا تھا۔۔

خان بیاضط کی حویلی میں خوب رونق اور چہل پہل چھائی تھی۔۔ ماہ رُخ کی شادی کیلئے گاؤں کے ہر خاص و عام کو دعوت دی گئی تھی۔۔ گاؤں کی تمام کنواری لڑکیاں میں ماہ رُخ بی بی کی طرف سے چوڑیاں اور جوڑے تقسیم کیے گئے تھے۔

نکاح کیلئے مولوی صاحب اور دُور سندھ کے علاقہ جات سے پنڈت کرشن بھی پہنچ چکے تھے۔

اچانک لوگوں میں شور اُٹھا۔ راجہ صاحب آگئی ہے۔۔ شرومی صاحب آگئی ہے
اپنی بیٹی رانی کیساتھ۔۔۔

خوبصورت شمل گہرے سُرخ رنگ کی ساڑھی زیب تن کیے اور کندھے پہ آتی سنہری چمکدار شال رکھے کسی چاند کی پری سے کم نہیں معلوم ہو رہی تھی --

شمل کو ریشمی پردوں اور لال قالین پہ رکھے دیوان پر بٹھا دیا گیا آجیت ناتھ بھی اُس کے ہمراہ تھا۔۔

اُس کا چہرہ کسی بھی تاثر سے عاری تھا۔ وہ خاموشی سے لال قالین پہ نظریں گاڑے
بیٹھی تھی۔۔۔

خادماؤں کے جھرمٹ میں لال لہنگا زیب تن کیے وہ کسی ملکہ سے کم نہیں لگ رہی تھی --

دیوہیکل آئی نے کے سامنے صراحی نما گردن اکڑا کر کھڑی وہ ڈمپل والی شہزادی
اپنے حُسن کے نشے میں مکمل طور پہ مست تھی ---

لنگڑا کر چلتے ارشد بابا کمرے میں داخل ہوئے --

انہوں نے دھیرے سے ماہ رُخ بی بی کے کان میں کچھ سرگوشی کی --

مُسکراتا چہرہ یکدم سنجیدہ ہو گیا --- اس نے غصے سے ہونٹ بھینچے --- اور اپنے

لہنگے کو دونوں ہاتھوں سے اٹھاتی باہر کی طرف بڑھی --

بی بی سائی یں -- خادماؤں نے اُسے آواز دی لیکن وہ اپنی ہی دُھن میں آگے

بڑھتی رہی --

تیز تیز چلتے اچانک ہی اُس کی نظر نیچے مہمانوں کے جھرمٹ میں کھڑی ایک لڑکی پر پڑی۔۔ مکمل سیاہ لباس میں ملبوس۔۔ کالی زلفیں اور آنکھوں میں بے حد پراسرار کشش۔۔۔۔۔ وہ سیاہ لباس کے اندر بالکل ایک نور کا ہالہ معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ پاکیزہ۔۔ اور شفاف۔۔۔

اُس کے قدم ٹھہر گئی۔ وہ ساکت کھڑی اُس لڑکی کو دیکھنے لگی۔۔۔ کس قدر مکمل حُسن۔۔ کیا کوئی ایسا بھی خوبصورت ہو سکتا ہے۔۔ ماہ رُخ نے سوچا۔۔ اُسے اس لڑکی کے آگے اپنا حُسن نامکمل لگا۔۔۔

بی بی سائیں آپ رُک کیوں گئی ہیں؟ ارشد بابا نے کہا۔۔

بابا وہ لڑکی کون ہے؟ ماہ رُخ نے ارشد بابا کو دیکھتے ہوئے کہا

کون لڑکی؟ ارشد بابا نے نیچے ہجوم کی اوڑھ نگاہ گھمائی۔۔

وہ لڑکی جو ابھی ہمیں ہی دیکھ رہی --- ماہ رُخ کی بات منہ میں ہی رہ گئی

— — —

نیچے بھانت بھانت کی بولیاں بولتے آن پڑھ گنوار گائوں باسیوں کے سوا کوئی می نا
تھا۔۔

کہاں گئی می؟ ماہ رُخ برِ بڑائی می۔۔۔

بی بی سائی یں ۔۔ شمل بی بی اور آجیت ناتھ آچکے ہے اور خان بیاض صاحب کا حکم ہے کہ آپ بھی دُولے میاں کیساتھ جلدی تشریف لے آئے ۔۔۔۔۔

ہممسم۔۔۔ ماہ رُخ نے کہا اور سامنے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

خوبصورت سفید لباس۔۔۔ سلیقے سے سجے بال اور بھینی بھینی گلاب کے عطر کی خوشبوؤں سے مزین بے تاج شہزادہ اپنے ہاتھوں کو پیچھے کمر پہ باندھے۔۔۔ گہری نیلی آنکھوں میں بیزاریت لیے کھڑا تھا۔۔۔

تخلیہ۔۔۔۔۔ ماہ رُخ نے رُعب سے کہا۔
ارد گرد کھڑے ملازم باہر کی طرف چلے گئے۔۔۔

سبکتگین یہ سب کیا ہے؟ ماہ رُخ نے ستائی شی نظروں سے اپنے خوبصورت دُولے کو دیکھا۔۔۔

ماہ رُخ بی بی سائی میں ----- سبکتگین گویا ہوا

ماہ رُخ صرف ماہ رُخ پکاروں --- ماہ رُخ نے نرمی سے کہا --

ماہ رُخ تم سے شادی سے بہتر میں اپنی جان اپنے ہاتھوں سے لے لوں
 -- سبکتگین نے بے رُخی سے کہا

نن نہیں۔۔۔ سبکتگین تت تم کک کیا کہہ رہے ہو؟ وہ ترپئی۔۔۔

تم ایک سنگدل حسینہ کے سوا کچھ نہیں ہو جس کی واحد طاقت اُس کا پیسہ ہو
 -- اور میں مجھے دیکھو جنگل کی مٹی کو اپنا بستر بنانے والا -- نیلے آسمان کی چھت

تले ۔۔ سبز پتوں کی آغوش میں سونے والا شخص اس محل میں رہے گا تو ختم ہو جائے گا ۔۔ آخر میں خود کو کیوں برباد کروں صرف تمہاری خوشیوں کی خاطر ۔۔۔؟ سبکتگین نے غمزہ مگر غصیلے لہجے میں کہا ۔۔

سبکتگین ۔۔ مم میں نے تم سے سچی محبت کی ہے ۔۔ خُدارا ایسے ناکو میری محبت تمہارے لیے لازوال ہوگی جس میں کبھی کمی نا آئے گی ۔۔۔ خُدارا یہ باتیں ناکرو ۔۔ ماہ رُخ نے بے چینی سے کہا ۔۔

چلو تمہاری محبت کا مان رکھتا ہوں اور تمہیں وہ دیتا ہوں جو تم مجھ سے چاہتی ہو ۔۔ لیکن اسکی قیمت ہوگی بی بی سائی یں ۔۔ ہم غریب ضرور ہے لیکن بے مَوَل نہیں ۔۔۔۔ سبکتگین نے دانت چباتے غصے سے کہا ۔۔

کک کیسی قق قیمت -- ہر قیمت چکانے کیلئے تیار ہوں -- مانگو کیا مانگتے ہو -- ؟
ماہ رُخ نے خود پہ ضبط کرتے ہوئے دھیرے سے کہا ---

سبکتگین طنزیہ مُسکرایا ----

جانے حویلی کے اس بند کمرے میں کونسی قیمت طے ہونے والی تھی جسے اب
چکانے کی باری ماہ رُخ کی تھی ---

=====

جنگل کے تالاب کنارے بنے جھونپڑے سے ایک بُڑھیا دھیرے سے باہر نکلی
اس کے ہاتھ میں ایک چمڑے کا بنا تھیلا تھا --
جھونپڑے کے پیچھے بندھے گدھے پر سوار ہوتی وہ پیش قدمی کر چکی تھی ---

چل بے منحوس مارے تیز چل ---- بڑھیا نے گدھے کی رسی کو زور سے کھینچا
-- گدھا بھی بے سُرّی آواز نکالے چلنے لگا --
اے کمبخت آواز تو بند رکھ -- بڑھیا چلائی می -

اُس کا رُخ راجہ گوپال کی حویلی کی طرف تھا۔ جلد ہی وہ سُنسان حویلی میں داخل ہوئی۔۔ شمل کے کمرے تک پہنچنے میں اُسے زیادہ دقت نا اُٹھانی پڑی۔۔

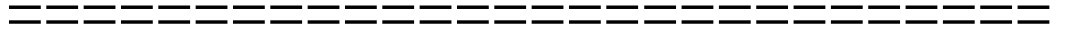
دیکھ کیا شہزادیوں کی ٹھاٹ میں رہتی ہے کم بخت پھر بھی اپنی ہی جان کی دشمن
بنی بیٹھی ہے منحوس ماری --- بڑھیا اپنی شاطرانہ نگاہیں چاروں اوڑھ گھماتی ہوئے
بربرائی ی --

اس نے سامنے ہی پڑے لکڑی کے کنگھے سے لگے ہوئے کچھ بال باہر نکالے اور شمل کا استعمال شدہ تکیے سے کچھ کپڑا چاقو سے کاٹا۔۔۔ اب وہ روئی می سے بنی گڑیا کی طرف بڑھی جو شمل کے پسندیدہ کھلونوں میں سے تھی اور شمل کے قریب ترین کھلونوں میں سے تھی۔۔۔ اُس نے بال۔۔۔ تکیے کا ٹکڑا اور روئی می کی گڑیا تھیلے میں ڈالی اور دھیرے دھیرے چلتی ہوئی سے باہر آگئی۔۔۔

اب وہ ایک بار پھر گدھے پہ سوار ہوتی خان بیاض کی حویلی کی طرف بڑھ گئی۔ وہ حویلی میں داخل ہوئی۔۔۔

ایک دو ملازموں نے اُسے روکنا چاہا لیکن وہ شمل کی مہمان کا تعارف کرواتی اندر داخل ہوگئی اور ایک کونے پہ جا بیٹھی۔۔۔

اب وہ چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ سجائے ایک ڈرامے کی منتظر تھی جس کا مرکزی کردار شمل تھی۔۔۔۔



ماہ رُخ اور سبکتگین بھی حویلی سے باہر لان میں پڑے دیوان کی طرف دھیرے
دھیرے بڑھ رہے تھے --

گلابوں اور چنبیلی کے پھولوں کی پتیوں سے اُن کا پر تپاک استقبال کیا گیا۔
شمل کی نظریں اُٹھی اور بے قابو ہوتی ہوئی می اس بے تاج شہزادے پر ٹھہر
گئی -- وہ ساکت بنا پلکیں جھپکائے اُسے ہی دیکھ رہی تھی --

ان کے مقابل ہی پڑے دیوان پہ سبکتگین اور ماہ رُخ کو بٹھا دیا گیا۔۔۔

ساڑھی کا پلو درست کرتے سنہری شال کو پکڑے وہ اُٹھی۔۔۔

کیا کوئی میسل ئی ہے شمل؟ آجیت ناتھ نے اُسے یوں اٹھ کر کھڑا ہوتے دیکھ کر کہا۔

قریب ہی لکڑی کی کرسیوں پہ براجمان خان بیاض اور راجہ گوپال بھی اُسے حیرت سے تکتے لگے۔۔

شمل دی دی۔۔ رینہ بھی اپنی ساڑھی کا پلو سنبھالتی اُس کی طرف بڑھی۔

شمل نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے دُور رہنے کا کہا اور ایک نظر دُور بیٹھی بڑھیا پر ڈالی۔۔۔

بابا سائی یں --- میری پیاری بہنارینہ --- شمل مُسکرائی می اور پلٹ کر سبکتگین کی طرف دیکھتے ہوئے بولی اور سمندر کے طوفان میں بھٹکے اے خوبصورت شہزادے

سب ہی حیرت و بے یقینی سے شمل کو دیکھ رہے تھے ---

سبکتگین اُس دن جنگل میں تمہاری جان میں نے بچائی می تھی -- خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا تھا -- ماہ رُخ کو نہیں --- شمل نے مسکراتے ہوئے کہا --

لل لیکن جب میری آنکھیں کھلی تو میں نے ماہ رُخ بی بی کو دیکھا تھا -- سبکتگین نے حیرت سے ماہ رُخ اور شمل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

شمل تمہارا مسلئہ کیا ہے؟ ماہ رُخ جو خود پہ ضبط کیے بیٹھی تھی غصے سے بولی

میرا مسئلہ تم ہو ماہِ رُخ؟ شمل بولی۔

خود ساختہ کہانیاں اچھی گھڑ لیتی ہو شمل۔ ماہ رُخ نے کہا اور سبکتگین کی طرف
دیکھا۔۔۔ سبکتگین اس کی کسی بھی بات پر یقین مت کرنا۔۔۔ یہ جس دکھاوے کی
بات کر رہی ہے وہ یہ خود ہے۔۔۔

میں آپکا مشکور ہوں شمل بی بی۔۔ آپکی کہانی میں اچھے سے سمجھ گیا ہوں اور میرے لیے آپکے دل میں چھپے در پردہ جذبات بھی اور میں تمہ دل سے اس سب کی قدر کرتا ہوں۔۔ کم از کم آپ محبت کرنے والی ضرور ہے محبت کو زبردستی سر کا تاج بنانے والوں میں سے نہیں ہے۔۔ سبکتگین نے مسکراتے ہوئے بہادری سے کہا۔۔۔

وہ ڈر و خوف کی ہر منزل کو پیچھے چھوڑ آیا تھا اُسے اب کسی کا ڈر تھا نا ہی خوف۔۔۔ اُس کی ذات میں بیزاریت کے سوا کچھ نا بچا تھا۔۔

بلکواس بند کرو دو کوڑی کے انسان۔۔ میری بیٹی کے بارے۔۔ راجہ گوپال تنک کے بولا۔۔

راجہ صاحب ذرا سنبھل کے آپ میرے بیٹے کے بارے میں یہ الفاظ ادا کر رہے
-- خان بیاض نے بھی غصے سے کہا -

دیکھو خان صاحب آپ کا بیٹا ہماری بیٹی کے بارے -- اس سے پہلے کہ راجہ گوپال
کچھ اور بولتا اُن سب کی نظر سامنے ہولناک منظر پر پڑی ---

شش شمل ---- وہ تیزی سے اُٹھے ---

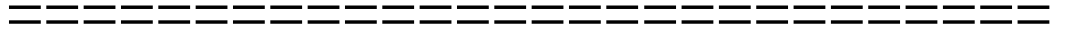
شمل دی دی ---- رینہ نے چیخ ماری

شمل نہیں ں ں ں --- آجیت ناتھ بھی حیرت و غم و غصے سے اُسے پکارتا
ہوا اُٹھا۔

سبکتگین --- لڑکھڑاتی ہوئی می آواز سے وہ بولی --- ماہ رُخ کی آنکھیں تمہیں ہر دم
میری یاد دلائے گی --- شمل نے شکست خوردہ لہجے میں درد کی شدت سے
کیکپاتے ہوئے کہا

وہ اپنی دونوں ہاتھ کی کلائیوں تیز دھاری خنجر سے کاٹ چکی تھی اور مُسکراتے
ہوئے سبکتگین کو دیکھ رہی تھی --

سبکتگین تیزی سے اُٹھا اور شمل کی طرف بڑھا لیکن اُس کے گرد پہلے ہی ہجوم اکٹھا
ہو چکا تھا۔۔۔ وہ بس ماہ رُخ کیساتھ پیچھے ہی کھڑا رہا۔۔۔ اُسے شدید صدمہ پہنچا تھا۔۔۔
چند ہی لمحوں کے بعد وہ ایک گہرا سانس لیتی راجہ گوپال کے بازوؤں میں دم توڑ
گئی۔۔۔



وہ دونوں ہنسر ٹاؤن پہنچ چکی تھی۔۔۔

ہادیہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟ مشال نے ارد گرد بنے شاندار خوبصورت بنگلوں پہ نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا۔۔

مشال میری بہن۔۔ تھوڑا سا صبر پلیز۔۔ پھر سب بتاؤں گی کیونکہ ابھی تو مجھے خود بھی نہیں پتہ کہ میں یہاں کیوں آئی ہوں۔۔ ہادیہ نے اُس کا ہاتھ نرمی سے دباتے ہوئے کہا۔

وہ ہنسر ٹاؤن کے بالکل درمیان پہنچ چکی تھی جہاں برگد کے بوڑھے درخت کیساتھ
دو منزلہ مکان کھڑا تھا۔۔

ہادیہ نے ایک نظر اُس مکان پر ڈالی۔۔

ہمم چلو چلتے ہے اندر۔۔۔۔۔

ہادیہ۔۔ اتنے شاندار اور خوبصورت بنگلوں کے بیچ یہ دو منزلہ ٹوٹا پھوٹا مکان۔۔۔

Its so strange..isn't it ?

مشال نے کہا۔۔

Strange things are always Attractive too,

ہادیہ نے کہا اور اُس کا ہاتھ تھامے مکان کی طرف بڑھی ۔

=====

شمل کی موت پر ہر کوئی می صدمے میں تھا اور حیرت سے دوچار بھی۔۔۔۔

اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تمہاری بیٹی یہ ڈرامہ رچائے گی تو خدا کی قسم کبھی تجھے یہاں شادی کا دعوت نامہ نہ دیتا۔۔ خان بیاض نے بے رُخی کی انتہا کرتے ہوئے کہا۔۔

راجہ گوپال نے صدمے سے نڈھال دل اور بوجھل آنکھوں کو چھپاتے ہوئے مضبوط ہونے کی ایکٹینگ کرتے خان بیاض کو دیکھا۔۔ اور پھر اپنے ذاتی خادموں کو اشارہ کیا

شمل کو لے جاؤ یہاں سے۔۔۔ اور ہاں خان صاحب ہم ادھر بیٹیا کی ڈولی اٹھانے آئے تھے اُس کے بغیر واپس نا جائے گے۔۔ مولوی صاحب آپ ماہ رُخ بیٹیا کا نکاح پڑھوائے اور پنڈت کرشن آپ بھی ویواہ شروع کرے۔۔۔
رینہ بیٹیا ساڑھی کا پلو سر پہ اوڑھ کے آجا۔۔۔ راجہ گوپال نے کہا۔۔

ملازم تیزی سے حرکت میں آئے اور شامل کو اٹھائے فی الحال کیلیے حویلی کے پچھلے کمرے میں لے گئی۔۔۔

جبکہ حویلی کے لان میں شادی کی تقریبات شروع ہو چکی تھی۔۔

ماہ رُخ اور سبکتگین

=====

شمل کی لاش حویلی کے پچھلے کمرے میں رکھ دی گئی تھی۔۔۔
تھوڑی ہی دیر بعد وہ بڑھیا شیطانی مُسکراہٹ لیے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

سب شادی میں مصروف ہے مجھے اس منحوس ماری لڑکی کی لاش کو یہاں سے لے
جانا ہو گا۔۔ بڑھیا بڑبڑائی اور شامل کی طرف بڑھی۔۔ اس سے پہلے کے وہ کالے
علم کی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے شامل کی لاش کو غائب کرتی اچانک اک نور
کا ہالہ کمرے کے دروازے پر اُبھرا۔۔
بڑھیا نے چونک کر پیچھے دیکھا۔۔۔

سیاہ لباس میں ملبوس بے انتہا خوبصورت لڑکی کو دیکھتے ہی بڑھیا پشیمان ہوئی --

مم میں تو بس اس بخت ماری لڑکی کا آخری دیدار کرنے آئی تھی -- بڑھیا نے ہکلاتے ہوئے کہا ---

سُدھر جا اماں -- سُدھر جا -- زندگی تو ان شیطانی کاموں میں تو گزار ہی چکی ہے اب جب کے تیری زندگی کا آخری باب چل رہا تو اماں ابھی بھی شیطان کیساتھ سودے بازی کر رہی ہے -- سیاہ لباس میں نورانی پرنور چہرے والی لڑکی بولی --

دیکھ اماں -- میں بھی تیری ہی بیٹی ہوں مجھے بھی تو نے یہ تمام جادو اور پراسرار طاقتوں کے راز بتائے لیکن ایک بھلے انسان کی بدولت آج سکھ و چین کی زندگی گزار

ماہ رُخ مجھے دیکھ چکی ہے اماں۔۔ اب میں چاہ کر بھی اس کہانی کا حصہ بننے سے خود کو نہیں روک سکتی۔۔ زرنور نے کہا تو بُڑھیا نے اپنا سر پیٹ لیا۔۔۔

زرنور اپنے شوہر کے پاس چلی جا۔۔ وہ تیری حفاظت کرنا جانتا ہے۔۔۔۔۔ بڑھیا بے بسی سے بولی

واہ رے میری اماں۔۔ کل تک جسے تو گالیاں دیتی تھی آج تجھے بھی یقین ہو گیا کہ وہی میری حفاظت کر سکتا۔۔۔۔۔ زرنور نے آنکھوں میں آنسو لیے کہا۔۔

دیکھ زرنور بیٹی۔۔۔ مانا کہ میں نے بہت بڑے کسیرہ گناہ کیے لیکن یقین رکھ بیٹی یہ سب تب کی باتیں تھی جب میرا دھرم ہندؤ ہوا کرتا تھا لیکن تیرے آنے کے بعد میں نے یہ چھوڑ دیا تھا لیکن پھر تو بہت بیمار ہو گئی تھی اُس وقت میں نے شیطان سے سودے بازی کی کہ وہ تجھے تندرست کر دے بدلے میں میں اس کی پیروکار بن جاؤں گی دیکھ یہ دھاگہ۔۔۔۔۔ وہ بڑھیا بولی۔

ہاں ناں میں دیکھ سکتی۔۔ اماں یہاں حویلی کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے وہاں میں نے کچھ بہت ہی عجیب مناظر دیکھے۔۔ ایک کمرے میں ایک لڑکی کو زنجیروں سے جکڑ رکھا تھا۔۔ ایک فقیر کو بھی جو معذور تھا اور ایک سیاہ سانپ کے ٹکڑے بھی دیکھے۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ اس بارے میں ہمیں پتہ کرنا چاہیے۔۔ زرنور بولی۔

ہاں میں دیکھ لوں گی۔۔ چل اب تیری اماں شیطانی روپ میں آنے والی ہے اور میں نہیں چاہتی کہ تُو مجھے ایسے دیکھے۔۔ بڑھیا نے کہا اور منت زدہ لہجے سے اُسے دیکھا۔۔

وہ زخمی سا مُسکرائی می اور دل ہی دل میں بولی۔۔

اماں میں تجھے اس سب سے نکال لوں گی۔۔۔

یہاں کوئی می تھا جو کہانی کے شروع سے ہی ہادیہ سے کنیکٹڈ تھا.... ہاں بوڑھی
اماں اور اسکی بیٹی زرنور ---

مگر کب اور کیسے --- اس راز سے پردہ اٹھنا باقی تھا ابھی

=====

دروازہ کھولے وہ اور مشال اُس مکان میں داخل ہوئی می -- وہ خالی مکان تھا
وہاں کچھ بھی نا تھا -- انہوں نے گھوم کر سارے مکان کو چیک کیا آوازیں
لگائی می مگر جواب ندارد --

کیا بلکواس ہے آخر تم کس بارے میں بات کر رہی ہو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا آخر ہم یہاں کیوں آئے ہے۔۔۔ مثال چلائی می۔۔۔

تم کس قدر بُزدل ہو۔۔۔ ہادیہ نے دانت چباتے ہوئے کہا۔۔۔

اگر میں بُزدل ہوں ناں تو اپنی اُس چہیتی عاتکہ کو ساتھ لے آتی۔۔۔ مثال چلائی می۔۔۔

یقیناً اُسے ہی ساتھ لانا تھا لیکن وہ ٹائی یفائیڈ کی وجہ سے ایک لمبی چھٹیوں پر ہے اور یہ بات تم بھی جانتی ہو۔۔۔ ہادیہ نے کہا اچھا ٹھیک ہے تم یہی رُکو میں تنہا ہی جا کر دیکھتی ہوں۔۔۔ ہادیہ نے کہا ہاں میں یہیں رُکوں گی۔۔۔۔۔ مثال نے کہا۔۔۔

ہادیہ اُس کمرے کا دروازہ کھول چکی تھی --
وہ ایک اندھیرے میں دُوبا ہوا کمرہ تھا --
کک کوئی می ہے؟ اُس نے آواز لگائی --
اس نے اندھیرے کمرے میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہوئے نظر دوڑائی --

مشال تمہاری کی چین میں لائی ٹ لگی ہے مجھے یہ ذرا دو -- ہادیہ نے قریب ہی
کھڑی مشال کو پکارا --

ہاں یہ لو -- مشال نے جلدی سے بیگ کی زپ پہ لگی کی چین اُتار کر ہادیہ کی طرف
اُچھالی ---

اُس نے مدھم لائی ٹ آن کی اور اس کا رُخ کمرے کے اندرونی طرف کیا۔۔۔

نن نہیں۔۔۔ اُس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔۔

یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ اُس کے لب ہلے۔۔۔۔

ہادیہ کک کیا ہوا ہے ؟ اندر کون ہے ؟؟؟ مثال نے دل پہ ہاتھ رکھے دُرتے ہوئے پوچھا۔۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی می ہادیہ کے پیچھے کھڑی ہو کر اندر جھانکنے لگی۔۔۔
حیرت سے اُس کے لب کھلے کے کھلے رہ گئی۔۔

—

کک کیا مطلب ----؟ مثال نے حیرت سے سرخ ہوتی آنکھوں سے گھورتی ہوئی ہادیہ کو دیکھا اور پھر اندر کمرے میں ---- جہاں وہ بیٹھی تھی ----

صفیہ اور اس کے خاندان کو مالی امداد کیساتھ آزاد کرنا ہوگا۔۔ اور میں یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھوں گا۔ اور ہر جمعرات کی صبح سے جمعہ کی رات میں اپنے خاندان

والوں سے ملنے جایا کروں گا۔۔ تمہیں منظور ہے تو ٹھیک ہے میں بھی نکاح کیلئے راضی ہوں نہیں تو تمہیں میرا یا صفیہ کا جو بگاڑنا ہے بگاڑ لو لیکن میں نکاح قبول نہیں کروں گا۔۔۔۔ سبکتگن نے کہا۔۔

مجھے منظور ہے۔۔ ماہ رُخ نے ہونٹ بھینچے۔

تو ٹھیک ہے پھر باہر چلتے ہے سب ہمارے انتظار میں ہے۔۔ سبکتگن نے بے تاثر چہرے سے کہا۔۔

ماہ رُخ نے شعلہ اُگلتی آنکھوں پہ ضبط کرتے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

=====

سورج غروب ہونے کو تھا --

دونوں ویواہ خیریت سے ہوگئی --

گلوں کے تمام لوگ مذکورہ واقعہ اور شمل کی موت پہ چہ لگوئیاں کرتے رخصت ہوگئی تھیں --

خان بیاض کے بڑے کمرے کے ملحقہ لاونج میں سبھی خاص لوگ موجود تھے -- ایک طرف سرپکڑے راجہ گوپال اپنے بھتیجے اجیت اور سرخ ہوتی آنکھیں کیساتھ بیٹھی رینہ کیساتھ بُرا جمان تھے تو دوسری طرف ماہ رخ اور خان بیاض بیٹھے تھے جن کے بالکل ساتھ کرسی پہ سبکتگین دونوں ہاتھوں کو باندھے بالکل بے تاثر بیٹھا تھا۔

تو سبکتگین تم بتاؤ گے مجھے کہ میری بیٹی نے اپنی جان کیوں لی۔۔۔ راجہ گوپال کے لیجے میں واضح نفرت تھی۔۔

راجہ صاحب۔۔۔۔۔ جنگل میں سانپ ڈسنے کے سبب میں بے ہوش ہو گیا تھا اور شمل بی بی نے میری جان بچائی می اس کے سوا میں آپ کی بیٹی کی ذاتی زندگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا اور نا جانتا ہوں۔۔ اور یہ بھی نہیں جانتا کہ اُس نے اپنی جان کیوں لی۔۔۔۔۔ سبکتگین نے آرام سے جواب دیا۔۔

ملعون انسان۔۔۔۔۔ مرنے سے پہلے وہ جو تمہارے بارے میں کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔ آجیت نے آنکھیں چڑھاتے ہوئے کہا۔۔

اور ہاں ایک اہم خبر شاید سنی تو آپ نے بھی ہوگی۔۔ ہمارے وطن جُدا ہو چکے۔ یہ زمین ہماری ہے۔۔ حکومت کے اعلیٰ عہدے داروں نے پچھلے کئی مہینوں سے پاکستان کے اہم منصب سنبھالے ہوئے ہے خدا کا کرم ہے۔۔ کل ہی مجھے ایک سرکاری ادارے سے خط موصول ہوا ہے جس میں صاف الفاظ میں لکھا تھا کہ ہندؤ کے اجارہ داری میں جو تعلیمی ادارے ہے وہ فوراً کسی مسلمان کے سرپرست کرنے ہو گے۔۔ یا تو آپ زبردستی انہیں قبضے میں لے یا پھر قیمت ادا کر کے۔۔۔۔۔ خان بیاض نے مونچھوں کو تاؤ دیا۔۔۔۔۔

راجہ صاحب آرام سے بیٹھ جائیے۔۔ ملازمہ ابھی چائے لاتی ہوگی۔۔ وہ پئیے تب تک کالج کے مکمل کاغذات تیار ہو کر میرا وکیل بس انہیں لے کر پہنچتا ہی ہوگا۔۔ اُن کاغذات پہ دستخط کر کے اور اپنی رقم وصول کر کے جائیے گا۔۔۔ خان بیاض نے ایک مسکراہٹ اُچھالی اور قریب ہی کھڑے بندوق اٹھائے گا۔۔۔ گارڈز کی طرف دیکھا۔۔۔ اور انہیں ابھی بندوقیں نیچے رکھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

راجہ گوپال اور آجیت ناتھ غصے سے لال پیلے ہوتے ہوئے بیٹھ گئیے ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سامنے بیٹھے خان بیاض کی گردن دبوچ لے۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں کالا کوٹ پہنے ایک کرائے کا وکیل لاؤنج میں داخل ہوا۔۔۔ راجہ گوپال کے لاکھ مزاحمت کرنے پر بھی خان بیاض نے ان سے کالج کے کاغذات پر دستخط کروائے۔۔۔

میں تجھے نہیں چھوڑوں گا بیاظط --- راجہ گوپال نے نفرت سے رنگ برنگی روشنیوں میں ڈوبی حویلی کو دیکھا ---

چچا پریشان نہیں ہو --- اس ملعون کی نسلیں تک یاد رکھیں گی کہ اس نے کس سے پنکا لیا --- آجیت ناتھ نے غصیلی نظروں سے حویلی کو دیکھتے ہوئے کہا ---

بیٹا وہ تو ٹھیک ہے لیکن ابھی ہماری بہت اہم چیزیں اس کالج کی زمین کے نیچے دفن ہے --- ہم وہ کیسے حاصل کرے گے --- راجہ گوپال فکر مندی سے بولا ---

چچا مجھ پہ یقین رکھ اگر یہ بیاظط خود کو شیطان سمجھتا تو یہ بھول گیا ہے کہ میں اس کا باپ ہوں --- آجیت ناتھ نے کہا

تو سہی کہتا ہے اور جو وکیل یہ لایا تھا وہ کرائے کا وکیل تھا جناح جیسا شخص
اقلیتوں کو برابری کے حقوق دینے کے صرف دعوے ہی نہیں کرتا بلکہ وہ حق
والے کو حقوق دینا جانتا ہے۔۔۔ یہ شخص ضرور کوئی بڑا کھیل کھیل گیا ہم سے
۔۔۔ راجہ گوپال بولے۔۔

اب بساط بچھانے کی باری ہماری ہے اور میں ایسا کھیل مرتب کروں گا کہ اس
بڈھے کی نسلیں تک تڑپے گی۔۔ آجیت ناتھ نے قہقہہ لگایا جبکہ راجہ گوپال نے
اُس کا کندھا تھپتھپایا۔۔۔۔۔

=====

لائیٹ کی مدد سے وہ سُرخ ہوتی آنکھوں کیساتھ اندر داخل ہوئی --
اور بستر پہ بے سُدھ پڑے وجود کو دیکھا --

عاتکہ --- میری بہن عاتکہ --- اُس کے لب ہلے -- مشال بھی حیرت سے پڑے
اُس وجود کو تک رہی تھی --

وہ اُس کے سامنے ہی بیٹھ گئی -- اُس نے عاتکہ کا ہاتھ تھاما --- جو گہری
نیند میں تھی --

ہادیہ یہ عاتکہ ہے یا پھر کوئی اور ہم نہیں جانتے؟ ہمیں اس ہانڈ گھر سے نکلنا
ہوگا تم اس قدر ریلکسیس ہو کر نہیں بیٹھ سکتی یہاں -- مشال نے اسے کندھے
سے پکڑ کر ہلکا سا جھنجھوڑا --

مشال یہ عاپکہ ہی ہے۔۔ ہادیہ نے کہا۔۔

تم کل کیسے جانتی ؟ تم نے تو کہا تھا کہ ٹائی یفیڈ کے سبب وہ

on leave

پر ہے۔۔ مشال نے کہا

نہیں مشال۔۔۔ وہ جو عاتکہ اس وقت گھر پہ ہے وہ عاتکہ نہیں ہے۔۔۔ ہادیہ

نے جواب دیا۔۔

مم مطلب ؟ مشال حیرت زدہ ہوئی می۔۔

ابھی وہ دونوں باتوں میں مگن تھی جب اندھیرے کمرے کے ایک کونے پہ آہٹ
کا احساس پیدا ہوا۔۔

ہادیہ نے گھبرا کر لائیٹ کا رُخ دھیرے سے کمرے کے اُس کونے کی طرف کیا۔۔

ز ز زویا۔۔۔۔ وہ چلائی می۔۔

تت تم تو مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔ تم نے کہا تھا کہ تم آؤ گی لیکن
نہیں آئی می۔۔۔ ہادیہ روبانسی ہوئی می۔۔

جبکہ مشال حیرت سے سیاہ پُرانے لباس میں بیٹھی گھنگریالے بالوں والی زویا کو
دیکھ رہی تھی۔۔

وہ صرف ایک سراب ہے۔۔۔ عاتکہ نہیں بلکہ ایک سرچھڑے جن زاد کے پالتو
ناگن ہے جو اس وقت بھی عاتکہ اور علیزے کے روپ میں ہے۔ زویا نے جواب
دیا۔

چلو ہادیہ اب جب کہ تم ہنٹر ٹاؤن پہنچ ہی چکی ہو تو کیوں نا تمہیں بتا دیا جائے کہ تم کون ہو؟ زویا نے اُٹھتے ہوئے کہا۔۔

ہممسمم میں جاننا چاہتی ہوں۔۔ ہادیہ نے بے چینی سے اُسے دیکھا

کک کیا مطلب ہادیہ کون ہے۔۔ مثال حیرت زدہ ہوئی می۔۔

اک راز۔۔۔ زویا نے اس کے کان کے قریب سرگوشی زدہ آواز سے کہا۔۔

=====

صفیہ کو اس کے خاندان (اماں -- شیرو) اور کچھ روپے کی پوٹلیوں سمیت آزاد کر دیا گیا...

سبکتگین نے اُس بگھی کو حویلی کے بالائی می حصے پہ کھڑے ہو کر دُور تک دیکھا۔۔۔ اور دھیرے سے پلٹا۔۔۔

اب اُس کا رخ سیاہ ریشمی لباس کے اندر نور کے ہالے سی صورت کی طرف تھا۔۔۔

زرنور۔۔۔ تم میری صفیہ کی حفاظت کرو گی۔۔۔ اور اُسے دشمنوں سے دُور کسی محفوظ مقام میں لے جاؤ گی۔۔۔ اس جمعرات کی صُبح میں تمہیں جنگل کے کنویں کے آس پاس ملوں گا۔۔۔ سبکتگین نے کہا۔۔۔

جو حکم --- زرنور نے سر تسلیم خم کیا۔۔ اپنے خاندان کے ہمراہ صفیہ کے آس پاس رہنا اور کیا تم نے اپنی اماں کا ذہن بھٹکانے کیلئے وہ کام کر دیا؟ سبکتگین نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا۔۔

جی بالکل حضور میں نے اُس شیطانی بڑھیا کے کانوں تک یہ خبر ڈال دی ہے کہ میں نے تمہ خانے میں ایک لڑکی ایک بوڑھی خاتون اور کٹے ہوئے سانپ کے ٹکڑے دیکھے ہیں۔۔ وہ بے چین شیطانی بڑھیا اُس تمہ خانے کا راز ضرور جاننا چاہے گی جب وہ وہاں مصروف ہوگی تب ہم شمل کی باقیات جو وہ جلا کر ایک سات رنگی صراحی میں بند کر چکی ہے وہ ڈھونڈ کر اُسے زمین میں دفن کر دے گے۔۔۔ زرنور نے بھرپور مسکراہٹ سے جواب دیا۔۔

سبکتگین مجھے سب یاد ہے۔۔۔ میں نے ہی اقتان سے کہا تھا کہ مجھے اسی انسانوں کی دنیا میں چھوڑ کر جائے۔۔۔ زرنور مُسکرائی۔۔

ہاں جانتا ہوں --- میں تمہاری شادی سے واقف ہوں --- سبکتگین مسکرایا --- وہ
 بھی مسکرا دی ---

اے میرے اقتان کی نشانی -- میرے سنہری سانپ --- سبکتگین نے جوش مگر
آہستہ آوازیں اُسے پکارا --

حاضر خدمت ہوں میرے آقا۔۔ زرنور نے بھی دھیرے سے کہا۔۔

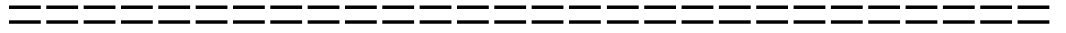
تم جانتی ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے انتظامات مکمل کرو جمعرات کی صبح میں جنگل کے کنویں کے پاس تمہارا انتظار کروں گا۔۔۔

وہ مسکرائی اور ایک لمبی چھلانگ حویلی کے اوپر سے نیچے درختوں کی جھنڈ کی طرف لگائی۔ لیکن زمین تک پہنچتے پہنچتے وہ خود کو ایک سانپ میں بدلنا نہیں بھولی تھی۔۔

یہ وہی سہیلی تھی زرنور..... جو اِقتان کی سب سے قیمتی چیز تھی جسے وہ سبکتگین کے حوالے کر کے گیا تھا۔۔۔

یہ وہی سہیلی تھی جو سبکتگین کی محبت کی بقا کا ضامن بنی تھی یہ وہی سہیلی تھی جو ننھے اذہان کیساتھ کھیلنے آیا کرتی تھی۔۔ لیکن زرنور تنہا کھیلنے نہیں آتی تھی بلکہ اپنے ساتھ ایک چھوٹی گھنگریا لے بالوں والی بچی کو بھی لے کر آتی تھی جو کبھی پلکیں نہیں جھپکتی تھی۔۔۔۔۔

ہاں خوبصورت ننھے اذہان کیساتھ۔۔۔ وہی اذہان صفیہ اور سبکتگین کا اکلوتا بیٹا۔۔۔



جمعرات کی صبح ہی وہ کنویں کے پاس کھڑا تھا اور اس کا بھڑا گھوڑا قریب ہی بندھا تھا۔۔۔ توپلی کے محافظوں کو اس نے جنگل میں داخل ہونے سے پہلے ہی کچھ روپوں میں منہ بند رکھے واپس بھیج دیا۔۔۔

سنہری ناگ رینگتا ہوا کنویں کی منڈیر پر اُچھل کر بیٹھا اور ایک چمکتی ہوئی سنہری روشنی اُبھری۔۔۔

سنہری ناگ کی جگہ اب ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی تھی جس کا چہرہ پُر نور تھا۔۔۔

جانے کا وقت ہو گیا ہے سبکتگین میرے آقا۔۔ میں نے تمام انتظامات سنبھال لیے ہیں۔۔۔ قریبی ہی سرائے میں وہ سب لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ سیاہ لباس میں ملبوس لڑکی بولی۔۔

زبردست۔۔ زرنور۔۔۔ چلو وقت ضائع کیے بغیر کوچ کرتے ہیں۔۔۔ سبکتگین نے پُرجوشی سے کہا۔۔

.. کچھ ہی دیر میں وہ سرائے میں موجود تھا

جہاں اُس کا نکاح تھا صفیہ سے۔۔۔ اُس نے اچھا شاٹ کھیلا اور اِقتان کی قیمتی چیز یعنی زرنور کی مدد سے وہ اپنی محبت کو حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔۔۔

اُس نے ماہ رُخ کی دی گئی می رقم سے صفیہ کیلئے ایک تہہ خانے والا مکان پسند کیا جو اُس حویلی سے پانچ میل کے فاصلے پر تھا۔۔۔ اور یہی وہ خاندان تھا سبکتگین تھا جس سے وہ ہر جمعرات کی صبح سے جمعہ کی رات تک کیلئے ملنے آیا کرتا تھا۔۔۔۔

زر نور بھی اپنے آن دیکھے شوہر اور بھورے گھنگریالے بالوں والی بیٹی کیساتھ صفیہ کیساتھ ہی رہنے لگی تھی۔۔

یوں زندگی کا سکہ چل پڑا تھا۔۔

اور سبکتگین دو کشتیوں کا سوار بن چکا تھا۔۔ وہ مطمئن تھا اُس کی محبت اُس کیساتھ تھی اُس کے پاس تھی۔۔۔۔

!!!! مگر یہ اطمینان یہ سکون طویل عرصے کیلئے تھوڑی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

=====

ماہ رُخ اور سبکتگین کی شادی کو ایک سال ہونے کو آیا تھا ان کے تعلقات میں سبکتگین کی طرف سے ابھی تک سرد مہری برقرار تھی -- اور یہ چیز ماہ رُخ کو بے چین کر دیتی تھی ---

خان بیاض دن رات کالج کے انتظامات اور زمینوں کے چکروں میں مصروف رہتے اور ہر پل ماہ رُخ کی طرف سے خوشخبری کے منتظر بھی تاکہ وہ اپنی کروڑوں کی جائیداد کے وارث نسل کو اپنے ہاتھوں سے پروان چڑھا سکے لیکن ماہ رُخ انہیں کبھی سمجھا نہیں پائی کہ اس سرد مہر شوہر کیساتھ وارث کی خواہش پالنا مضحکہ خیز ہے --

وہ پل پل تپتی جا رہی تھی آگ و شعلے کا ایک دہکتا لاوا اس کے اندر اُبل رہا تھا --- وہ ہر وقت پریشان اور گم سم رہتی --

ابھی بھی وہ نیچے لان میں ٹہلتے سبکتگین کو بالکونی میں کھڑی گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی ---

یہ کس قدر سکون میں ہے مطمئن --- اس سے اس کی محبت چھین لی میں نے اور دیکھو یہ مجھ سے انتقام لے رہا اور میں ماہ رُخ اتنی بے سکون کیوں ہوں --- ہر پل مڑ جھا رہی ہوں --- وہ بے چین کھڑی تھی جب پیچھے سے ایک ٹوکرا اٹھائے ماسی آئی ---

ماہ رُخ بی بی --- یہ راجہ گوپال نے نواسے کی خوشی میں لڈو بچھوائے ہیں --- ماسی نے کہا

ماہ رُخ نے پلٹ کر اُس ٹوکرے کو قہر آلود نظروں سے دیکھا اور زور سے اُس ٹوکرے کو ایک سرے سے پکڑے نیچے پھینک دیا۔۔

آگ میں جھونک دو اس کو۔۔۔۔۔ وہ چلائی۔۔

ماسی ڈر کر ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

مم ماہ رُخ بب بی بی وہ اُن کی طرف سے ایک اور پپ پیغام آیا ہے رر راجہ صاحب نے آج رات سب کو دعوت پہ بلایا ہے۔۔ ماسی نے ایک رقعہ اس کی طرف بڑھایا۔۔

اُس شیطانی بُڑھیا کا رُخ تہہ خانے کی طرف تھا جلد ہی وہ تہہ خانے میں پہنچ چکی تھی۔۔

زر نور نے بتایا تھا کہ یہاں ایک لڑکی بندھی ہے اور سانپ کے ٹکڑے پڑے ہیں
مجھے تو دکھائی نہیں پڑتے۔۔ وہ بڑھیا خود سے ہی بڑبڑاتی بات کرتی تھہ خانے
میں نظریں جمائے کھڑی تھی۔۔۔

اچانک ہی اُس کا پاؤں ٹکرایا اور ایک لوہے کی زنجیر اُس کے پاؤں سے بندھتی چلی
گئی۔۔

اے کون ہے؟۔۔ یہ کون ہے چھوڑو مجھے وہ گلا پھاڑ کر چلائی می مگر بے سود۔۔۔۔

=====

خوبصورت سفید جوڑا زیب تن کیے وہ گلابوں کی خوشبو سے معطر نیچے آیا جہاں خان
بیاض اور ہلکے گلابی جوڑا زیب تن کیے ماہ رُخ پہلے سے اس کی منتظر تھی۔۔
اُس نے مسکرا کر خان بیاض کو دیکھا۔۔

بابا ہم چل سکتے ہیں۔۔ اس نے ماہ رُخ پہ ایک نگاہ بھی ڈالے بغیر کہا

ٹھیک ہے برخوردار۔۔۔ خان بیاض باہر کی طرف بڑھے۔۔

مبارک ہو راجہ صاحب۔۔ خدا اس بچے کو سدا سکھی رکھے۔۔ خان بیاض راجہ گوپال
کے لاؤنج میں بُراجمان تھے سبکتگین بھی خاموشی سے قریب ہی بیٹھا تھا جبکہ ماہ
رُخ رینہ کے پاس تھی۔۔

اچانک سبکتگین کی نظر شیشے پہ اُبھرنے والے وجود پر ٹھہری --
وہ یوںکا --

اُس کے آبرو تن گئی ہے۔۔۔

وہ گلا کھنکارتا ہوا اُٹھا اور معذرت کرتا گویاں کی تویلی کے بیرونی حصے میں آیا۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں چمکتی روشنی سے زرنور کا وجود باہر نکلا۔۔۔

زر نور کیا تم پاگل ہو گئی ہو؟ یہاں اس طرح کیوں آئی ہو؟ اگر کسی نے دیکھ لیا تو۔۔ سبکتگین نے ارد گرد نظر دوڑاتے ہوئے بے چینی سے کہا۔۔

— — —

آپ ابا حضور بن گئی ہیں میرے آقا ایک خوبصورت صحت مند بیٹے کے
--- زرنور نے کھلکھلا کر کہا ---

تم سچ کہہ رہی ہوناں۔۔ الحمد للہ الحمد للہ ،، وہ خوشی سے پاگل ہوا۔۔۔

ابھی جمعرات آنے میں دو دن رہتے ہیں اور میرا دل چاہ رہا ہے کہ اڑ کر اپنی صفیہ اور بیٹے کے پاس پہنچ جاؤں۔۔ سبکتگین نے پُر جوشی سے کہا۔۔

اچھا سبکتگین اب میں جاتی ہوں صفیہ بھی تنہا ہے۔۔ اماں کی حالت بھی ٹھیک نہیں۔۔ علالت بھڑتی جا رہی ہے۔۔ زرنور نے مایوس کن لہجے میں کہا۔۔

فکر نہیں کرو میں آتے ہوئے دوا کہیں سے بھی ڈھونڈ کر لاؤں گا تم بس ابھی واپس جاؤ اور صفیہ اور میرے بیٹے کا بہت زیادہ خیال رکھنا اپنے اُس نامراد شوہر سے کہنا کہ ہر پل اپنی آنکھیں کھلی رکھے۔۔ سبکتگین نے کہا اور اُسے فوراً وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

جبکہ سبکتگین کو بلانے آنے والے آجیت ناتھ نے پیچھے ایک بڑے ستون کے اوڑھ کھڑے ہو کر سارا منظر اپنی آنکھوں میں قید کیا --- اور دھیرے سے ہنسا۔

=====

ماہ رُخ کی شادی کے بعد سبکتگین ہر روز جمعرات کی صبح جمعے کی رات تک اپنی فیملی سے ملنے جانے لگا۔

ہفتے کے سارے دنوں میں اُس کا رویہ سرد ہی رہتا لیکن جمعرات اور جمعے کے آتے ہی اُس کے چہرے پہ ایک نا معلوم پراسرار چمک اور مُسکراہٹ چھا جاتی۔۔۔

ماہ رُخ اُسے آہ بھرتی دیکھتی رہتی۔۔۔



رات کے طعام کے بعد وہ سب لائونج میں بیٹھے تھے جب راجہ گوپال نے ایک سرد
آہ بھری اور خان بیاضط کو دیکھا۔۔۔

خان صاحب ہم یہ حویلی اور زمین جائیداد بیچ کر ہندوستان جا رہے ہیں۔۔۔ اب
چونکہ آپ ہمارے یار دوست ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری جائیداد اور زمین
وغیرہ خرید لے۔۔۔ راجہ گوپال نے چہرے پہ چھائی می افسردگی سے کہا

خان بیاضط کی آنکھیں چمکیں۔۔۔۔

وہ آج معمول سے ہٹ کر تھوڑا زیادہ تیار ہوئی --

ماسی --- سبکتگین کدھر ہے؟ وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے بولی --

بی بی سائی یں ۔۔ آآ آپ شاید بب بھول گئی می ۔۔ ماسی نے ڈرتے ہوئے کہا

کیا بھول گئی ی؟ اُس نے معنی خیز نظروں سے ماسی کو دیکھا۔

آج جج جمعرات ہے اور صاب اپنے خاندان والوں سے ملنے کیلئے نکل چکے ہیں
-- ماسی نے کہا --

ہاں لیکن وہ ہمارے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد جاتے ہیں -- ماہ رُخ سنجیدہ
ہوئی ی اور میں نے تو سوچ رکھا تھا میں آج اُن کیساتھ جاؤں گی -- ماہ رُخ نے
دھیرے سے کہا --

وہ پتہ نہیں آج صاحب بہت خوش خوش تھے وہ جلدی میں نکل گئی ی میں
بیچھے سے ناشتے کی آوازیں ہی لگاتی رہ گئی ی --- ماسی نے کہا --

ہمممممم --- ماہ رُخ نے گہرا سانس لیا ---

وہ بے دلی سے واپس کمرے کی طرف پلٹنے ہی والی تھی جب ارشد بابا نے لنگڑا کر چلتے اُسے آواز لگائی --

ماہ رُخ بی بی ----

بی بی سائیں یہ آپکے نام ایک رُقعه آیا ہے۔۔ اس کے باہر کوئی نام یا آتا پتا نہیں درج۔۔ شاید اندر کچھ لکھا ہو۔۔۔ ارشد بابا نے رُقعه ماہ رُخ کے ہاتھ میں تھمایا۔۔

کس نے بھیج دیا۔۔۔ ماہ رُخ نے بڑبڑاتے ہوئے رُقعہ کھولا۔۔۔

ایک حقیقت شناس لڑکی -- جو محبوب کی موجودگی میں بھی محبت کے لمس اور ""
جذبے سے کوسوں دُور ایک تپتے صحرا میں بھٹک رہی ہے، جس کا پل پل اذیت
میں گزرتا ہے جو حسین ترین ہونے کے باوجود نا تو محبوب کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن
سکی اور نا ہی بن سکے گی --- ایک حقیقت شناس لڑکی یہ آجنبی تجھ سے تیری
"" حقیقت پوچھتا ہے ؟

ایک خیر خواہ آجنبی --

ماہ رُخ نے اس رُقعے کو زور سے بھینچا ---

ارشاد بابا یہ رُقعہ کس نے دیا --- وہ چلائی ی

تمہارا نام اذہان ہے میرے بیٹے۔۔ سبکتگین نے گہری بھوری آنکھوں والے ننھے
شہزادے کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔ جس نے بھوری آنکھیں اپنی ماں سے چُرائی
جبکہ شکل و روپ اپنے باپ سے۔۔۔۔

زر نور بھی صفیہ کے پاس ہی بیٹھی تھی اور ایک خوبصورت کالے رنگ کا ناگ بھی کنڈلی مارے صفیہ کی چارپائی کی بالکل ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔ صفیہ کا شیرو۔۔۔

لیکن کوئی اور بھی تھا کمرے میں جو چپکے سے سب کو دیکھ رہا تھا اور اپنے ٹھنڈک زدہ وجود سے کمرے کو شدید گرمی میں بھی ٹھنڈا کیے ہوئے تھا۔۔۔۔

سبکتگین نے پیچھے مڑ کر دیوار کی طرف دیکھا جہاں بظاہر تو کچھ نا تھا لیکن کمرے میں موجود ہر شخص جانتا تھا کہ وہاں کوئی اور بھی ہے۔۔۔

میرا بیٹا اذہان میری بیوی صفیہ اور میرا شیرو اور تمہاری بیوی زر نور تمہارے پاس میری امانت ہے۔۔ سمجھ گئی۔۔ سبکتگین نے مسکراتے ہوئے آن دیکھے وجود کی

سمت دیکھا جہاں دھیرے سے ہنسنے کی آواز اُبھری اور پھر خاموشی چھا گئی

مورے اماں آج ہوتا تو اذن کو دیکھ کے بڑی ہنستا --- صفیہ نے غمزہ لہجے میں
اذہان کو دیکھتے ہوئے کہا ---

صفیہ اماں جب اس دُنیا سے گئی وہ ہنستی ہوئی خوش باش گئی کہ
میری بیٹی سبکتگین کیساتھ خوش ہے --- کھا میری قسم ایسا ہی ہے ناں؟
--- سبکتگین نے دونوں ہاتھوں سے اُس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا ---

یہ لے زرنور --- میری صفیہ کو کسی چیز کی کمی نا ہوئے -- سبکتگین نے ایک روپوں
سے بھری تھیلی زرنور کی طرف اُچھالی جسے اُس نے کامیابی سے کچ کیا ---

اب میں چلتا ہوں --- اُس نے مسکرا کر صفیہ کو اور اذہان کو دیکھا اور واپس اُس
حویلی کی راہ لی جسکے بارے میں سوچتے ہی اُس کا دم گھٹتا تھا ---

=====

تین مہینے ہونے کو آئے ہیں ہم اس تمہ خانے میں بند ہے -- میرا ناسی اپنے
بچے کا ہی خیال کر لو -- آخر یہ کب تک چلے گا --- کب تک؟ رینہ نے خونخوار
نظروں سے اجیت ناتھ کو گھورا ---

چُپ کر جا -- بالکل چُپ -- اجیت ناتھ دھاڑا --

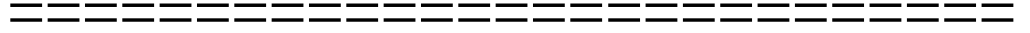
تو تم نے جھوٹ کیوں بولا؟ اور اور ہماری حویلی اور زمینیں اُس خان کو کیوں بیچ دی۔۔۔ رینہ نے صدمے سے اُسے دیکھا۔۔

میں نے کچھ نہیں نیچا میری جان -- بس تُو دیکھ اب اس خاندان کیساتھ کیا ہونے والا ہے -- مجھے سبکتگین کا ایک راز پتہ چلا ہے جو اس خان بیاض اور اس کی مغرور بیٹی ماہ رُخ کو ہرانے کیلئے کافی ہوگا --- وہ ہنسا ---

کک کیسا راز ---؟ رینہ حیرت زدہ ہوئی ---

جواباً وہ زوردار قہقہہ لگانے لگا ---

جبکہ قریب ہی بے ہوش پڑے راجہ گوپال میں ہلچل پیدا ہوئی ---
راجہ گوپال اور آجیت کی باقاعدہ جنگ ہوئی تھی جب انہیں پتہ چلا کہ امرتسر میں ان کے خاندان کے پاس کوئی بڑی زمینیں نہیں ہیں --- اور آجیت نے غصے میں انہیں بے ہوش کر دیا تھا ---



ہاں بڑھے کیا کام ہے تیرا ادھر؟ حویلی کے گیٹ پر کھڑے ایک ملازم نے ایک بوڑھے شخص کو دھتکارا جس نے ہاتھ میں لٹھی پکڑ رکھی تھی اور کندھے پہ ایک تھیلا اٹھا رکھا تھا جس میں ہلکے سبز رنگ کا سانپ باہر کو منہ نکالے بیٹھا تھا اُس کے پورے وجود میں کیکپاہٹ چھائی ہی تھی۔۔

میرا بیٹا ہے جی ادھر۔۔ میرا خون۔۔۔ میرا بیٹا۔۔ میرے جگر کا ٹکڑا۔۔۔ ملنے دو مجھے اُس سے۔۔۔ وہ بوڑھا شخص آنکھوں میں آنسو لیے کیکپاتے ہوئے بولا۔۔

عقل تیری گھاس چرنے گئی ہے کیا یہ خان بیاض کی حویلی ہے چل ادھر سے -- یہاں کوئی تیرا بیٹا نہیں ہے -- ایک ملازم نے اُسے بازو سے پکڑ کر پیچھے دھتکارا وہ گرتے گرتے بچا ---

رے سُبکے --- دیکھ یہ مجھے تجھ سے ملنے نہیں دیتے -- اُس کی آنکھوں میں چھائے آنسو گرے ہوتے جا رہے تھے اور اُس کے دل میں بیٹے سے ملنے کی تڑپ بڑھتی جا رہی تھی ----

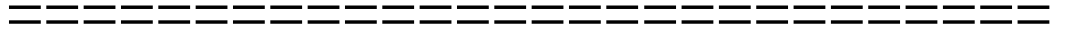
دُور بالکونی سے سبز لباس والی شہزادی نے اُس بوڑھے کو دیکھا اور ارشد بابا کو اشارہ کیا کہ اُس بوڑھے شخص کو میرے پاس لاؤ ---
ارشد نے اثبات میں سر ہلایا اور گیٹ کی طرف لپکا --

جلد ہی وہ حیرت و خوشی سے اُس بوڑھے شخص کو دیکھ رہا تھا۔۔

مالک۔۔ میرا یار۔۔ میرا دوست۔۔۔ وہ خوشی خوشی اُس بوڑھے شخص کا ہاتھ تھامے
اُسے ماہ رُخ بی بی کی طرف لے جانے لگا۔

میرا سُبک۔۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ بس اک واری دیکھ لین دو۔۔ بس اک
ورای۔۔۔ فرط محبت سے وہ بوڑھا شخص یہی بولے جا رہا تھا جبکہ لنگڑا کر چلتے ارشد
بابا کے قدم یکدم منجمد ہوئے۔۔۔

یسبکتگین اپنے کونسے خاندان سے ملنے جاتا ہے۔۔ ارشد بابا کا دل ایک انجانے
طوفان آنے کے شدید خوف سے دھڑکا۔۔۔۔



زویا،، ہادیہ اور مشال کو لیے سیڑھیوں کے پچھلی طرف بڑھی۔۔ غالباً وہاں بھی کوئی می کمرہ تھا۔۔ جس کا دروازہ بند تھا۔۔ شاید یہ ہادیہ اور مشال کی نظروں سے چوک گیا تھا۔۔

ہادیہ اور مشال نے بیک وقت اُس بند دروازے کے کمرے کو دیکھا اور زویا کو دیکھنے لگے جو دو منزلہ مکان کے پچھلی طرف والی بڑی کھڑکی کھولے کھڑی تھی۔۔۔

ہادیہ وہ بلند و بالا تویلی نما بنگلہ دیکھ رہی ہوناں؟ زویا نے کہا۔۔

یہ سر صلاح الدین کا بنگلہ ہے۔۔ مشال بولی۔۔

ہممسم اُسکا ہی ہے -- اور یہی وہ جگہ ہے جہاں ہمیں پہنچنا ہے --- زویا نے کہا --
دفعۃً مکان کے داخلی دروازے پر آہٹ ہوئی --

میں دیکھتی ہوں --- زویا یہ کہتے پیچھے مڑی -- جبکہ وہ دونوں چپ چاپ وہی کھڑی
رہی ---

ز زویا -- کافی دیر بعد بھی جب زویا نہیں آئی تو ہادیہ نے اُسے پکارا --

اندھیری زدہ تاریکی سے وہ جوتوں کی آواز کی ٹک ٹک کرتی باہر نکلی ---

زویا کون تھا؟ ہادیہ نے پوچھا --

کوئی می نہیں۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔ زویا نے آہستگی سے کہا۔۔

=====

میرا سُبک۔۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ بس اک واری دیکھ لین دو۔۔ بس اک واری۔۔۔ فرط محبت سے وہ بوڑھا شخص یہی بولے جا رہا تھا جبکہ لنگڑا کر چلتے ارشد بابا کے قدم یکدم منجمد ہوئے۔۔۔

یسبکتگین اپنے کونسے خاندان سے ملنے جاتا ہے۔۔ ارشد بابا کا دل ایک انجانے طوفان آنے کے شدید خوف سے دھڑکا۔۔۔۔

چل رے ارشد --- چل مجھ سے اب صبر نا ہوئے -- بتا کہاں ہے میرا بیٹا؟ وہ
بوڑھا شخص مسکراتے ہوئے بولا --

کاش کے مالک تجھے بی بی سائی میں نے نا دیکھا ہوتا -- ارشد نے کہا اور اسے ماہ رُخ
کے سامنے لے گیا --

مالک یہ لڑکی --- تیری بہو ہے -- سبکتگین نے اس سے شادی کر لی ہے
--- ارشد بابا نے کہا --

جبکہ ماہ رُخ حیرت سے اُس بوڑھے شخص کو دیکھنے لگی --
اچھا تو آپ ہے سبکتگین کے والد بزرگوار -- ماہ رُخ خوشدلی سے مسکرائی --

بیٹیا۔۔ مجھے میرے بیٹے سے ملا دو اک واری بس۔۔ میری یہ پیاسی آنکھوں کی پیاس بجھا دو۔۔ یہ آنکھیں بس اُسے ایک بار جی بھر کر دیکھ لینا چاہتی ہے پھر موت بھی آجائے تو بھی کوئی غم نہیں۔۔۔ بوڑھا شخص بولا۔۔

محترم۔۔ سبکتگین آپ سے ملنے کیلئے جاتا ہے بلکہ ہفتے کے دو دن وہ آپ اور اپنے خاندان والوں کیساتھ گزارتا ہے۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی آپ ایسا رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں جیسا کہ عرصہ ہو گیا آپ نے سبکتگین کو نہیں دیکھا ہو۔۔ جبکہ سبکتگین آج بھی ہمیشہ کی طرح آپ سے ملنے کیلئے چلا گیا تھا۔۔۔ ماہ رُخ نے کہا۔۔

نادھی رانی۔۔ سبکتگین تو جب کا گھر چھوڑے گیا کبھی نا ملا مجھے۔۔۔ میرا بیٹا کدھر ہے؟ وہ بوڑھا شخص غمزہ ہوا۔۔

جبکہ ماہ رُخ کے دل و دماغ میں یکدم شعلہ اُگلتی گھنٹیاں بجنے لگی --

ارشاد بابا --- یہ سب کیا ہے؟ سبکتگین کہاں ہے اور کہاں جاتا ہے وہ؟ وہ
چلائی می --

جبکہ ارشد ہاتھ باندھے نیچے دیکھتا رہا --

یا میرا خُدا یہ کیسی آگ ہے یہ کیسا فریب ہے؟ نہیں چھوڑوں گی بالکل نہیں
چھوڑوں گی سبکتگین مجھے ہر چیز بتائے گا -- وہ چینیختی چلاتی لان میں ادھر ادھر تیز
تیز قدموں سے چل رہی تھی جب حویلی کا ایک محافظ آگے بڑھا --

ماہ رُخ بی بی سائی یں --- یہ رقعہ کوئی می حویلی کے گیٹ کے پاس رکھ گیا تھا
-- محافظ نے کہا

ماہ رُخ نے تیزی سے اُس کے ہاتھوں سے رقعے کو اچکا ---

اے میرے سہانے خوابوں کی ملکہ --- ""

خود کو ایسی اذیت میں مبتلا مت کرو جس کی شفا بھی میسر نہ ہو --- ہاں میری ملکہ یہ
عشق کی اذیت کو خود پر سنوار مت ہونے دو بلکہ اُن لوگوں کا چین و سکون چھین
لو جو تمہارے ہی سائے تلے پلتے ہوئے بچھو تمہیں لمحہ بالمحہ دُنگ مار کر اذیت سے
دوچار کر رہے ہیں ---

میں تمہاری ذات کی ہر کرب و اذیت سے واقف ہوں اب وقت آگیا ہے کہ اس
کرب و اذیت کی وجہ بننے والوں سے تم بھی واقف ہو جاؤ ---
میں تم سے جلد ملوں گا ---

صرف و صرف تمہارا خیر خواہ

یہ کون ہے جو مجھے اتنی گہرائی سے جانتا ہے؟ ماہ رُخ نے بے چینی سے رقعے کو
اُلٹ پلٹ کر دیکھا۔۔۔۔

ارشاد بابا۔۔ اس بزرگ کو حویلی کے کسی بھی کمرے میں قید کر دو۔۔۔۔ ماہ رُخ نے
کہا جبکہ ارشد بابا نے ہچکچاتے ہوئے بوڑھے شخص کو دیکھا۔۔

بی بی سائی یں۔۔۔ یہ بزرگ مم میرے عزیز دوستوں میں سے ہے خدا را میرے
واسطے۔۔۔ ارشد کی بات اُس کی زبان میں ہی رہ گئی۔۔

محافظو۔۔ ماہ رُخ چلائی۔۔

حویلی کے گیٹ پر کھڑے پہرہ دار دوڑتے ہوئے آئے ---

اس بوڑھے شخص کو قید کردو اور ہاں کسی کمرے میں نہیں بلکہ تہہ خانے میں
----- ماہ رُخ نے شعلہ زدہ چہرے سے بزرگ کو دیکھا جو مسلسل سبکتگین کو پکار رہا
تھا ----

=====

دیکھ رینہ میرے بیٹے اور اپنا خیال رکھی -- مجھے آج کچھ ضروری کام کے واسطے تہہ
خانے سے باہر جانا ہوگا۔۔۔ اجیت ناتھ نے ایک بڑی سیاہ چادر سے اپنے وجود کے
گرد اوڑھتے ہوئے کہا۔

میری تو تُو فکر ہی نا کر۔۔ میں خود کا دِفاع کرنا اچھے سے جانتا ہوں۔۔ اور ہاں
 --- آجیت ناتھ نے ایک اچھی نظر خاموش بیٹھے راجہ گوپال پر ڈالی ۔۔
 انہیں کھانے میں کچھ دال دلیہ دے دینا۔۔۔ یہ کہتے ہی وہ تیزی سے باہر نکلا

جلد ہی وہ خان بیاظط کی حویلی کے سامنے درختوں کی جھنڈ میں بیٹھا۔۔
آج جمعرات تھی اور اُسے ہر حال میں سبکتگین کا پیچھا کرتے ہوئے اُس کے راز
کے متعلق معلومات لینی تھی۔۔ اور پھر وہ وقت بھی آن پہنچا۔۔

سبکتگین گھوڑے پہ براجمان حویلی کے اصطبل سے نکلا اور جنگل کی اوڑھ چلا گیا

آجیت ناتھ بھی تیزی سے درختوں کی آوٹ میں چھپتا چھپاتا جنگل کی طرف بھاگا
-- چونکہ اُس کے پاس کوئی می موٹر کار یا گھوڑا موجود نہ تھا وہ پیدل ہی جنگل کی
طرف دوڑا۔۔ اُس نے جنگل کی طرف سے کچھ گھڑسوار کو دیکھا جو واپس آرہے
تھے۔۔ لیکن اُن میں سبکتگین نہیں تھا غالباً اُس نے محافظ گھڑسواروں کو واپس بھیج
دیا تھا۔۔۔

وہ درختوں و پودوں اور جھاڑیوں کے پیچھے چھپتا ہوا اُس کنویں تک پہنچ گیا۔۔ جہاں
سبکتگین کا گھوڑا ٹھہرا ہوا تھا۔۔ اور وہ بھی بے چینی سے ادھر ادھر ٹھل رہا تھا۔۔۔

وہ چُپ چاپ بنا آواز کیے جھاڑیوں کی آوٹ میں بیٹھا رہا۔۔۔
تھوڑی ہی دیر میں ایک نہایت چمکتا ہوا سنہرا ناگ کنویں کی منڈیر پر اُبھرا اور دیکھتے
ہی دیکھتے ایک خوبصورت لڑکی میں بدل گیا۔۔۔

آجیت ناتھ کو یہ سب دیکھ کر زیادہ حیرت نا ہوئی ی وہ یہ منظر پہلے بھی دیکھ چکا
تھا۔۔۔

اب سبکتگین اور وہ سانپ والی لڑکی جنگل کے ایک ایسے راستے کی طرف چل
پڑے جس کے آخر میں ایک گاؤں تھا۔۔۔ اب وہ دونوں چلتے چلتے گاؤں کے
بالکل آخر والے حصے پر بنے چھوٹے سے گھر میں داخل ہوئے۔

چادر کو اچھی طرح لپیٹے وہ گھر کی طرف بڑھا۔۔۔

وہ جلد ہی ہانپنے لگا۔۔۔

اُنہیں ضرورت تھی طاقت کی اُن دیکھی طاقت کی جسے وہ قابو میں کر سکے اور اسی مقصد کے حصول کیلئے وہ شیطانی عامل کیساتھ راتوں کو جنگل اور قبرستانوں میں جانے لگا۔۔۔ اور یوں۔۔۔

وقت کا پہیہ دھیرے دھیرے گھومتا رہا۔۔۔
سبکتگین اور صفیہ کا ساتھ ابھی تقدیر میں مزید لکھا ہوا تھا۔۔۔۔

=====

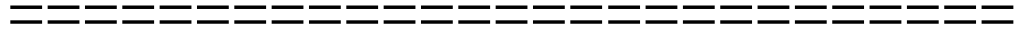
وہ چاولوں کو دم پہ رکھے رائی تہ تیار کرنے میں لگن تھی جبکہ سلاد اور کباب وہ پہلے ہی بنا چکی تھی۔۔۔

اماں ہادیہ بس آنے والی ہی ہوگی۔۔ میں سوچ رہی تھی کہ آج وہ آجائے تو میں اُسے کسی اچھے سے دماغی ڈاکٹر کے پاس لے کر جاؤں گی۔۔ ثروت بیگم نے تیز تیز ہاتھ چلاتے ہوئے کہا اور سامنے تسبیح پڑھتی دادی کو دیکھا۔۔

پتہ نہیں ثروت دل کیوں گھبرا رہا۔۔ بس میری بچی خیریت سے گھر آجائے۔۔۔ دادی نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

آجائے گی اماں۔۔ وہ آج تھوڑا لیٹ آئے گی اُسے مشال کیساتھ لائی بریری بھی جانا تھا۔۔ ثروت بیگم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔

اماں نے ایک پریشان کن نظر ثروت پہ ڈالی اور تسبیح کے دانے گھمانے لگی۔۔۔



””””” قصر القریش ”””””

دوسری دُنیا

دُور دُور تک چمکتے ستارے اور ٹھنڈی ہوائی رات کے اُس سہانے منظر کو مزید دلکش بنا رہے تھے۔۔۔

یہ جنگل کے بیچ و بیچ ایک پرانے کھنڈر نما عمارت کے آثار تھے۔۔ ضرور یہاں کوئی می عالیشان محل ہوا کرتا تھا جو اب کسی کھنڈر سے کم نہ تھا۔۔۔

کھنڈرات کے اندر اُترتے تو دو تین می کی سیڑھیاں دکھائی می پڑتی ہے۔۔ دیکھنے والے کو یونہی معلوم ہوگا جیسے یہ سیڑھیاں کسی زمانے میں کھنڈروں کے اندر زمین کے

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com Page 611
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

اُس محل تک پہنچنے کیلئے ایک دیو ہیکل فوارے اور اُس کے ارد گرد بنے دو بڑے بڑے تالابوں کے اوپر بنے پُل پر سے ہو کر گزرنا پڑتا تھا۔۔۔

دونوں تالابوں کے بالکل منڈیر پر سُرخ قالین بچھے تھے اور اُس پر بارہ جنات ایک تالاب کے سامنے جبکہ بارہ جنات دوسرے تالاب کے سامنے بیٹھے تھے اور مسلسل سورت القریش کا ورد کر رہے تھے۔۔۔ اس تالاب کے کنارے 24 گھنٹے سورت القریش کا ورد ہوا کرتا تھا اور اس پر محل میں کام کرنے والے جنات کی باری باری ڈیوٹیاں لگتی تھیں۔۔۔۔ قصر القریش بھی مُبارک سورت کے نام پر رکھا گیا تھا۔۔۔۔

نیک و بزرگ شاہ جنات اپنی زوجہ اور دو بچوں کے ہمراہ محل قصر القریش میں قیام فرما تھے۔۔

شاہ جنات کا وجود ایک شفاف حقیقت ہے بالکل ایسے جیسے آپکا اور میرا وجود۔۔۔

شاہِ جنات کے دو ہی بیٹے تھے ایک مکمران اور دوسرا اسمٰئل۔۔

مکمران اپنی دُنیا میں ہی رہتا تھا اور اس کے تمام شوق اپنے محل کی چار دیواری تک ہی محدود تھے لیکن اسمٰئل ہرگز ایسا نہ تھا۔۔ اُسے نت نئی می چیزوں کا روپ دھارنا۔۔ دُنیا دیکھنا۔۔ انسانی دُنیا۔۔ چونٹیوں کی دُنیا دیکھنا۔۔ آبی مخلوق کی دُنیا دیکھنا وغیرہ بہت پسند تھا۔۔ وہ اپنے محافظوں کے ہمراہ ابا حضور سے اجازت لے کر کئی بار انسانی دُنیا میں آچکا تھا لیکن اُسے انسانی دُنیا میں آکر صرف و صرف جنگل کی سیر تک کی اجازت تھی وہ شہروں اور قصبوں اور بازاروں کو بس دُور فضا سے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتا رہتا تھا۔۔۔۔

ایسے ہی ایک رات وہ اپنے محافظوں کے ہمراہ انسانی دُنیا میں آدھمکا۔۔ جہاں اُس نے ایک سپیرے کے خاندان کو دیکھا۔۔ لیکن وہاں ہی اُس نے ایک جن زادِ اِقتان اور اُس کی سب سے قیمتی چیز زرنور ناگن کو بھی دیکھا۔۔ چونکہ اسمٰئل اُس

وقت بہت چھوٹا تھا اور اقتان کی نسبت بہت کم طاقت رکھتا تھا اس لیے اُس نے براہ راست اقتان کو کچھ کہے بغیر اُس کی شکایت اپنے ابا حضور سے کر دی۔۔۔ لیکن شہنشاہ جنات نے اقتان کو کوئی می بھی سزا سنائے بغیر اُسے رہا کر دیا اور ساتھ ہی اسمل کی نگرانی پر معمور کر دیا۔۔۔ اقتان اُس کی حفاظت پہ معمور تمام جن زادوں سے زیادہ طاقتور تھا اور یہی بات اسمل کو پریشان کرتی تھی۔۔۔۔ جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا جا رہا تھا ویسے ویسے اُس کے اردگرد منڈلاتی محافظوں کی تعداد بھی اُسے کسی قید خانے سے کم نہیں لگ رہی تھی اور خاص الخاص اقتان کی ہر وقت اُس کے اردگرد موجود رہنا۔۔۔

وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ابا حضور نے اقتان کو اُس کے انسانی خاندان سے بھی ملنے کی اجازت دے رکھی ہے۔۔۔

ابا حضور سے اجازت کی ضرورت نہیں۔۔ میں ایک شہزادہ ہوں اور انسانی دُنیا میں جا کر روشن قمر کا نظارہ کرنا چاہتا ہوں تب تک تم اپنے خاندان سے مل لینا۔۔۔
اسمل نے کہا۔۔

لیکن شش شہنشاہ۔۔۔ اقتان نے کچھ کہنا چاہا۔۔

چلو چلے۔۔ اسمل نے اپنے قدم باغ کے کارنر پر بنے لکڑی کے بوسیدہ دروازے کی سمت بڑھا دیے۔ اقتان بھی چپ چاپ اُس کے پیچھے چلنے لگا۔۔۔

=====

اندھیرے کمرے میں لاٹھی کے سہارے وہ ادھر ادھر چلتا جا رہا تھا۔۔

میرے خُدا۔۔ میرا سُبک کدھر ہے۔۔۔ مالک نے کرب زدہ لہجے میں اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مارتے نحیف سی آواز میں کہا۔۔۔

زنجیروں میں جکڑی بڑھیا نے قریب ہی جلتے ہوئے چراغ کو پاؤں سے سرکایا اور اُس بوڑھے مالک کے سامنے کر دیا۔۔۔

مالک نے آگے بڑھ کر چراغ کو پکڑا اور اُسے بڑھیا کی طرف کیا۔۔ لیکن بڑھیا کو دیکھتے ہی وہ کانپا۔۔

کیا کہا کافر تو نے۔۔ ایمان کی قربانی۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ ایمان کی قربانی۔۔۔ جانتی بھی ہے جو تو بول رہی وہ اس زبان کے کہنے لائی ق الفاظ ہے بھی یا نہیں۔۔۔۔ بوڑھا مالک تڑپا۔۔۔

تو کیا یہ میری زرنور کیلئے محبت ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں ہے۔۔۔ بڑھیا چلائی می

زرنور بیٹی تجھ سے نفرت کرتی ہے بلکہ میرا یقین ہے کہ وہ تجھے لائی ق نفرت بھی نہیں سمجھتی ہوگی۔۔۔ بوڑھا مالک نے بھی چلاتے ہوئے جواب دیا۔

بس بہت ہو گیا۔۔۔ دیکھنا میرا اِقتان مجھے اس حال میں دیکھتے ہی مجھے اس سب سے نکال لے گا۔۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے وہ تم سے زرنور سے سبکتگین

ہا ہا ہا۔۔۔ وہی اِقتان ناں۔۔۔ جو تجھ سے زرنور کو چھین لے گیا جب تو زرنور بیٹی کو لے کر بھاگ گئی تھی اور تجھے پتہ ہے وہ زرنور اپنی قیمتی امانت مجھے بھی نہیں دے کر گیا بلکہ سبکتگین کے حوالے کر کے گیا ہے۔۔۔ بوڑھے مالک نے بھی ہنستے ہوئے کہا جبکہ بڑھیا کا چہرہ یکدم فق ہو گیا۔۔۔

کیا میرا کوئی ی آسرا نہیں بچا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے زور سے چلائی
میں جو آس لگائے بیٹھی تھی کہ میری بیٹی زر نور۔۔ میرا بیٹا اِقتان۔۔
سبکتگین مجھے بچانے آئے گا کیا وہ سب سراب تھا۔۔۔ وہ اب چنخ رہی تھی۔۔

آسرا سہارا صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے باقی سب سراب ہے اور تو سراب میں رہ رہی تھی اور آخری دم تک اسی سراب میں رہے گی۔۔۔۔ مالک نے بھی اُس کی چلیخوں کو نظر انداز کرتے بلند آواز میں کہا۔۔۔

نن نہیں۔۔ دیکھ میں اس سراب کو کیسے ختم کرتی۔۔۔ دیکھ دیکھ مالک دیکھ اور میرے بیٹے اِقتان۔۔ اور زرنور کو بتا دینا۔۔۔ دیکھ مالک۔۔۔۔ زوروں سے چلاتی اور تیز تیز آواز میں سانس لیتی ہوئی بڑھیا نے کہا اور ایک دلدوز قہقہہ لگاتی مالک کے ہاتھ میں پکڑے چراغ پر زوروں سے پاؤں مارتے ہوئے گرا دیا۔۔۔

چراغ گر چکا تھا اور اُس کے اندر موجود تیل بھی نکل چکا تھا۔۔۔

تہہ خانے میں بس ایک ہلکی سی چراغ کی شمع تھی جو بُجھنے کے قریب تھی۔۔ اس کیساتھ ہی عجیب و غریب سرگوشیاں اور دل دہلا دینے والی آوازیں بھی تہہ خانے کے ہر طرف سے آنے لگی تھی۔۔

بوڑھے مالک نے گھبرا کر کیچکپاتے ہوئے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔

وہ بڑھیا زنجیروں سے آزاد اپنے پنچوں کے بل بیٹھی بوڑھے مالک کو ہی گھور رہی تھی

■■■■

دروازہ پار کرتے ہی وہ جنگل میں پہنچ چکے تھے۔۔

اِقتان میں تمہاری فیملی سے نہیں ملنا چاہتا۔ تم مل آؤ اور ہاں وہ ٹیلا دیکھ رہے ہو
ناں میں اُس کے آس پاس ہی چاند کا نظارہ کرتا ہوا ملوں گا۔۔۔ اسمل نے سعادت

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com Page 623
 E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

اقتان کے جاتے ہی وہ شاطر جن مکھی کی شکل دھارے دھیرے دھیرے دھیرے اڑتا ہوا جنگل کے دوسری طرف پرواز کر گیا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اڑ کر یا طاقت کا استعمال کرتے ہوئے بھاگے گا تو اقتان اُس کے سپارکلز کو میلوں دور بیٹھے بھی جان لے گا اور ایک سیکنڈ سے پہلے اُس تک پہنچ بھی جائے گا۔۔۔

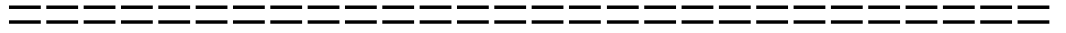
مکھی کے روپ کے فوراً بعد وہ چیتے کے روپ دھارے تیز تیز دوڑتا ہوا جنگل میں غائب ہو گیا۔۔۔ جلد ہی وہ جنگلوں اور کئی می گاؤں کو پار کرتا ہوا بہت دُور نکل چکا تھا۔۔۔۔۔

اب وہ چیتے کے روپ سے ایک ناگ کے روپ میں آگیا۔۔۔ اور یوں ہی تیز تیز رینگتا ایک گاؤں کے قریب پہنچا جس کے دوسری طرف ایک اور چھوٹا سا جنگل تھا۔۔۔

لیکن جیسے ہی وہ گاؤں عبور کرتے ہوئے جنگل میں داخل ہوا۔۔۔ وہ بے خود ہونے لگا۔۔۔ جنگل میں ایک دھیمی سی سُریلی آواز آرہی تھی جو اُس کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔۔۔ وہ لاکھ خود پہ قابو پانے کی کوشش کرتا رہا لیکن بے سود۔۔۔ آخر وہ بے خودی کے عالم میں جومتا ہوا رینگ رینگ کر اُس جنگل کی ایک جھونپڑی کے پاس پہنچا جس کے قریب ہی آگ کا آلاؤ جلائے ایک بوڑھا شخص بیٹھا تھا۔۔۔

جھوم جھوم کر آتے اُس ناگ کو دیکھتے ہی شیطانی بوڑھے زرتوس نے قتمہ لگایا۔۔۔۔

ہا ہا شاہِ جنات کا فرزند۔۔۔ اسمٰئل۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ اور اُس کا قتمہ بلند ہوتا گیا۔۔۔



اقتان نے اسمٹل کو خاموشی سے چاند کا نظارہ کرتا دیکھ کر سٹکھ کا سانس لیا اور کندھے پر لٹکتی ناگن کے ہمراہ جنگل میں اپنے خاندان کے پاس آ پہنچا۔۔

گم سم اپنے کام سے کام رکھنے والا نیلی آنکھوں لرکا شروع سے ہی اقتان کے دل کے قریب تھا۔۔

سُبک۔۔۔ وہ ہنسا اور خاموشی سے بیٹھے سبکتگین کو اپنے مضبوط بازؤں سے پکڑ لیا۔۔

یہ وہی فقیر تھا جسے صفیہ نے اپنی سرپرستی میں لیا ہوا تھا یہ وہی تھا جو سبکتگین کا پیغام صفیہ تک پہنچایا کرتا تھا۔۔ ہر وقت میلے کپڑوں میں گھومتا ہوا یہ فقیر کون تھا کوئی می نہیں جانتا تھا۔۔ وہ بس بچپن سے ہی ان سب کیساتھ تھا اور مالک کے مطابق یہ فقیر جب جوان لڑکا ہوا کرتا تھا تب اُسے جنگل میں زخمی حالت میں ملا تھا اور تب سے ہی وہ ان کیساتھ تھا۔۔۔۔

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com Page 628
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)



بوڑھے زرتوس نے ایک بلند قمقمہ لگایا اور اندر سے ایک پیالہ نکال لایا ---
اُس نے پیالے میں کچھ پانی بھرا اور اُس پہ منتر تندر پڑھ کر پھونکنے لگا ---

آپ کے مطابق ہم شاہ جنات کے بیٹے کو پکڑ چکے ہیں تو پھر یہ تیاریاں کس لیے
--- گھنی بھنویں اور سکڑے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی وہ درمیانی عمر
کی عورت بولی ---

ارے آگینے --- یہ کوئی عام جن زاد نہیں ہے بلکہ ہیرے کی کان ہے اور اس
کی طاقت اور اس کے ابا اور اس کے دربار میں موجود بہت سے جن زادوں کی
طاقت کا مقابلہ میں نہیں کر پاؤں گا اس لیے ہمیں انہیں دھوکے میں رکھنا ہے

اور آس پاس موجود کسی اور جن زاد کو پکڑتا ہے جسے ہم اپنے مڑکل کے طور پہ سامنے رکھ سکے۔۔ بوڑھے زرتوس نے کہا۔۔

وہ تو ٹھیک ہے ابا حضور۔۔ لیکن۔۔ اس سے پہلے کہ وہ عورت کچھ اور بولتی۔
زرتوس نے ہاتھ بلند کرتے اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پیالے کو غور سے دیکھنے لگا۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔ ابھی میرے پاس اتنی طاقت نہیں کہ اس دھویں سے بنے جن کو قابو کر سکوں۔۔۔ وہ بوڑھا زرتوس پیالے میں جھانکتے ہوئے بولا اور غور سے پیالے کے پانی کو پھر سے دیکھنے لگا۔۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ خوشی سے چلایا۔۔

ہاں -- ہاں یہ جن یہ فقیر کے روپ میں جو ہے --- اسے قابو کرنا ہوگا -- ہا ہا
-- یہ کہتے ہی بوڑھا زرتوس اپنی چالیں چلنے لگا اور جلد ہی وہ اپنی شیطانی طاقتوں کے
بل بوتے پر اسمل کو ڈھونڈتے فقیر جن کو مکمل طور پہ اپنے قابو میں کر چکا تھا

=====

وہ اسمل کو ہر جگہ تلاش کر چکا تھا مگر نتیجہ بے سود --

تین راتیں تین دن مسلسل اسمل کو تلاش کرتا وہ تھک کر جنگل میں آ بیٹھا تھوڑی
ہی دیر بعد فقیر جن بھی اپنے اصلی روپ میں اِقتان کے سامنے بیٹھا تھا ----

سدوش ---- اِقتان نے تھکے ہوئے لہجے میں فقیر جن کو اُس کے اصلی نام سے
پکارا ---

میں اسمٰئل کو نہیں ڈھونڈ سکا میں شہشاہ کو کیا جواب دوں گا مزید یہ کہ میں اُن
سے اجازت لے کر بھی نہیں آیا تھا --- اِقتان نے کہا -

اِقتان ہمیں فوراً شہنشاہ کے حضور پہنچنا ہوگا ممکن ہے وہ اپنی طاقت سے اسمٰئل کو
رہا کروا لے --- سدوش نے کہا --

رہا کروا لے -- اِقتان چونکا --- کیا مطلب سدوش تمہیں کیسے خبر کہ اسمٰئل کسی کی
قید میں ہے -- اِقتان نے کہا --

وہ مجھے بس ایسے لگا کہ شاید شہزادے کو کسی نے پکڑنا لیا ہو۔۔۔ وہ۔۔۔ سدوش
نے تیزی سے کہا۔۔

ہمم۔۔ میں شہنشاہ کے حضور جا رہا ہوں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔ اقتان نے کہا
۔۔

رُکو اقتان۔۔۔ زرنور کہاں ہے؟ سدوش نے کہا۔۔

اُسے میں نے ایک شخص کے حوالے کر دیا ہے جو زرنور کی حفاظت کرے گا اور زرنور
اُس شخص کی۔۔۔۔ اب میں اپنے خاندان سے ملنے کے بعد شہنشاہ کی طرف جاؤں
گا۔ اقتان نے تیزی سے کہا جبکہ غدار سدوش نے غصے سے مٹھیاں بھیچ لی۔۔۔

اِقتان میں نے تم پر بھروسہ کیا اور تم میرے ہی شہزادے کو کسی کام وکل بنا آئے۔۔۔ سب جان چکے ہیں ہم۔۔۔ سدوش نے ہمیں سب بتا دیا ہے۔۔۔ شاہ جنات نے غصے سے گرجتی ہوئی آواز میں کہا اور قریب ہی کھڑے سدوش کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

اِقتان نے بے یقینی سے سدوش کو دیکھا۔۔۔

اب جب تک تم نہیں بتاؤ گے کہ تم نے اسمبل کو کس کام وکل بنایا ہے تب تک تمہاری زندگی جہنم بناتا رہوں گا۔۔۔ شہنشاہ گرجا۔۔۔

تمہاری وہ پالتو ناگن کہاں ہے؟ سامنے لاؤ اُسے۔۔۔ میں اُس کے ٹکڑے کردوں گا اگر وہ سچ نا بولی۔۔۔ شاہ جنات بے حد غصے میں تھا۔۔۔

اقتان کو بیڑیوں میں جکڑ کر لے جایا گیا۔۔۔

جبکہ سدوش واپس زرتوس کے پاس آگیا۔۔۔
زرتوس اُسے مکمل طور پہ قبضے میں کر چکا تھا اور اب زرنور کو ڈھونڈنے میں اُس کی مدد بھی کر رہا تھا۔۔۔

=====

تہہ خانے میں بس ایک ہلکی سی چراغ کی شمع تھی جو بجھنے کے قریب تھی۔۔ اس کیساتھ ہی عجیب و غریب سرگوشیاں اور دل دہلا دینے والی آوازیں بھی تہہ خانے کے ہر طرف سے آنے لگی تھی۔۔

بوڑھے مالک نے گھبرا کر کپکپاتے ہوئے دل پہ ہاتھ رکھا۔۔

وہ بڑھیا زنجیروں سے آزاد اپنے پنچوں کے بل بیٹھی بوڑھے مالک کو ہی گھور رہی تھی

اب دیکھ مجھے۔۔۔ وہ بڑھیا چلائی اور زوروں سے کلمہ اور استغفار کے کلمات پڑھنے لگی۔۔۔

جوں جوں وہ کلمہ و استغفار پڑھتی جا رہی تھی ویسے ہی اُس کی گردن کے گرد بندھا لال دھاگہ بھی کھینچتا چلا جا رہا تھا اور اُس کا گھیرا گردن کے گرد تنگ ہوتا جا رہا تھا

اس بڑھیا کے جسم کے کئی حصوں سے خون بہہ رہا تھا جیسے کوئی می اُسے نوچ رہا ہو۔۔

اور اگلے ہی پل خاموشی چھا گئی۔۔۔

بڑھیا کا وجود ساکت ہو چکا تھا اور اُس کی جان ختم ہو چکی تھی۔۔۔
بوڑھا مالک کسی سکتے کی سی کیفیت سے اٹھا اور بڑھیا کی آنکھیں بند کرنے کی غرض سے آگے ہوا لیکن اچانک ہی اس کے وجود پر آگ لگ گئی۔۔۔
وہ چلتی ہوا پھر سے دیوار سے جا لگا۔۔

پل بھر کیلئے روشنی ہوئی ی۔۔۔ پھر اندھیرا چھا گیا۔۔۔۔

تو نے محبت ثابت کر دی۔۔۔ اس سائیں تیری توبہ قبول فرمائے۔۔۔ آمین وہ بوڑھا
لرزتی ہوئی می آواز میں بولا۔۔۔

اور یکدم بوڑھا مالک بھی پیچھے کو لڑھک گیا۔۔۔

میرا شیر۔۔۔ میرا بیٹا سبکتگین۔۔۔ اُس نے اپنی آنکھوں میں سبکتگین کی تصویر کو
سوچا اور آخری ہچکی لی۔۔۔

=====

اے حسین و جمیل میرے نازک دل کی ملکہ۔۔۔۔۔"

""ایک خیر خواہ اجنبی ----

..اُس نے ماہ رُخ کی طرف رقعہ پہنچایا اور چادر اُڑھے قریبی جنگل کی طرف بڑھا

کچھ ہی دیر میں وہ ایک شیطانی عامل کے سامنے دو زانو بیٹھا تھا اور اُس سے مدد کی
التجا کر رہا تھا۔۔

زرتوس ہنسا۔۔۔

آجیت ناتھ۔۔ تجھے اپنی وفاداری ثابت کرنی ہوگی کیونکہ میرے لیے اور میرے
دھندے کیلئے روپے پیسے سے زیادہ اہم وفاداری ہے۔۔۔ زرتوس نے کہا۔۔

فکر نہیں کر۔۔ بابا سائی یں۔۔ میری نسلیں بھی تیرے ساتھ وفاداری نبھائی یں گی
۔۔۔ آجیت ناتھ نے کہا۔۔

زرتوس کے چہرے پہ چمک اُٹھی۔۔

اب بول کیا چاہتا ہے تُو۔۔۔۔ زرتوس نے پوچھا۔۔

آجیت ہنسا اور بولتا گیا۔۔۔ اُس نے تمام واقعہ من و عن زرتوس کے گوش گزار دیا

اتنی بڑی زمین و جائیداد والوں کی داستان سُن کر زرتوس کے منہ میں بھی پانی بھر آیا۔۔۔

اب انہوں نے ایک خطرناک منصوبہ بنایا۔۔۔

آجیت کے پاس دولت تھی تو زرتوس کے پاس طاقت --) سدوش اور
اسمل.... (اس سب منصوبے میں زرتوس کی بیٹی جو کہ ایک جادوگر اور سپین تھی
آبکینہ بھی شامل تھی ----

ابھی زرتوس آجیت کیساتھ منصوبے بنانے میں لگن تھا آگینے بھی قریب ہی بیٹھی تھی۔۔۔ تبھی ان کے جھونپڑے کے عین اُوپر زوروں سے بجلی چمکی۔۔۔

زرتوس نے اُس بجلی کی طرف دیکھا اور آجیت اور آگینے کو وہی چھوڑے جھونپڑی کے اندر بھاگا۔۔۔

لگتا ہے کسی جن زاد کی حاضری ہوئی ہے۔۔۔۔ آگینے سپین نے کہا۔۔۔

کافی دیر پُرسکوت خاموشی کے بعد زرتوس جھونپڑے سے نکلا اُس کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ تھی۔۔

ابا حضور۔۔۔ خیریت ہے ناں؟۔ آگینے سپین نے پوچھا۔۔

سدوش بے حد وفادار ثابت ہوا ہے۔۔۔ زرتوس بولا۔۔

ابا حضور سدوش بھلا کیونکر آپ کا ساتھ دے گا؟ آگینے نے پوچھا۔۔

بیٹی -- جب بھی ہم کوئی می جن زاد کو اپنا مڑو کل بناتے ہیں تو سب سے پہلے اُس جن زاد کی کمزوری یا دکھتی رگ کہہ لو کو تلاش کرتے ہیں تاکہ اُس کمزوری کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہوئے جن زاد کو مستقل اپنا وفادار بنا سکے اور اس جن زاد سدوش کی کمزوری زرنور نامی ناگن ہے -- ممکن ہے میں سدوش کو چھوڑ دیتا کیونکہ زرنور ناگن کو حاصل کرنے کا مطلب اقتان سے پنگا لینا ہے لیکن --- ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا --- دھویں سے بنا وہ جن جب شاہ جنات کے سامنے پیش ہو گا یا تو جلا کر راکھ کر دیا جائے گا یا ٹرنٹ جیل بھیج دیا جائے گا اور زرنور کو وہ کبھی غصیلے شہنشاہ کے سامنے نہیں لے کر جائے گا یوں زرنور کو تلاش کرنا آسان رہے گا -- یہ میں نے سوچا تھا لیکن جانتی ہو زرنور تو خود ٹوٹے ہوئے پھل کی مانند سدوش کی جھولی میں آگری --- زرتوس نے ہنستے ہوئے کہا --

کک کیسے ممکن ہے ابا حضور --- آگینے حیرت زدہ ہوئی --

سدوش کو اِقتان نامی جن نے جن خاندانوں کی حفاظت کیلئے اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا دراصل اِقتان -- زرنور کو اُسی خاندان کے ایک نوجوان لڑکے کے حوالے کر کے گیا تھا --- جس کا نام سُبکتگین ہے --- اور سب سے خوشی کی بات سدوش زرنور سے نکاح کر چکا ہے مزید یہ کہ وہ ایک خوبصورت بھورے بالوں والی ناگن بیٹی کا باپ بھی بن چکا ہے --- زرتوس ہنسا -

یعنی کہ سدوش آپکی مَردی میں آنے کے بعد اتنا عرصہ اِسی لیے غائب رہا --- واہ سدوش واہ --- آہگینہ بولی --

ابھی کچھ دیر قبل آپ نے ایک نام لیا سُبکتگین --- ایک منٹ -- اب سمجھا میں اچھا تو وہ نور کا ہالہ --- اوہ تو یہ کھیل ہے --- ہا ہا --- اَجیت خود سے ہی باتیں کرتا بولتا گیا جبکہ زرتوس اور آہگینے سپین اُسے حیرت سے خود سے باتیں کرتا دیکھتے رہے ---

ہاں بالکل کمرٹیوں سے کمرٹیاں ملتی گئی۔۔

کئی سال وہ بوڑھا شیطانی زرتوس اسمٰئل کو درپردہ رکھے سدوش سے کام نکلواتا رہا اور آجیت ناتھ بھی باقاعدگی سے اُس کے اس تمام شیطانی کاموں کا حصہ بنا رہا

آجیت شکار پور گاؤں کے قریب ہی ایک پرانی عمارت کے تہہ خانے میں رہائی ش پذیر تھا۔۔

ماہ رُخ کو وہ باقاعدگی سے رقعے دینا نہیں بھولا تھا۔

سدوش بھی زرنور کیساتھ شادی کر چکا تھا وہ اور زرنور اور اس کے بھورے بالوں والی بیٹی سبکتگین کی بیوی صفیہ کیساتھ ہی رہتے تھے۔۔۔

لیکن سبکتگین اور صفیہ اس بات سے بے خبر تھے کہ اُن کا فقیر دوست ہی سدوش ہے۔۔۔

اور پھر آخر طویل عرصے کے بعد وہ دن بھی آن پہنچا جب اُسے صبح رقعہ موصول ہوا جس پہ جلد ملنے کی خوشخبری کا ذکر تھا۔۔۔ وہ بے چین سی پل پل گننے لگی

— — —

اُس کی نگاہیں اب حویلی کے دروازے پر ہوتی --- سبکتگین بھی ان محبت بھرے
 رقعوں سے واقف تھا ارشد بابا نے اُسے بہت کچھ بتا دیا تھا لیکن اُسے پرواہ ہی
 کب تھی -- اُس کی محبت اُس کے پاس تھی اُس کا بیٹا اُس کے پاس تھا --

ماہ رُخ بھی سبکتگین کے رویے سے تھوڑا تھوڑا سمجھنے لگی تھی کہ سبکتگین نے اُس سے ضرور کچھ اہم بات چھپا رکھی ہے لیکن اب وہ نا تو سبکتگین پہ نظر رکھتی اور نا ہی اُسے اُس کی کوئی می پرواہ ہوتی ----



وہ کئی می سالوں سے زرتوس شیطانی عامل اور اُس کی بیٹی آگینے کیساتھ رہتا ہوا
اُن کا چیلہ بن چکا تھا۔۔

زرتوس نے ناصر سدوش کو مکمل اختیار میں لیتے ہوئے شاطر کر رکھا تھا وہی
اسمل کو بھی وہ کافی حد تک اپنے قبضے میں کر چکا تھا۔۔ لیکن اسمل کی فطرت
میں "باغی پن" بھی بہت تھا اسی لیے زرتوس اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے ہی
رکھتا تھا جبکہ سدوش نہایت چالاکی سے سبکتگین اور صفیہ سے ملتا اور اُن کی اہم
.... معلومات کے متعلق بھی باخبر رہتا

وہ ابھی بھی آگ کا آلاؤ جلائے جنگل میں بیٹھے تھے جب بوڑھے زرتوس نے بند
آنکھیں کھولی اور اجیت کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

آجیت بہت سال صبر کیا ہم نے بہت سی چیزیں کو لوگوں کو چُپ چاپ دیکھا
اب کھیل کھیلنے کا وقت آن پہنچا ہے --- بوڑھے زرتوس نے کہا---
اچانک ہی اندر سے ایک آٹھ سالہ بچی جھونپڑے سے نکلتی ہوئی باہر کی طرف
دوڑی ---

آگینے نے اُس بچی کو دیکھا اور واپس اندر جانے کا اشارہ دیا --

میری بیٹی --- آجیت نے مسکرا کر اُس بچی کو دیکھا --
اس بچی نے منہ بسورا --

آپ مجھے بالکل بھی اچھے نہیں لگتے -- چلے جائے یہاں سے -- وہ بچی برا سا منہ
بنائے آجیت کو گھورتی ہوئی بولی --

اسمل -- میں تمہیں یہ بات اور کتنی بار سمجھاؤں گی کہ میں زینل ہوں زینل
--- زینب نہیں --- وہ بچی بولی --

تم میرے لیے زینب ہی ہو جب تم پیدا ہوئی تھی اسی جھونپڑے میں -- جانتی
ہو میں نے تمہارے کانوں میں اذان دی تھی -- تم ایک مسلمان بچی ہو گڑیا
-- اسمل نے کہا جبکہ زینل بس چپ چاپ اُسے سنتی رہی -- یہ باتیں اُس کی
سمجھ میں نہیں آ رہی تھی اُس نے دھیرے سے جھونپڑے کی کھڑکی سے باہر
بیٹھے اپنے باپ ماں اور نانا کو دیکھا جو کوئی منسوبہ بندی کر رہے تھے ---

ہاں تو آجیت تم سمجھ گئی ہو ناں کہ تمہیں کیا کرنا ہے --- زرتوس نے کہا

--

ہاں --- بابا جی --- سمجھ گیا میں --- آجیت خباثت سے ہنسا اور چادر اوڑھے اپنے گھر کی طرف چل پڑا ---

رینہ سنیل کیلئے کھانا نکال رہی تھی اور سنیل بھی قریب ہی بیٹھا تھا جب کہ بے حد بوڑھا وجود راجہ گوپال قالین کے اوپر پڑا تھا --- آجیت نے اندر داخل ہوتے ہی ایک نظر سب پر ڈالی اور نیچے پڑے بوسیدہ تکیے کو اٹھایا اور یکدم سے ہی اُسے راجہ گوپال کے چہرے پہ رکھ دیا --- وہ بنا آواز کیے تڑپتا رہا --- اور بہت ہی آہستہ سے اپنے بچاؤ کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا --- دو منٹ کے اندر اندر ہی وہ اُسے مار چکا تھا --- اُس کا بوڑھا وجود ساکت ہوا ---

رینہ چچا اب اس دُنیا میں نہیں رہا۔۔۔

وہ حیرت زدہ ہوا۔۔ اُسے ان سے اس رویے کی ہرگز اُمید نہ تھی۔۔۔۔

جب تم پتا جی کو مار رہے تھے ہم دیکھ چکے تھے۔۔۔ پتھر دل رینہ نے کہا اُس کا
چہرہ سیاٹ تھا کسی بھی جذبے سے عاری۔۔۔

ہم کل خان بیاض کی حویلی جا رہے ہیں --- تمہ خانے کے دن ختم ہوئے
--- آجیت نے کہا اور ایک طرف بیٹھ گیا --

=====

سبکتگین آج بھی اپنے خاندان کے پاس ہی تھا وہ صفیہ اور اذہان کو لیے چھپتا
چھپاتا پرانے جنگل میں اپنے آبائی گھر کی طرف جا رہا تھا --- اُس گھر کی طرف
جہاں وہ پہلے رہا کرتا تھا ----

وہ صفیہ اور اذہان کو اپنے خاندان والوں سے ملوانا چاہتا تھا -----
وہ ہنستا مسکراتا باپ کا ہاتھ پکڑے جا رہا تھا جبکہ سبکتگین پرانی جگہوں کو دیکھ دیکھ
کر سرشار ہو رہا تھا

مورے اماں کون تھی؟ --

بیٹا بس ہم پہنچنے والے ہیں اپنی ڈھیر ساری پھوپھو اور چچا تایاؤں سے ملنے کیلئے
تیار رہو۔۔۔ کاش کہ میرے ابا بھی زندہ ہو۔۔۔ سبکتگین خوشی سے سرشار ہوتے
ہوئے بولا۔۔۔ اور آخر میں اُس نے آہ بھری۔۔۔

کچھ ہی فاصلے سے گہرا سیاہ دھواں اٹھتا نظر آیا۔۔۔

بابا وہ دھواں کیسا؟ اذہان نے اشارہ کیا۔۔

بیٹا کھانا لکڑیوں پر پکانے کے سبب دھواں نکل رہا ہو گا۔۔ سبکتگین نے بھی
گہرے دھوئیں کو دیکھا اور عجیب سی بو محسوس کرتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے چلتے دھوئیں نکلنے والے مقام تک پہنچ چکے تھے۔۔ لیکن آگے
کا منظر سبکتگین کیلئے بے حد خوفناک تھا۔۔۔۔

یہ یہ سب کک کیا ہے؟ وہ صدمے سے چلایا۔۔۔۔

ہر طرف لاشیں ہی لاشیں تھیں اُس کے پورے خاندان کو کسی نے بے دردی سے آگ میں جھلسا کر مار دیا تھا۔۔۔

اُس کے حلق سے آواز تک نکل سکی وہ وہی پہ ڈھے گیا۔۔ صفیہ بھی صدمے سے بے حال اذہان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی جبکہ اذہان بھی رو رہا تھا

اچانک اک سرگوشی بلند ہوئی۔۔۔

اگلی باری تمہاری ہے سبکتگین۔۔ کسی نے باقاعدہ اُس کا نام لیتے ہوئے کہا۔۔
اُس نے صدمے سے نڈھال ادھر ادھر دیکھا اور صفیہ اور اذہان کا ہاتھ تھامے وہاں سے بھاگ گیا جبکہ پیچھے سے عجیب و غریب قہقہوں کی آوازیں بلند ہوئی۔۔۔
آہ۔۔ موت کے قہقہے۔۔۔

=====

ماہ رُخ خان بیاضط کے منہ میں سوپ ڈال رہی تھی جو شدید حالتِ علالت میں بستر پر پڑا تھا۔۔۔

اچانک ارشد بابا نے دروازہ کھولا۔۔۔

بی بی سائی یں۔۔۔ امرتسر سے کچھ مہمان آئے ہیں۔۔۔ ارشد بابا نے کہا

امرتسر سے۔۔۔ ماہ رُخ بڑبڑائی۔۔۔

اچھا تم بابا کو سوپ پلاؤ میں دیکھتی ہوں۔۔۔۔

آآآ آپ --- رینہ --- وہ حیرت سے بولی ---

جی ماہ رُخ بی بی ہم --- اجیت ناتھ نے نہایت غمخوار سامنے بناتے دھیرے سے
کہا

جبکہ رینہ کا چہرہ سپاٹ تھا کسی بھی جذبے یا تاثر سے عاری وہ چپ چاپ سامنے
 بنی ایک پینٹنگ کو گھورے جا رہی تھی ---

ماہ رُخ بی بی --- راجہ --- راجہ صاحب میرے چچا اس دنیا سے جا چکے ہیں اُن کی آخری وصیت تھی کہ اُن کی آستیاں کالج کے میدان پہ دبائی جائیں یہ بس اُن کا کالج سے والہانہ محبت کا جذبہ اور وصیت ہے --- اور ہم امرتسر سے یہاں صرف اُن کی آخری خواہش پر تشریف لائے ہیں --- اُجیت نے کہا ---

بہت دکھ ہوا سُن کر --- راجہ صاحب عظیم انسان تھے تعزیت قبول کرے --- اور جی آپکو بالکل اجازت ہے آپ یہ اُن کی آستیاں کالج میں دبا سکتے اور رینہ مجھے سچ مچ بہت افسوس ہوا --- ماہ رُخ نے کہا ---

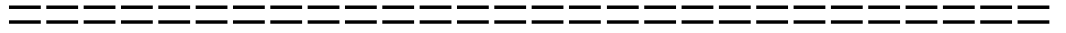
جبکہ رینہ ایک ہی حالت میں چپ چاپ بیٹھی رہی ---

وہ دد دراصل رینہ گہرے صدم میں ہے۔۔۔ اجیت تیزی سے بولا جبکہ ماہ رُخ خاموش رہی وہ بس چُپ چا پ رینہ کیساتھ بیٹھے بچے سنیل کو مسکراتے ہوئے دیکھتی رہی۔۔۔۔۔

اچانک ارشد بابا گھبرا کر سیڑھیوں کی طرف آئے۔۔

بی بی سائی یں --- خان صاحب کی سانسیں اٹک رہی ہے ----

کیا۔۔۔۔؟ ماہ رُخ چلاتی ہوئی اُپر بھاگی جگہ پیچھے بیٹھا اجیت ہنسا۔۔۔



وہ گھر پہنچ چکا تھا صفیہ اور اذہان خاموشی سے چارپائی می پہ بیٹھے تھے جبکہ وہ بچوں کی مانند بلک بلک کر رو رہا تھا۔۔۔

زرنور بھی ابھی آئی تھی اپنے بھورے بالوں والی بیٹی زویا کے ہمراہ۔۔۔۔

کک کیا ہوا؟ سبکتگین سب ٹھیک ہے ناں؟ وہ بہت زیادہ گھبرا چکی تھی۔۔

صفیہ نے روتے ہوئے اُسے تمام واقعہ سنایا۔۔۔

تت تم لوگوں کو تو نقصان نہیں پہنچا ناں۔۔۔ اور اور سبکتگین یہ کک کیسے ممکن

ہے یہ نہیں ہو سکتا سدوش ہر روز تمہارے خاندان والوں کے پاس جاتا تھا

۔۔۔ زرنور نے کہا۔۔

سدوش کو میرے خاندان والوں کا کیا پتہ؟ سبکتگین بولا۔۔

وہ دد دراصل وہ بوڑھا جنگل کا فقیر کوئی می انس نہیں بلکہ قوم جج جن سے ہے اُسکا نام سدوش ہے۔۔ زرنور نے کہا سبکتگین اور صفیہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگے۔۔

اور اِقتان اور میری شیطانی اماں بھی یہ بات جانتی تھی۔۔۔ زرنور نے کہا۔۔۔

سدوش سدوش۔۔ میرے خاندان کی حفاظت نا کر سکا۔۔ میرے ابا کی۔۔ سبکتگین نے غمزدہ لہجے میں کہا۔۔

حیرت ہے سدوش میرے ساتھ نہیں تھا تمہارے ساتھ بھی نہیں اور نا ہی تمہارے خاندان والوں کیساتھ۔۔۔ پھر وہ کہاں تھا؟ زرنور بولی۔۔۔

خدا ہی بہتر جانتا ہے -- صفیہ نے آہ بھری ---
تھوڑی ہی دیر میں سدوش بھی یہ خبر لے کر وہاں پہنچ چکا تھا --

سدوش یہ کیسے ممکن ہے ؟ تم ان کی حفاظت کیونکر نا کر سکے -- زرنور چلائی
--- غصے سے اُس کے سنڈر چہرے پر سیاہ اور بھورے داغ اُبھرے اور پھر
غائب ہو گئی ---

زرنور -- مجھے شاہِ جنات نے بلایا تھا اور جب میں واپس آیا تو سب ختم ہو چکا تھا
-- سدوش نے کہا ---

تمہیں شہنشاہ نے کیوں بلوایا -- زرنور نے پوچھا

میں اُن کیلئے یہاں جاسوسی کرتا ہوں اسی سلسلے میں ----- سدوش نے کہا اور
غائب ہو گیا ---

وہ دکھ و ملال سے بیٹھے رہے وہ دن اور رات بہت بھاری تھا ----

=====

زینب ----

رات کا آخری پہر تھا جب اُس کے کانوں میں سرگوشی ہوئی --
وہ چونک کر اُٹھی --

◆ ◆ ◆ ◆ ◆

وہ جب سے ذرا دیکھنے کے قابل ہوئی می تھی تب سے وہ اپنے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے ذرا اوپر کالے سانپ کے ٹیو کو دیکھ رہی تھی ۔۔ وہ ہمیشہ فارغ اوقات اس ٹیو کو کھرچنے کی کوشش کرتی تھی لیکن یہ ٹیو اُس کے جسم کے حصے کی مانند

نہیں --- تم زینب ہو۔۔۔ آواز پھر اُبھری ---

میرے نانا جان کے پاس دو طاقت ور مَوکل ہے ایک سدوش اور ایک اسمل
۔۔ لیکن جانتے ہو دوست مجھے سدوش بالکل بھی پسند نہیں۔۔۔ زینل نے کہا۔۔

سدوش ایک جن زاد ہے جس کی کمزوری چٹانوں کے پاس اُگنے والے کیلکمر کے
پودے ہے۔۔ وہ کیلکمر کے پودوں سے دُور بھاگتے ہے اور الرجک محسوس کرتے
ہیں۔۔ اگر تم کیلکمر کے پودوں کا گلدستہ بنا کر اپنے پاس رکھو تو سدوش تمہارے
قریب بھی نہیں پھٹکے گا۔۔۔ اسمل نے کہا۔۔

دوست -- تمہارا شکریہ -- تم بہت اچھے ہو -- لیکن میں نے تمہیں کبھی نہیں دیکھا
-- تم کیسے دکتے ہو؟ زینل نے پُرہوشی سے کہا --

وقت آنے پر تم مجھے ضرور دیکھو گی زینب --- اسمل کی سرگوشی زدہ آواز آئی

ٹھیک ہے میں کل موقع دیکھتے ہی چٹانوں کے آس پاس کیلکمر کے پودوں کی تلاش
میں نکلوں گی --- زینل نے کہا اور کمبل اوڑھے پھر سے لیٹ گئی ---

زینب پیاری زینب ----

خبردار اسمٹل --- میں جواب نہیں دوں گی --- زینل نے کہا اور پل بھر میں ہی
نیند کی آغوش میں چلی گئی ---

=====

ماہ رُخ کے اوپر پہنچتے سے پہلے ہی خان بیاضط دم توڑ چکے تھے ---
وہ چینیختی ہوئی می خان بیاضط کے قدموں میں ڈھے گئی ---

شدید صدمے کی حالت میں وہ چلاتی رہی ---

ایک اور باب بند ہو گیا ----

بچوں کی طرح رو دی --

جبکہ ماہِ رُخ حیرت سے لب کھولے اُسے دیکھتی رہی ----

سب سبکت -- سبکتگین ---- وہ مزید رو دی -- مم میں ظالم نہیں ہوں -- مم
میں نے بس تم سے محبت کی تھی -- مم میں ---- وہ روئے جا رہی تھی --

مجھے معاف کر دو ماہ رُخ -- میں نے بھی تمہارے ساتھ بہت غلط رویہ رکھا -- اتنے سال ایک ہی کمرے میں رہنے کے باوجود ہم کبھی ایک نا ہوئے --- میں تمہارا شوہر تو بن گیا لیکن عدل نا کر سکا -- مجھے احساس ہے -- سبکتگین نے اُس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھام لیا ---

کیا یہ یہ سچ ہے ؟ سبکتگین -- وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولی --

بتاؤ سبکتگین ---

ہاں۔۔ لیکن مجھے احساس ہو گیا ہے کہ تم بھی میری۔۔۔ سبکتگین نے آگے بڑھتے ہوئے اُس کے بازؤں کو تھامنا چاہا۔۔۔

بس --- بس -- ماہ رُخ نے گہرے سانس لیے --- اور حویلی کے اندرونی طرف
بھاگ گئی --

تمہیں احساس ہو گیا۔۔۔ ہا ہا ہا خان بیاض مر گیا اب جاؤ یاد جو سنبھالنی ہے
احساس تو ہونا ہی تھا۔۔۔ اجیت ہنسا۔۔۔

تم تو امرتسر میں تھے ناں پھر تم یہ سب کیسے جانتے ہو گھٹیا انسان
۔۔۔۔۔ سبکتگین نے غصیلے لہجے میں کیا۔۔۔

جبکہ وہ زور دار قہقہہ لگانے لگا
میں تمہیں مار دوں گا اجیت۔۔۔ سبکتگین نے اُس کا گریبان پکڑا۔۔۔

اور میں تمہارے باقی خاندان ک بھی ایسے ہی جلاک رکھ کر دوں گا جیسے میں نے
جنگل میں کیا۔۔۔ اجیت نے گریبان چھوڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے رینہ کا ہاتھ
تھامے چلا گیا۔

آآ آجیت -- ملعون انسان --- اس کے کپکپاتے وجود سے آواز بھی نکل سکی --
وہ کئی می پل ساکت کھڑا رہا اور سینے پہ ہاتھ رکھے بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو
درست کرنے لگا --

حواس میں آتے ہی وہ تیزی سے گھوڑے پہ سوار صفیہ کی طرف بھاگا ----

لیکن جب تک وہ وہاں پہنچا -- بہت دیر ہو چکی تھی صفیہ اور اُس کے شیرو سانپ
کو کسی نے جلا کر راکھ کر دیا تھا جبکہ صفیہ کا باقی سارا جسم تو جھلسا ہوا تھا سوائے
چہرے کے ---

سبکتگین کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ وہ بے اختیار صفیہ کے چہرے پہ پاگلوں کی طرح بوسہ دینے لگا۔۔۔

وہ بے آواز دردناک آنسوؤں سے رو رہا تھا۔۔۔

اُسے اذہان کا خیال بھی نا آیا۔۔

اُس کی صفیہ کو اُس سے چھین لیا گیا تھا۔۔۔۔

تیز طرار روشنی کیساتھ ہی ہاتھ میں کچھ کھانے پینے کا سامان اٹھائے زرنور وہاں پہنچی۔۔۔

سبکتگین یہ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ زرنور نے روتے ہوئے کہا لیکن صفیہ کے چہرے پہ نظر پڑتے ہی وہ ڈھے گئی۔۔۔۔

ایسا کک کیسے ممکن ہے مم میں سدوش کو صفیہ اور بچوں کے پاس چھوڑ کر
گئی تھی --- اس کے منہ سے نکلا --- لیکن الفاظ کیساتھ اُس کے منہ سے
سیالوی مادہ بھی نکلنے لگا جو سنہری سانپ کے خاتمے کی نشانی ہوتی ہے ----

سیالوی مادہ بہہ بہہ کر صفیہ کی جلی ہوئی می لاش پہ گرنے لگا اور یکدم تیز روشنی
کے پھوٹتے ہی سنہری سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا اور اگلے ہی لمحے غائب
ہو گیا --

=====

قصرِ القریش میں ہر طرف ہل چل مچی تھی --
ہر کوئی می اداس اور خاموش تھا --

برتن کے بھرتے ہی اُس کے اوپر مرنے والی ناگن کا نام لکھا آتا تھا۔۔۔ برتن
بھرنے ہی والا تھا اور نام بھی اُبھرنے والا تھا۔۔
شہنشاہِ جنات سمیت ہر کوئی می برتن کی طرف سانس روکے دیکھ رہا تھا۔۔
اور پھر برتن بھر گیا۔۔۔
حروف اُبھرنے لگے۔۔۔۔

اور اُس کے ساتھ ہی ہر طرف کھرام مچ گیا اور آہ و بکا کی آوازیں آنے لگی ---

=====

کندھے پہ ایک چھوٹا سا چمڑے کا بنا ہوا بیگ لٹکائے وہ چپکے سے جھونپڑے کے
پیچھے سے نکل گئی ---

لیکن جلد ہی وہ واپس آگئی ---

سنو دوست -- میں کیلکمر کے پودوں کو کیسے ڈھونڈوں گی --- زینل نے پوچھا --

اُن کے پتے نوکدار ہوتے ہیں اور ان کے پتے توڑتے ہی تمہیں محسوس ہو گا جیسے
تم نے کسی پانی کو ہاتھ میں لیا ہو --- سرگوشی زدہ آواز ابھری ---

اپنا خیال رکھنا زینب -- آواز اُبھری --

اب وہ مسلسل جنگل میں گھومتی ہوئی کیلکمر کے پودوں کی تلاش میں تھی ---

خوفناک گھنا جنگل اُسکا گھر تھا اور اپنے گھر سے کون ڈرتا ہے وہ بھی چمکتی ہوئی
جا رہی تھی ---

کافی دیر ڈھونڈنے کے بعد بھی وہ کیلکمر کے پودے تلاش ناکر سکی ---

ماہ رُخ -- آجیت بولا --

وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹی -- وہ -- وہ وہ مجھے لگا سبکتگین ہے -- ماہ رُخ نے
ہکلاتے ہوئے کہا --

ماہ رُخ سبکتگین کے کھیل سے میں برسوں پہلے سے واقف ہوں لیکن میں نے
تمہیں اس لیے نہیں بتایا کہ کہیں تمہارا دل ناٹوٹ جائے -- اور اب تو اُس نے
حد ہی کر دی --- آجیت ناتھ نے کہا ---

اور جانتی ہو کہ وہ رقعے تمہیں میں بھیجتا تھا -- آجیت نے بالآخر کہہ ہی دیا

ماہ رُخ نے ہکا بکا چہرے سے اُسے دیکھا اور قریب ہی میز پر پڑے رقعوں کو ---

آجیت تم -- تم ایسی جرأت بھی کک کیسے کر سکتے؟ اُن رقعوں میں تمہارے جذبات عیاں تھے -- ماہ رُخ نے بے یقینی سے اُسے دیکھا --

ماہ رُخ -- میں صرف شمل سے محبت کرتا تھا رینہ کبھی بھی میرے لیے اہم نہیں تھی -- شمل کی موت کے بعد اگر کسی نے میرے دل پہ دستک دی تو وہ تم تھی ماہ رُخ تم --- اور میں نے کچھ بھی نہیں چھپایا -- میرا ہاتھ تھام لو -- سبکتگین ہماری حیثیت کا نہیں ہے تم نے خوا مخواہ اُسے گلے کا طوق بنایا ہوا ہے اور

وہ اس وقت لڑائی ہوئی ہی ضرور تھی لیکن وہ ہرگز معصوم یا قابو میں آنے والی لڑکیوں جیسی نہیں تھی ---

آجیت نے خود پہ قابو پاتے غصے و بے بسی سے اُسے دیکھا۔۔ اور کچھ کہنا چاہا۔۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے -- اور آئی نہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا -- ارشد بابا ----
 ماسی --- یہ شخص دوبارہ میری حویلی میں داخل نا ہونے پائے ---- ماہ رُخ نے
 چلاتے ہوئے کہا ---

آجیت نے اک نظر اُسے دیکھا اور غصے سے دانت پیستارینہ کو لیے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

=====

لڑکھڑاتے قدموں کیساتھ بین بجاتا وہ لمحہ بالمشہ حویلی کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔

حویلی کے دروازے پہ کھڑے محافظوں نے فوراً گیٹ کھول دیا۔

ماہ رُخ نے بین کی آواز سنی۔۔ وہ دوڑ کر باہر آئی۔۔

سُرخ ہوتی آنکھوں اور بکھرے بالوں کیساتھ وہ دھیرے دھیرے چل رہا تھا

۔۔ سبکتگین کو بے بسی اور اجڑے ہوئے حلیے میں دیکھ کر وہ پل بھر کو ساکت رہ

گئی۔۔

صفیہ نہیں رہی۔۔ مار دیا مرگئی می میری صفیہ۔۔۔ وہ کسی دیوانے کی طرح بولا

سک کون کر سکتا ہے ؟ ماہ رُخ حیرت زدہ ہوئی ۔۔

اَآآ آجیت۔۔۔۔ سبکتگین نے کہا۔

سبکدوش سنبھالو خود کو۔۔ ہمت مت چھوڑو۔۔ تم جانتے ہو یہ زمین ہم دونوں کیلئے
تنگ ہو جائے گی اگر اگر۔۔ ہمارے بچ کی نفرت کی دیوار نا ختم ہوئی می۔۔ میں

نے تمہیں معاف کیا اور اپنے کیے گئیے گناہوں سے تم سے معافی بھی مانگتی
ہوں --- ماہ رُخ نے کہا ---

سب ختم ہو گیا ماہ رُخ مم میرا خاندان --- زرنور --- میری صفیہ میرا بیٹا اذہان ---
اذہان

اذہان کہاں ہے؟ وہ صدمے کی حالت میں بولتا ہوا یکدم چونکا ---

کیا اذہان وہاں موجود نہیں تھا جہاں تم نے صفیہ کو رکھا تھا --- ماہ رُخ نے پوچھا

نن نہیں --- اذہان اور زویا دونوں نہیں تھے وہاں؟ --- سبکتگین نے بے چینی سے
کہا ---

مجھے جانا ہو گا مجھے اپنے بیٹے کو ڈھونڈنا ہوگا۔۔ وہ آجیت نہیں چھوڑے گا
۔۔۔ سبکتگین نے گھبراتے ہوئے کہا۔۔

نہیں سبکتگین۔۔۔۔۔ تویلی سے باہر ہماری جانیں محفوظ نہیں۔۔ ہمیں اندر رہتے
ہوئے ہی حکمتِ عملی اپنانی ہے۔۔ میرے محافظ اذہان کو ڈھونڈ لے گے۔۔ ماہ
رُخ نے مشکل اُسے بازو سے کھینچتے ہوئے روکا۔۔۔۔۔

سبکتگین نے کسی دیوانے کی سی کیفیت میں اُسے دیکھا اور قریب ہی بیچ پر بیٹھ گیا
۔۔۔

=====

وہ نہایت قابلِ رحم حالت میں تھی۔۔
بیٹی کا غم اور ناکافی خوراک نے اُسے بے حد دبلا کر دیا تھا۔۔
کہاں وہ ہر دلعزیز پُرکشش رومہ جہان اور کہاں یہ لاغر سا وجود۔۔۔۔

بسمل میری جان۔۔ میری پیاری بیٹی۔۔۔ اُس کے لب ہلے

وہ ہمت کرتی ہوئی می پلنگ کا سراپکڑے اٹھی۔۔
اُس کا ارادہ روز کی طرح دروازے کو پیٹ کر بسمل کو آوازیں دینا اور صلاح الدین کو
بدعائی میں دینا تھا لیکن جیسے ہی اُس نے دروازے کو چھوا۔۔ دروازہ چرر کی آواز
سے کھلتا گیا۔۔

وہ دھیرے دھیرے دیوار کا سہارا لیے اپنے وجود کو کمرے سے باہر نکال لائی۔۔

باہر ہلکی ہلکی روشنی جل رہی تھی۔۔ کوئی می ملازم یا فرد آس پاس نہیں تھا۔۔ سامنے ہی صلاح الدین کی پہلی بیوی زہرہ کا کمرہ تھا۔۔ جب سے اُس کی صلاح الدین کیساتھ شادی ہوئی تھی وہ زیادہ عرصہ لندن میں رہی یا پھر کراچی میں ہنٹر ٹاؤن وہ پچھلے چند سالوں سے آئی تھی۔۔ اُس نے صلاح الدین کی پہلی بیوی کو کبھی بھی کمرے سے باہر نکلتے نہیں دیکھا تھا اور حیران کن بات اُس کمرے کے انتظامات سنبھالنے والی رشیدہ بھی بذاتِ خود ایک معمہ تھی جو کسی سے بھی بول چال کیے بغیر چُپ چاپ زہرہ کیلئے کام کرتی۔۔

رومہ نے زہرہ کو زیادہ تر ٹیرس میں کھڑے ہی دیکھا تھا۔۔

جانے کیوں اُسے وہ بہت عجیب لگتی تھی۔۔۔

اب بھی وہ دیوار کا سہارا لیے زہرہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔

جمع کرتی دروازے کو کھولتی گئی ---

اندر گھپ اندھیرا تھا۔۔

سامنے ہی ٹیبل پہ بہت ہی دھیمی روشنی میں ایک لیمپ پڑا تھا جس کی بہت کم روشنی کے باوجود اُس لیمپ کے بالکل پیچھے سوئی چ بورڈ نظر آرہے تھے۔۔۔ رومہ لائیٹ آن کرنے کی غرض سے بٹنر کی طرف بڑھی۔۔۔

لائیٹ آن کرنے کی غرض سے بٹن کی طرف بڑھی۔۔

وہ ساتھ ہی ساتھ اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہی تھی ---

سوئیچ بورڈ کے پاس پہنچتے ہی اُس نے بٹنز آن کر دیے۔۔۔

اُس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔

پراسرار کالج کے راز

جانے کیوں زہرہ کو دیکھتے ہی اُسکی ریڑھ کی ہڈی میں شدید خوف کی لہر دوڑ گئی

صلاح الدین اپنے کالج کے آفس میں بیٹھا تھا۔ اُس کا ہاتھ اُس کے سر کو مسلسل مسل رہا تھا۔۔۔

سرمد بھی قریب ہی تھا۔۔۔

—

پائے؟ --- سرمد نے پوچھا

اسلام و علیکم جی سر میں مشال ہادیہ کی کزن --

جی جی سر --

ہم اس وقت ہنٹر ٹاؤن میں ہے --

جی سر --

وہاں ایک عجیب و غریب لڑکی بھی ہے ہادیہ کیساتھ -- اور وہ ہادیہ سے کچھ راز کی بات معلوم کرنے کی باتیں کر رہی تھی --

جی سر

وہ صلاح الدین سر کے گھر کی طرف مسلسل دیکھ رہی ہیں ---

ہیلو سر۔۔۔ ہیلو

شاید فون دِس کانیکٹ کر دیا۔

وہ چوکیدار کو موبائل پکڑاتے شکریہ کہتی ان دونوں کی طرف بڑھی ---

زویا مشال کو دیکھے مسلسل مُسکرا رہی تھی۔۔۔

کُھلے بالوں کیساتھ اور نحیف زدہ وجود لیے زہرہ اُس کے بالکل قریب کھڑی مُسکرا رہی تھی --

جانے کیوں زہرہ کو دیکھتے ہی اُسکی ریڑھ کی ہڈی میں شدید خوف کی لہر دوڑ گئی

تمہاری ہمت کیسے ہوئی کہ میرے حُجرے میں داخل ہو سکو اور اگر ہو بھی
گئی ہو تو خاطر مدارات کا موقع دو۔ زہرہ نے ہنستے ہوئے کہا --

تت تم کلک کون ہو؟ رومہ نے اُس سے پوچھا۔

ایک گزری ہوئی داستان ہوں میں -- زہرہ کھلکھلا کر ہنسی اُس کی ہنسی بے حد
عجیب اور ڈرا دینے والی تھی ---

اچانک زہرہ کی نظر بیڈ کیساتھ بندھے وجود رشیدہ پر پڑی ---- جسے زنجیروں کیساتھ
باندھا ہوا تھا --

بی بی جی آپ جلدی سے باہر چلی جائے اگر آپ کو اپنی جان پیاری ہے اگر آپ
اپنی بیٹی کو دوبارہ دیکھنا چاہتی ہے تو ٹرنت چلی جائے --- رشیدہ نے چیخ کر کہا -

رومہ نے حیرت سے رشیدہ کو دیکھا شاید وہ پہلی بار اُسے بولتا ہوا دیکھ رہی تھی ---

نہیں جاؤں گی -- یہ میری سوتن ہے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ---- رومہ
چلائی می ---

بی بی جی خدا کیلئے بات کو سمجھے --- آپ نہیں جانتی کہ یہ کون ہے پلیز چلی جائے --- رشیدہ پھر سے چینخی --

اس کے نامراد شوہر نے اور اس نے میری بیٹی کو مجھ سے چھین لیا میں اسے مارے بنا نہیں جاؤں گی --- رومہ نے کہا اُس کی آنکھوں میں شدتِ غصے کی وجہ سے خون اُترا ہوا تھا --

پہلے سے مری ہوئی کو کیا مارے گی آپ --- رشیدہ نے بے بس ہوتے ہوئے کہا --

چلی جائے یہاں سے خدا را -- زہرہ بی بی انسان نہیں ہے --- رشیدہ نے کہا --

سک کون --- اُس کے منہ سے اتنا ہی نکل سکا وہ نیچے ڈھے گی می ---

سرمد کھل کر کہو ہوا کیا ہے؟ صلاح الدین نے کرسی پہ جھولتے ہوئے کہا

سرورہ ہادیہ اور مثال اس وقت ہنٹر ٹاؤن میں ہے۔۔ مثال نے ابھی نجانے کس نمبر سے مجھے کال کر کے بتایا ہے۔۔ سرمد نے کہا

ہنٹر ٹاؤن اُسکا کیا کام --- صلاح الدین یک دم سیدھا ہوا

یہی تو --- اور سر مشال کے مطابق ایک اور عجیب و غریب لڑکی ہادیہ کے ساتھ
تھی --- سرمد نے کہا

اب اس کا کیا مطلب --؟ صلاح الدین چونکا --

سر ہمیں ضرور وہاں جانا ہو گا آپکا کیا خیال ہے؟ سرمد نے کہا --

سرمد اسمٹل سے ملنے کا وقت آگیا ہے -- صلاح الدین نے اُٹھتے ہوئے کہا --

جی سر میں آج ہی اسمٹل کو بلاؤں گا --

اُسے ہماری حویلی کے پچھلی طرف بنے تہہ خانے کے اندر جا کر حاضر کرے گے
-- صلاح الدین نے کہا --

اور ہاں اب کالج کی کچھ تعمیرات کے بہانے ہم اپنے پورکھوں کا دفن شدہ خزانہ بھی نکال لے گے... تم ابھی نوٹیفیکیشن تیار کر لو۔۔ اور ایک دو دن میں جاری کر دینا۔۔۔ صلاح الدین نے کہا

جی سر۔۔۔ سرمد نے ہاں میں ہاں ملائی می اور فوراً

Thirty days closed

نوٹیفیکیشن تیار کرنے لگا۔۔۔

سر اور ایک اہم خبر۔۔ وہ لڑکی علیزے اور عاتکہ کے گھر سے خبر موصول ہوئی می ہے کہ دونوں لڑکیوں کی ڈیپتھ ہوگئی می ہے۔۔ سرمد نے کہا۔۔

کسے پتہ تھا کہ وہ پہلے ہی مر چکی ہے۔۔ صلاح الدین نے قہقہہ لگایا۔۔

دُور پہاڑیوں کے دامن میں ایک شخص سیاہ رنگ کی چادر لیے بیٹھا تھا۔۔ اُس کے سامنے چیریز کی ٹرے بھری پڑی تھی جسے وہ بے حد مگن انداز سے کھا رہا تھا۔۔

آہ قید ---

آه قید ---

دھوکہ سے ملی گئی می قید -- وفاداری کی قیمت ادا کر کے ملی گئی می قید
 --- بھروسے کی قیمت ادا کر کے دی گئی می قید ---

اور

جب آزادی نصیب ہوئی تو دل کو چیر دینے والے غمموں نے اُسے نڈھال کر دیا

وہ قید بھی بے حد اذیت ناک تھی۔۔

اُس کا کوئی بھی تو باقی نا بچا تھا۔۔۔ یا شاید ابھی بھی کچھ لوگ پُرانے باقی تھے

وہ ایک ایک کر کے چمیر بڑھاتا گیا۔۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا چیریز کھاتے ہی اُس کی پرواز بلند ترین ہوگی اور اُس کا انتقام بے حد بھیانک -----

خوبصورت نوک دار سبز پودوں ---

دُور گلوں کے آثار نظر آنے لگے تھے۔۔۔۔

میں کہاں آگئی۔۔۔ میں زینل رستہ کیسے بھٹک سکتی ہوں؟ وہ حیرت زدہ خود سے ہی باتیں کرتی گاؤں کی طرف دیکھنے لگی۔۔

گلاؤں کے شروع میں دور ایک ایک کھنڈر ناگھر تھا لیکن صاف ستھرائی سے معلوم ہوتا تھا ابھی بھی کچھ لوگ وہاں آباد ہے۔۔۔۔۔ وہ گھر ابھی کچھ دور تھا۔۔۔۔۔ جنگل بس ختم ہونے کو تھا جب وہ چونک کر رُکی۔۔

یہ بڑے پتھر کے بالکل ساتھ اُگے نوکدار پتوں والے پودے ---- اوہ زبردست یہ
تو کیکر ہے ---- وہ خوشی سے چلائی ی --

اُس نے انیس پتوں کو توڑ کر اپنے بالوں میں بندھے مضبوط دھاگے سے گلدستہ تیار کیا۔۔۔

خوبصورت۔۔۔

اُس نے گلدستے کو چمڑے کے بیگ میں رکھا۔۔۔

پانی۔۔ مجھے پیاس لگی ہے اور بھوک بھی۔۔۔
وہ خود سے ہی کہتی اُس گھر کی طرف بڑھی۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے مزید آگے بڑھی۔۔۔ لیکن جلد ہی اُس کے قدم منجمد ہو گئی۔۔۔

سامنے کا منظر بے حد خوفناک تھا۔۔ سدوش ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کو جادو کے زور پہ زوروں سے اٹک پٹک رہا تھا کبھی وہ نوجوان لڑکی ہوا میں ہوتی اور کبھی زمین پہ گرتی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے تیزی سے اپنی طرف بڑھتے سیاہ ناگ کو دیکھا۔۔ نوجوان لڑکی کو وہ جادو کے زور پہ ہوا میں معلق کیے سانپ کی طرف بڑھا۔۔۔

ایک تیز روشنی سیاہ سانپ سے پھوٹی اور سدوش سے ٹکراتے ہی ختم ہو گئی ی۔۔۔ سانپ کے ٹکڑے ہو چکے تھے اُس کے منہ کھلا تھا اور آخری تصویر جو اُس کی آنکھوں میں قید تھی وہ دُور درخت کی اوڑھ میں کھڑی روتی ہوئی ی چھوٹی سی بچی تھی۔۔۔۔

سدوش نے اک نظر اپنی بھورے بالوں والی بیٹی کو دیکھا۔۔ اور ایک نظر اذہان کو

اور پھر اگلے ہی لمحے صفیہ کے پاؤں سے شروع ہوتی آگ اُس کے پورے بدن کو
جلانے لگی۔۔۔ درد کی شدت سے وہ پہلے ہی بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔ لیکن آگ لگتے
ہی اُس نے اپنی آنکھیں دھیرے سے کھولی اور اذہان کی طرف بھاگ جانے کا اشارہ
کیا۔۔۔

اذہان اور زویا تقریباً چلیختے ہوئے صفیہ کی طرف بڑھا۔۔

وہ بُری طرح رو رہا تھا۔۔۔

زویا اپنے باپ کے بدلے روپ کو نا پہچان سکی لیکن دُور کھڑی زینل سدوش کو پہچان چکی تھی۔۔

اُس کے ننھے سے دماغ میں ایک منصوبہ آیا۔۔۔

اُس نے چمڑے کے بیگ سے گلدستہ نکالا اور بیگ کو وہی پھینکے سدوش کے سامنے جا پہنچی جو صفیہ کو مارنے کے بعد اذہان کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔

رُک جاؤ۔۔ یہ دیکھو میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ زینل نے روتے ہوئے کہا۔۔

ہمیں یہاں سے فوراً جانا ہو گا۔۔۔ زویا نے کہا اور زینل اور اذہان کا ہاتھ تھامے
انہیں تیزی سے وہاں سے لے گئی می۔۔۔
سدوش کی پہنچ سے بہت دُور۔۔۔۔۔۔

اُس کا موڈ بہت خراب تھا وہ منہ بسورے ان کیساتھ آگ کے آلاؤ کے آگے بیٹھا

آجیت جب تک تم نہیں بتاؤ گے میں کیسے جان پاؤں گی کہ کس نے تمہاری دل آزاری کی ہے۔۔ آگینے نے محبت سے اُس کے ہاتھوں کو تھاما۔۔۔

ماہ رُخ۔۔۔ وہ مجھے سمجھنے کیلئے تیار نہیں۔۔۔ ان رقعوں کی وجہ سے میں سمجھتا تھا کہ اُسے بھی مجھ سے محبت ہوگئی ہوگی لیکن جیسے ہی اُسے پتہ چلا رقعہ بھیجنے والا میں ہوں اُس نے مکمل نفرت اور کراہیت کا اظہار کرتے مجھے حویلی سے نکال دیا۔۔۔۔۔ اب دیکھنا میں اُس کیساتھ کرتا کیا ہوں۔۔ آجیت نے دانت پیسے۔۔

فکر نہیں کرے وہ دن دُور نہیں جب ہمارا دور ہوگا۔۔ اور اس سرزمین کے سب سے طاقت ور شخص آپ ہو گے آپ فکر نہیں کریں ہمارے آدھے دشمن تو سدوش اب تک مار ہی چکا ہوگا۔۔ سونے کے محل تک جاتا یہ راستہ سدوش ہی

آگینے مُسکراتی ہوئی جھونپڑے کی طرف بڑھی --

زینل بیٹا --- اُس نے اپنی بیٹی کو پکارا لیکن جواب ندارد --

بابا --- اجیت --- زینل نہیں ہے --- وہ گھبرائی ہوئی باہر آئی ---

کیا مطلب زینل نہیں ہے؟ اجیت تیزی سے اٹھا --

میری بیٹی --- ابا میری بیٹی --- آگینے چلانے لگی --

زرتوس بھی تیزی سے اٹھا --

چلاؤ مت -- زینل یہی کہیں ہوگی ممکن ہے جنگل کی طرف گئی ہو
--- زرتوس نے کہا ---

لیکن ابا ---

اچانک تیز روشنی اور بجلی چمکی --

سدوش آگیا -- سدوش جنگل میں دیکھو -- کیا زینل وہاں ہے؟ آگینے نے سدوش کو
حاضر ہونا دیکھ کر کہا ---

میں صفیہ اور اُس سے جڑے ہر شخص کو مارنے گیا تھا لیکن صرف صفیہ اور اس کے سانپ کو ہی مار سکا۔۔۔ سدوش نے کہا

یہ مت کہنا کہ تم اذہان اور سبکتگین کو نہیں مار سکے۔۔۔ اجیت دہشت زدہ ہوا۔۔

اذہان کو اس لیے نہیں مار سکا کیونکہ وہاں تمہاری پیاری بیٹی کیکمر کے پودے لیے کھڑی تھی اور ہم جنات کی نسل کیکمر کے پودوں سے بے حد الرجک ہیں اور دُور بھاگتے ہیں۔۔ سدوش نے کہا

کک کیا کہہ رہے ہو؟۔۔ زینل وہاں کک کیسے جا سکتی؟ آگینے غم کی شدت سے اُسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔

اس کا جواب تو آپ دوگی۔۔ کیونکہ آپ کی بیٹی زینل میری بیٹی زویا یہ دونوں ہی اذہان کو لے کر غائب ہو چکے ہیں۔۔۔ اور یہ بات آپ تینوں کان کھول کر سن لے میری زرنور اور زویا کو ہلکی سی بھی خراش آئی می تو بہت بُرا ہوگا اور ہاں میں اب زویا کی تلاش میں نکلوں گا۔۔۔۔ سدوش نے غصے سے کہا۔۔۔ اور غائب ہو گیا۔۔۔

بابا یہ کیا ہو گیا؟ آگینے رونے لگی۔۔

زینل کو کیسے پتہ چلا کہ سدوش کیلکٹر کے پودے سے الرجک ہے۔۔ اجیت نے کہا

اسمل سے۔۔۔۔ زرتوس بولا۔۔

وہ تینوں کا رخ اب جھونپڑے کی طرف تھا جہاں اسمٰئل کو قید کر رکھا تھا۔۔۔۔

اسمٰئل۔۔ بتاؤ میری بیٹی کہاں ہے ورنہ تمہیں جلا کر راکھ کر دوں گا ابھی۔۔ زرتوس نے چلاتے ہوئے کہا۔۔۔

زینب میرے لیے بھی اتنی ہی اہم تھی جتنی تم لوگوں کیلئے اُس نے مجھے کہا کہ وہ سدوش سے نفرت کرتی ہے اور اُس سے دُور رہنا چاہتی ہے تو میں نے اُسے بس سدوش سے دُور رہنے کا حل بتایا اور کچھ نہیں۔۔۔ اسمٰئل نے جواب دیا۔۔

میں اسے ختم کر دوں گا۔۔۔۔ آجیت نے جھونڑے کی دیواروں پہ ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔۔۔

آجا اور کوشش کر کے دیکھ لے --- سرگوشی زدہ آواز گونجی ---

اگر زویا نالی تو سمجھ جانا تم لوگ کہ سدوش ہاتھ سے گیا --- اسمل ہنسا ---

بوڑھے زرتوس نے غصے سے ایک مکا جھونپڑے پر دے مارا --

ایک حل ہے --- اسمل پھر سے بولا

اگر کسی طرح تم لوگ اذہان -- زینب اور زویا کو مرا ہوا ثابت کر دو اور اسکا الزام دشمنوں پر لگا دو تو ایک تیر سے دو شکار کیساتھ ساتھ وہ وفادار رہے گا -- اسمل نے کہا --

وہ کیونکر ہمارا وفادار رہے گا جبکہ ہم اُسے اُس کی بیٹی کو مرا ہوا دکھائے گے
--- آجیت نے کہا

ایک جن زاد کی کمزوری ہی اُسکی اصل طاقت ہوتی ہے -- زویا اُس کی طاقت ہے
اور جب زویا ہی نہیں رہے گی تو وہ طاقت مزید طاقتور ہو کر انتقام بن جائے گی
-- کوشش کر کے تو دیکھو -- اور خفیہ طور پہ زرتوس تم اپنے جوان بیٹے کارتوس کو
شیطانی عمل کے ذریعے اُن کی تلاش میں لگا دو -- اسمل نے کہا

کیا کہہ رہے ہو تم کارتوس ابھی بچہ ہے -- زرتوس نے کہا --

لیکن جو علم وہ جانتا ہے وہ بے حد طاقتور ہے -- اسمل نے کہا --

لیکن میں نے ابھی اُسے کچھ خاص علوم نہیں سکھائے۔۔۔ زرتوس نے کہا۔۔۔

بھول ہے تمہاری۔۔۔ وہ بے حد طاقتور بن چکا ہے۔۔۔ اب بنا وقت ضائع کیے وہی کرو جو میں نے کہا۔۔۔ اور یہ مت بھولو کہ اسمٰئل بنا کسی لالچ یا کمزوری کہ ہمیشہ تمہارا وفادار رہے گا۔۔۔ آواز پھر سے گونجی۔

بوڑھا زرتوس دانتوں میں انگلیاں دئیے کچھ سوچتے ہوئے باہر نکلا۔۔۔
اُسے اسمٰئل کی تجاوزات کافی مناسب لگی۔۔۔

اور وہ واقعی ہی کالے علم کی بدولت سدوش کے سامنے یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہے کہ زویا اذہان اور زینل مرچکی ہے اور یہی سے سدوش کی سرکشی کے دن کا آغاز ہوا۔۔۔

شاید کہ منصوبہ کارآمد بھی ہوتا لیکن زرنور کی ناگہانی موت نے سدوش کو اندر سے ختم کر دیا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ زرنور صفیہ کے خاندان سے اس قدر جڑ چکی ہے کہ اُس خاندان کا خاتمہ ہی زرنور کا خاتمہ بنے گی

لیکن کوئی ی نہیں جانتا تھا کہ زویا,, زینل اور اذہان کو لے کر کہاں گئی ہے۔۔

آخر تو زویا کوئی ی بھورے بالوں والی عام انسانی بچی تھوڑی تھی۔۔۔۔۔
وہ ایک طاقت ور جن اور ناگن کی بیٹی تھی۔۔

وہ جن زادی بھی تھی اور ناگ زادی بھی لیکن اُس کے وجود میں ناگن کے عناصر زیادہ تھے اور وہ اپنی ماں کی طرح بے حد وفادار اور طاقتور تھی۔۔۔۔۔

=====

وہ تینوں ایک ایسے کمرے میں بند تھے جہاں سے فی الوقت روشنی کا تسلسل بھی ختم کیا ہوا تھا۔۔

اذہان دیوار سے ٹیک لگائے جانے کن سوچوں میں گم تھا جب اچانک ہی دروازہ کھلا۔۔۔ اور کوئی می ٹک ٹک کرتا وجود اندر داخل ہوا۔۔۔۔

میرے بچوں۔۔۔ ابھی کچھ وقت مزید اس اندھیرے زدہ کمرے میں گزارنے ہوں گے کیونکہ ہمارا مقابلہ کسی انسان سے نہیں بلکہ جن زاد سے ہے۔۔ وہ تمہیں کسی

بھی وقت تلاش کر لے گا اگر تم میں سے کسی نے اس کمرے سے باہر قدم نکالا
--- بوڑھے شخص نے کہا ---

آآ آپ کون ہے بابا؟ اذہان نے پوچھا ---

بیٹا میں تمہارے بد نصیب والدین کو جانتا ہوں اور تمہارا خیر خواہ ہوں --- میری فکر
نہیں کرو اور ابھی اس روحانی حصار والے کمرے میں ہی رکو --- اُس شخص نے
کہا ---

ٹھیک ہے بابا جیسا آپ کہیں --- زویا بولی -

مم مجھے گھر جانا تھا --- زینل نے روہانسی ہوتے ہوئے کہا ---

زینل۔۔ بیٹی تمہارے پاس موجود یہ بچے ہی تمہارا گھر ہے۔۔ بوڑھے شخص نے کہا اور لنگڑا کر چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

سدوش کو یہ بتایا گیا کہ اُن تینوں بچوں کی موت کا سبب سبکتگین ہی ہے جس نے نا صرف اپنے بیٹے اذہان بلکہ زینل اور زویا کو بھی مار ڈالا جبکہ خود بھی مرنے کی کوشش کی لیکن ماہ رُخ نے اُسے بچا لیا۔۔۔۔۔

سدوش کو یہ کہانی سنانے والا آجیت تھا۔۔۔

یہ سچ تھا کہ سبکتگین نے مرنے کی کوشش کی لیکن وہ تو پہلے سے ہی اپنے خاندان والوں اور صفیہ کی موت سے نڈھال تھا اُس میں اتنی ہمت بھی نا پچی تھی کہ وہ اذہان کو تلاش کرتا جبکہ ماہ رُخ کے کئی می محافظ اذہان کو تلاش کر رہے تھے ---

میں ماہ رُخ اور سبکتگین کو نہیں چھوڑوں گا --- وہ غصے سے چلایا تھا اور اُس قدر تیز آواز میں کہ آس پاس موجود درخت بھی کچھ پل کیلئے ہلنے لگے ---

سدوش وعدہ کرو کہ تم اُنہیں مارنے کے بعد میرے پاس واپس آؤ گے --- بوڑھا زرتوس بولا ---

اُنہیں جہنم بھیجنے کے بعد میں باقی کی عمر آپ کیساتھ آپکا وفادار رہوں گا --- سدوش نے کہا اور فضا میں پرواز کرتا یکدم غائب ہو گیا ---

ابا کیا سدوش واپس آئے گا۔۔۔ آگینے نے پوچھا۔۔

قوی اُمید ہے بیٹا۔۔۔ وہ آئے گا۔۔۔ ابا کوئی می گھڑ سوار ہماری طرف آ رہا ہے
۔۔۔ آگینے نے کہا۔۔

میرا بیٹا کارتوس۔۔۔ بوڑھا زرتوس ہنسا۔۔۔

=====

ارشاد بابا تیزی سے حویلی میں داخل ہوئے۔۔۔

ماسی -- ماہ رُخ بی بی سائی میں کدھر ہے؟ - ارشد نے پوچھا

وہ اُوپر سبکتگین صاحب کیساتھ ہے --- ماسی نے ہلکی لگے دودھ میں چمچ ہلاتے ہوئے کہا --

ارشد بابا تیزی سے لنگڑا کر چلتے اُوپر چڑھنے لگے ---

ماہ رُخ بی بی -- ارشد بابا نے پکارا --

ماہ رُخ خان بیاضط کے کمرے کے دروازے پر کھڑی تھی --

بی بی سائی میں --- آپ ٹھیک ہے ناں --- ارشد بابا نے بے رونق چہرے لیے کھڑی ماہ رُخ کو دیکھا --

بابا میں ٹھیک ہوں --- میں نے آپکو زمینوں پر بھیجا تھا سب ٹھیک ہے ناں
--- ماہ رُخ نے کہا

جی بی بی سائی یں --- وہاں میں نے تین بچوں کو دیکھا۔ ایک بچہ جبکہ دو چھوٹی
بچیاں تھیں۔۔ جانتی ہے وہ بچہ کون ہے ؟ وہ بچہ اذہان ہے۔۔ ارشد بابا نے کہا

ماہ رُخ نے بے اختیار دل پہ ہاتھ رکھا۔۔
ارشد بابا سچ بتائے کیا اذہان زندہ ہے۔ ماہ رُخ خوشی سے بولی ---

جی بی بی سائی یں --- وہ زندہ ہے۔۔ ماں کی موت کی وجہ سے وہ گہرے صدمے
میں ہے۔۔ ارشد بابا نے کہا۔۔

اذہان کو دیکھ کر میرا سبکتگین ٹھیک ہو جائے گا۔۔ ماہ رُخ نے اُداسی سے سامنے
بند کمرے کی طرف دیکھا جہاں سبکتگین نیم بے ہوشی کے عالم میں دواؤں کے اثر
میں آرام کر رہا تھا۔۔

لیکن وہ دو بچیاں کون ہے؟ ماہ رُخ نے پوچھا

میں آپکو بتا تو دوں لیکن آپ یقین نہیں کریں گی کہ وہ دو بچیاں کون ہے
۔۔۔ آپ ابھی یہ جاننے کی کوشش بھی نہیں کریں بس ابھی سبکتگین بیٹا سلامت
رہے ہمارے لیے یہی کافی ہے۔۔ ارشد بابا نے کہا۔۔

ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو۔۔ میں بھی خان بابا کے کمرے میں کچھ زمینوں کے
کاغذات وغیرہ چیک کر رہی تھی۔۔۔ ماہ رُخ نے کمرے کے اندر بکھرے کاغذات
پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔۔

بابا آپ حویلی سے جاؤ۔۔ آپ اذہان کا خیال رکھو بس۔۔ اور جیسے ہی میں پیغام
بھیجوں اذہان کو لے آنا۔۔

ٹھیک ہے بی بی سائی،،، اللہ سلامت رکھے میں چلتا ہوں۔۔ ارشد بابا نے کہا اور
لنگڑا کر چلتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔۔۔

جانے کیوں اُس کے دل میں سبکتگین کو دیکھنے کی چاہ پیدا ہوئی۔۔

ماہ رُخ بی بی کو خان بیاض کے کمرے میں جاتا دیکھ کر وہ سبکتگین کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

اُس نے دھیرے سے دروازہ کھول دیا۔۔۔۔

اندر سے کچھ عجیب و غریب آوازیں آرہی تھیں جیسے کوئی می چپڑ چپڑ جیسی آواز نکالتا ہوا کچھ کھا رہا ہو۔۔

ارشاد بابا متجسس سے کمرے کے سوئیچ بورڈ کی طرف بڑھے اور لائیٹ کا بٹن آن کر دیا۔۔۔

لیکن اندر کمرے کا منظر دیکھ کر وہ سینے پہ ہاتھ رکھے گھبرا کر پیچھے ہٹے۔۔

سامنے دیوہیکل پلنگ پر سبکتگین مُردہ حالت میں پڑا تھا اور کوئی می تھا جو صفیہ کے روپ میں سبکتگین کا دل چیرے نگلنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

سبکتگین کی آنکھیں کھلی تھیں اور کافی حیرت زدہ بھی تھیں اور اُس کی آنکھوں پر چھائی می بے یقینی سے صاف طور پہ لگ رہا تھا کہ جیسے مرنے سے پہلے وہ بے حد اذیت ناک حالت میں تھا۔۔۔۔

ارشاد بابا لنگڑا کر چلتے پیچھے ہٹے۔۔

سبکتگین کو چیر پھاڑتی صفیہ کے روپ میں بیٹھی مخلوق کی نظر بھی ارشد بابا پہ پڑ چکی تھی۔۔

وہ ہنسی۔۔۔

—

ماہ رُخ بی بی سائی یں -- وہ وہ اندر آپ کے کمرے ----

ارشد بابا تو تم بھی دیکھ آئے۔۔ سُبُکْتَگین کا حال۔۔ ماہ رُخ نے ہنستے ہوئے کہا

۔۔۔ اور پلٹی۔۔

اُس کی آنکھیں شدید سُرخ تھیں --- اور ہونٹوں پہ تازہ خون لگا تھا --

ارشاد بابا ماہ رُخ کو دیکھ کر گھبراگئی ے اور بلند آواز میں آیت الکرسی پڑھنے لگے --

لیکن جیسے ہی وہ آیت الکرسی پڑھتے -- ایک خوبصورت آواز میں آیت الکرسی کی تلاوت پوری توبلی میں جاری ہو جاتی --- ارشد بابا مزید گھبرائے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگے --

میں تمہیں زندہ چھوڑ رہا ہوں ارشد --- تم مجھے اذہان اور میری بیٹی زویا کے پاس لے کر جاؤ گے --- ماہ رُخ کے وجود سے مردانہ آواز نکلی ---

ارشاد خاموش رہا ---

مم مجھے منظور ہے۔۔ مم میری بی بی سائیں کے وجود کو چھوڑ دو مم میں تمہارا ہر کام کرنے کو تیار ہوں۔۔۔
ارشاد نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔

ہا ہا ہا۔۔۔۔ یہ کہتے ہی سیاہ دھواں ماہ رُخ کے جسم سے نکلا اور فضا میں کہیں غائب ہو گیا۔۔

ارشاد ماہ رُخ کو بھی انہیں تینوں کے پاس لے آیا۔۔۔ سدوش جانتا تھا کہ وہ کہاں چھپے ہیں لیکن مسئی لہ یہ تھا کہ وہ کمرا زیر حصار تھا اور دوسری بڑی وجہ کیلکمر کا گلدستہ ابھی بھی زینل کے پاس ہی تھا۔۔۔

اُس گھر کے ساتھ والے پیڑ پر بیٹھا سدوش اُس کے ہاتھ میں کلیکر کے پتے دیکھ چکا تھا۔

فرط جوش و غم و غصے سے اُس کا بُرا حال تھا۔۔ اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ایک ہی پل میں ارشد کو چیر پھاڑ دے لیکن کلیکر کے پتوں کی وجہ سے وہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا تھا۔۔۔۔

اندھیرے زدہ کمرے میں بند زویا کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔۔ وہ سُنہری سانپ کا روپ دھارے دیوار پر رینگتی ہوئی اُوپر بند روشن دان کے اندر بنے ایک چھوٹے سے سوراخ سے باہر دیکھنے کیلئے بڑھی۔۔۔۔ لیکن جلد ہی وہ بھی حالتِ صدمہ میں سانپ کے ہی روپ میں زمین پہ آگری۔۔ دھم کی آواز سے اذہان چونکا۔۔

زویا تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔ سدوش ایسا کیوں کرے گا وہ ہمارے خاندان کا فرد ہے۔۔۔ اذہان حیرت زدہ ہوا۔۔۔

میں اب سمجھی بابا کیوں بچانے نہیں آئے۔۔ بہت ممکن ہے کہ تمہارے بابا سبکتگین اور میری ماما زرنور کے انسانی خاندان کو آگ کے ذریعے جلانے والے بھی سدوش یعنی کہ میرے بابا ہی ہو۔۔۔ زویا شدید صدمے سے بولی۔۔۔

سدوش ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔ اذہان رونے لگا۔۔

سدوش نے ہی یہ سب کیا ہے --- زینل بولی --

تم کیسے جانتی -- اذہان اُس کی طرف مڑا --

میرے نانا اور ابا کے کہنے پر سدوش نے یہ سب کیا ہے -- زینل بولی --

کیا کہا --- میں تمہیں مار دوں گا -- اذہان نے غصے سے اُسے دیکھا --

اذہان مت بھولو اُس نے تمہاری جان بچائی ہے -- زویا نے کہا --

قریب ہی لیٹی ڈسپل والی شہزادی میں حرکت ہوئی ---

وہ ماہ رُخ کی طرف دیکھنے لگے --

آپ کون ہیں؟ اذہان نے ماہ رُخ کو اُٹھ کر بیٹھنے میں مدد کرتے ہوئے کہا۔

دو بچیوں کیساتھ وہ واحد بچہ تھا ماہ رُخ جان چکی تھی کہ یہ اذہان ہے اُس نے فرط
محبت سے اُس کے ہاتھ چوم لیے ---
میرے بیٹے ---- اُس کے لب کپکپائے --

آپ کون ہے؟ اُس نے پھر سے پوچھا۔۔

بیٹا میں آپکے بابا کی پہلی بیوی ہوں۔۔۔۔۔ ماہ رُخ نے اُس کے ہاتھ پھر سے چومے

ماہ رُخ -- بی بی سائی میں ---- بابا -- اماں زرنور کے منہ سے یہ نام کئی بار
سنا -- اذہان نے کہا

بیٹا -- مجھے اپنی والدہ ہی سمجھو -- میں جانتی ہوں میں صفیہ تو نہیں --- ماہ رُخ
روتے ہوئے بولی -

آپ شاید زخمی ہے -- آپکو ابھی آرام کرنا چاہئیے --- اذہان نے اُسے واپس
زمین پر بچھے کپڑے پر لٹا دیا --

=====

سدوش ایک بار پھر مایوسی کی حالت میں زرتوس کے سامنے بیٹھا تھا --

سدوش میری بیٹی زینل اور زویا کہاں ہے؟ آگینے نے پوچھا۔۔

تمہاری بیٹی مجھے قریب آنے دے تب ہی میں کوئی می انتہا قدم اٹھا سکوں
--- سدوش دھاڑا۔۔

کیا تم ابھی بھی سبکتگین اور ماہ رُخ اور اذہان کو نہیں مار سکے۔۔ اجیت نے بھی
اُسے غصے سے دیکھا۔

سبکتگین اذیت ناک موت مرچکا ہے۔۔

اور ماہ رُخ۔۔ کیا وہ سونے کی چڑیا بھی مر چکی۔۔۔ اجیت متجسس لہجے میں بولا۔۔

=====

ایک بوڑھی خاتون سیاہ برقعہ اوڑھے لنگڑے معذور شخص کے ہمراہ تیز تیز قدم چلتی
آ رہی تھی ---

سیداں بی -- خدارا جلدی چلے کہیں وہ لوگ کوئی ایسی چال نا چل دے جو
پچھتاوے کا سبب بنے --- ارشد بابا نے کہا --

وہ اندھیرے کمرے میں پہنچ چکے تھے ---

سیداں بی کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ اپنے وقت کی بے حد زاہدہ عابدہ اور
نہایت عبادت گزار خاتون تھی --- سب ہی کو اُن پر اور اُن کے بابرکت علوم پہ
کامل یقین تھا ---

وہ کمرے میں پہنچتے ہی ساری داستان سمجھ چکی تھی ---

اُن کی نظریں بار بار دروازے کی طرف جا رہی تھی --

وہ آرہے ہیں ارشد بیٹے --- ہمیں پہلے ہی کوئی تدبیر کرنی ہے --- سیداں بی
خالی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی ---

آنے والا اس کا باپ ہے --- سیداں بی نے زویا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا -

میں ان دونوں انسانی بچوں اور اس مغرور عورت کو اپنے ہمراہ لے جاؤں گی۔۔ اور ارشد تم زویا کو حویلی میں چھپانے کی کوشش کرو۔۔ ہمیں سب سے پہلے علیحدہ ہو کر اُن کا دھیان بھٹکانا ہے۔۔۔ وہ جن زاد زویا کی طرف پہلے جائے گا تب تک میں ان دونوں انسانی بچوں اور اس عورت کو محفوظ جگہ لے جاؤں گی۔۔۔ سیدیاں بی نے کہا اور تیزی سے اذہان اور زینل کا ہاتھ پکڑے اُمھی۔۔۔

سیداں بی۔۔ اذہان کو کچھ نا ہو۔۔۔ ننھی زویا ترپی۔۔۔۔

ہاں پتہ ہے تیرے خون میں بہت وفاداری ہے لیکن ایک بات جو تم لوگ نا
سمجھ سکے۔۔ بھلے کبھی آگ و خاک بھی ایک ہوئے ہیں۔۔ کہاں کی دوستیاں
۔۔ کہاں کا پیار۔۔۔ جب اللہ سائیں نے قانون بنا دیا۔۔ الگ الگ۔۔۔ تو اس کی

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com Page 751
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

بیٹا۔۔ لاکھ محبت ہو لاکھ وفاداریاں۔۔ لیکن آگ کا قبیلہ آگ کیساتھ ہی بھلا لگے اور خاک خاک کیساتھ اور یہ ہم نے نہیں طے کیا یہ سب اللہ سائی میں کے قانون ہے۔۔ چاہے کوئی می اچھے اور نیک مقصد کیلئے بھی قانون توڑے گا اُسے اُس کی قیمت چکانی پڑے گی۔۔۔ سمجھ گئی می۔۔ اب تم ارشد بیٹے کیساتھ حویلی کی طرف جاؤ۔۔۔

اور ہاں سنو ارشد حویلی کے تہہ خانے میں تمہیں دو لوگوں کی میت ملے گی انہیں عزت کیساتھ دفنا دینا۔۔۔ ممکن ہے بس ہڈیاں ہی بچی ہو۔۔۔ اللہ انکی مغفرت کرے۔۔۔ سیداں بی نے کہا اور تیزی سے زینل اور اذہان کا ہاتھ تھامے ماہ رُخ کو بھی ساتھ چلنے کا اشارہ کیے نکل گئی می۔۔۔

جبکہ ارشد زویا کو سانپ کے روپ میں کندھے پہ بھٹائے حویلی کی جانب چل پڑا

=====

سدوش --- کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ اسی کمرے میں تھے --- آگینے نے خالی
کمرے کو ہاتھ میں پکڑی مشعل سے گھورتے ہوئے کہا --

ہاں وہ یہی تھے لیکن شاید وہ فرار ہو چکے -- سدوش نے کہا اور فضا میں اڑا اور جلد
ہی نیچے کی طرف آیا --

خان بیاظط کی حویلی کی طرف چلنا ہے -- سدوش نے کہا --

اب دونوں کا رُخ حویلی کی طرف تھا۔۔ جب تک وہ حویلی میں پہنچے۔۔

ارشاد بابا اور زویا دو قبروں کے پاس بیٹھے اُس کی مٹی کو برابر کر رہے تھے۔۔۔
سدوش بجلی کی سی تیزی سے ارشد کے سر پہ آپہنچا

خبر دار بابا اگر آپ نے انہیں کچھ کہا۔۔ تو اپنی ماں زرنور کی طرح میں بھی اپنی جان
دے دوں گی۔۔۔۔ زویا چلائی می۔۔۔
سدوش کچھ پل کیلئے ٹھہر گیا۔۔۔

زویا بیٹی۔۔۔ میرے پاس آ جاؤ۔۔ میں سب چھوڑ دوں گا۔۔ سدوش کے لہجے میں
لے حد پیار تھا

میری زینل کہاں ہے؟ آگینے چلائی می ---

تم چپ کرو گھٹیا عورت --- سدوش کے ہاتھ سے شعلے اُبھرے اور آگینے کو پل بھر
میں جلا گئے ---

ارشاد بابا حیرت سے لب کھولے یہ منظر دیکھتا رہا ---

ارشاد بابا یہ کالج اور حویلی کا تم خیال رکھو گے --- سدوش نے کہا اور زویا کو لیے
پرواز کر گیا ---

زرتوس کو آگینے کی موت کی خبر مل چکی تھی وہ چند ہی دنوں میں بیٹی کے غم میں
چل بسا ---

بیس سال بعد کی لہروں سے کانیکٹڈ مناظر ---

سیداں بی نماز پڑھ کر تسبیح کر رہی تھی۔۔۔ زینل اب زینب بن چکی تھی کوئی ی بھی ماضی کی بات اُس سے چھپائی ی نہیں گئی ی تھی۔۔۔

سیداں بی کی شدید خواہش تھی کہ وہ زینب اور اذہان کی شادی دیکھ سکے۔۔۔ اور آج زینب اور اذہان کی شادی کا دن تھا۔۔۔

وہ دولہن بنی سچی سنوری ایک کمرے کی طرف بڑھی یہ کمرہ سیداں بی کے کمرے کے بالکل ساتھ بنا تھا۔۔۔ سیداں بی کا کمرہ جتنا روشن اور سفید تھا ساتھ بنا کمرہ اتنا ہی تاریک اور اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

اس کمرے میں ماہ رُخ رہتی تھی۔۔۔

وہ بے حد نحیف کمزور اور وقت سے پہلے بوڑھی ہو چکی تھی۔۔۔

ماہ رُخ ماما۔۔۔ زینب نے بے اختیار اُس کے گالوں پہ بوسہ دیا لیکن ماہ رُخ چپ چاپ سامنے دیکھتی رہی۔۔۔ وہ کئی ی سالوں سے کمرے میں بند تھی سبکتگین

کے مرنے کے بعد اُس کے لبوں پہ چُپ سی لگ گئی تھی وہ نا بولتی تھی نا ہنستی تھی بس خاموشی سے سامنے دیکھتی رہتی تھی --

ماہ رُخ ماما آپ جانتی ہے میرا اور اذہان کا آج نکاح ہو چکا ہے -- وہ شرماتے لچاتے ہوئے بولی ---

جی والدہ -- اب تو ریسپانس کمرے نا ---- کوئی می دُعا -- کوئی می لفظ ---- اذہان بھی آگے بڑھ کر اُس کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے بولا ---
لیکن جواب ندارد ---- وہ مایوسی سے کمرے کے دروازے کو بند کر دیا ---

سیداں بی سے اُنہیں کچھ اہم معلومات ملتی رہی کہ ارشد بابا کا کالج میں ایک دن انتقال ہو گیا اور آجیت مرچکا ہے اور اُسکا جوان سالہ بیٹا سنیل ناتھ اسلام قبول کر

چکا ہے اور اپنا نام بدل کے صلاح الدین بن چکا ہے بلکہ وہ خان بیاظط کی حویلی کالج اور راجہ گوپال کی حویلی کا وارث بنا بیٹھا ہے۔۔۔ اور انہیں یہ سب بھی پتہ چلتا رہا کہ سنیل سمجھتا ہے کہ زینل اور اذہان بھی مرچکے ہیں لیکن انہیں اس سب کی پرواہ نہیں تھی وہ سیداں بی کے محفوظ ہاتھوں میں تھے اور بے حد خوش بھی۔۔۔ ویسے بھی وہ گھر کے قریب ہی بنی کتابوں کی دوکان جو کبھی سیداں بی کے شوہر کی ہوا کرتی تھی پر کام کیا کرتا تھا۔۔۔ وہ دوکان سے بہت کم نکلا کرتا تھا۔۔۔ یا تو وہ سارا دن دوکان میں بیٹھ کر کتابیں پڑھتا یا پھر وہ اپنا وقت ماہ رُخ کیساتھ گزارتا جسے وقت نے بہت پہلے ہی بوڑھا کر دیا تھا۔۔۔

وقت کا پہیہ گھومتا رہا اور پھر وہ دن بھی آیا جب زینل ایک خوبصورت بچے کی ماں بننے والی تھی۔۔۔

زوروں کی بارش اور تیز آندھی طوفانِ تھمنے کا منتظر وہ بار بار اندر اور باہر کا چکر لگا رہا تھا۔

زینب کی یہ حالت کہ پیدائش کا وقت قریب ہی تھا اور پھر سیدیاں بی کی حالت بھی بہت خراب تھی وہ بستر المرگ پہ پڑی تھی۔۔ اور مسلسل لفظ اللہ اللہ پکار رہی تھی

جیسے جیسے رات کا اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا ویسے ویسے سیدیاں بی کی آواز بھی کم ہوتی جا رہی تھی۔۔

اور پھر کچھ ہی لمحوں کے بعد گہرا سکوت چھا گیا۔۔۔
اللہ اللہ کرتی آواز بھی بند ہو چکی تھی۔۔

اذہان نے سیدیاں بی کی نبض دیکھی اور اُن کی کھلی ہوئی آنکھیں بند کر دی۔۔

سُترِ پجر پہ وہ بے سُدھ لیٹی تھی اور اُس کی نظروں کے بالکل سامنے وہ آنکھیں
جھکائے کھڑا تھا۔۔

اتنے سالوں کے بعد بھی وہ جان چکی تھی کہ وہ کون ہے؟۔۔۔۔
کاش میرے پاس آج بھی چمڑے کا بیگ ہوتا جس میں کیلکٹر کے پودوں کے پتوں
کا گلدستہ ہوتا تو یہ نظریں جھکائے کھڑا شخص میرا کچھ نا بگاڑ پاتا۔۔۔ اُس کا دل
شدت سے تڑپا۔۔

وہ اذہان کے غائب ہونے کی وجہ بھی جان چکی تھی۔۔۔

وہ بنا آنسوؤں کے رو رہی تھی۔۔۔

ہسپتال کیا وہ ایک چھوٹا سا کلینک تھا جس میں ایک کمرے میں دو بیڈ لگے تھے
-- ساتھ والے بیڈ پہ ایک عورت بے سُدھ پڑی تھی جبکہ اُس کی ساس یا ماں
قرب ہی کھڑی آنسو پونچھ رہی تھی --

اس کے ہاتھ میں کوئی می نو مولود بچہ تھا جو پیدائشی مرا ہوا تھا --
وہ آنسو پونچھتی اُس ادھیڑ عمر عورت کو دیکھ رہی تھی -- اُسے ہر حال میں اپنے
بچے کو زندہ رکھنا تھا --

ڈاکٹر عشرت اُس کمرے میں آچکی تھی --
اب کمرے میں بیڈ پہ بے ہوش پڑی ایک عورت اور اس کیساتھ آنے والی ادھیڑ
عمر عورت ڈاکٹر عشرت اور بس وہ تھی ---
کمرے کے دروازے بند ہو چکے تھے ----
جانے اندر کیا باتیں اور عہد ہوئے

تھوڑی ہی دیر بعد کمرے کے دروازے ایک بار پھر سے کُھلے۔۔۔
لیکن اب منظر بدلا ہوا تھا۔۔۔

بے ہوش پڑی عورت کے بغل میں ایک ننھی پری مزے سے سو رہی تھی جبکہ وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں چہرہ موڑے مسلسل ساتھ والے بیڈ پہ پڑی نو مولود بچی کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی ---

زیئب اذہان -- اللہ آپکو صبر دے آپکا بیٹا جانبر نا ہو سکا -- ڈاکٹر عشرت نے کمال ہوشیاری سے کہا --

تھوڑی ہی دیر میں گیٹ کپڑا اُسے سڑک پر لٹائے ایمبولینس میں منتقل کر رہے تھے۔۔۔ زینب اذہان کی حالت سیرس ہے انہیں بڑے ہسپتال لے کر جانا ہوگا

اور یہ چند آخری جملے تھے جو وہ مرنے سے پہلے نیم بے ہوشی کی حالت میں سُن رہی تھی ---

ووو ونیز--- ونیز--- ونیزا--- اُس کے لب دھیرے سے ہلے اور اُس کا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا ---

=====

وہ کئی می سالوں تک بیڑیوں میں تپتا رہا روز ایک کالے دھویں میں لیٹا وجود آتا اور اُسے بے حد اذیت میں مبتلا کرتا ---
یہ سلسلہ کئی می سالوں تک یوں ہی چلتا رہا ---
اور ایسے ہی ایک دن شاہ جنات اسکے سامنے زندان تک آئے ---

آپ غلطی کر چکے ہیں میرے شہنشاہ۔۔۔ اسمٰئل کہاں ہے میں نہیں جانتا۔۔ اور
کئی سالوں سے میں اپنی اس بات پہ قائم ہوں اور آآخری سانس تک
قائم رہوں گا۔۔۔۔۔ اِقتان نے تیز تیز سان لیتے کہا۔۔

شاہِ جنات نے ایک دکھ بھری نظر اُس پر ڈالی۔۔

اِقتان بیٹے کی محبت میں بالکل اندھا ہو چکا تھا۔۔ اور سہی سے فیصلہ نا کر
سکا۔۔ میں عظیم شاہِ جنات تم پہ ظلم دھاتا رہا۔۔۔ شاہِ جنات کرب سے بولا۔۔

میرے محترم۔۔۔۔۔ آپ یہ کیسے جان پائے؟ اِقتان نے پوچھا
اِقتان مجھے آج ہی میرے ایک جاسوس جن کی طرف سے خبر ملی ہے کہ سدوش
جن کئی سالوں سے بہت سرکش و باغی ہو چکا ہے اور اس کی پشت پناہی

بھی کوئی طاقتور شیطانی مخلوق کر رہی ہے۔۔۔ میں جان چکا ہوں کہ تم سچ بول رہے تھے۔ اسمیل کو مصیبت میں ڈالنے والے تم نہیں تھے بلکہ وہ گھٹیا وہ سدوش تھا۔۔۔۔ میں تمہیں اس یقین کیساتب آزاد کرتا ہوں کہ تم میرے بیٹے کو لے کر لوٹو گے۔۔۔ شاہ جنات نے کہا۔۔

اقتان نے تعظیم سر جھکایا اور تپتی بیڑیاں اس کے جسم سے آزاد ہوتی گئی

۔۔۔

وہ انسانی دنیا میں واپس آچکا تھا۔۔۔

لیکن وقت بہت بدل چکا تھا۔۔۔ ہر چیز بن کر بگڑ چکی تھی۔۔۔
جب تک وہ واپس آیا۔۔ اُس کا خاندان ٹوٹ کر بکھر چکا تھا۔۔

ہر چیز راہ کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکی تھی ---

مزید یہ کہ اُسے پتہ چلا کہ اُس کے سب سے قیمتی سرمایے زرنور نے سدوش سے شادی کر لی تھی۔۔

اور سب سے دل چیر دینے والی خبر تھی کہ زرنور اندر گر مر چکی تھی۔۔۔ سبکتگین مر چکا تھا۔۔۔ صفیہ مر چکی تھی۔۔۔ مالک مر چکا تھا۔۔۔ اُس کو پالنے والی شیطانی اماں مر چکی تھی۔۔۔ سبکتگین کا ایک بیٹا اذہان تھا وہ بھی مر چکا تھا۔۔۔ اس کی بیوی زینب بھی اور اسکا نومولود بیٹا بھی پیدائشی طور پہ مرا ہوا تھا۔۔۔

سدوش زرتوس کے چنگل سے بھاگ نکلا تھا۔۔ اور اس کی زرنور کی نشانی زویا سدوش
یعنی اپنے ہی باپ کو چھوڑ کر جانے کہاں چلی گئی تھی ؟

اور کئی سالوں سے زرتوس اور اس کے بعد کارتوس کی قید میں رہنے والا اسمٰئل
اب مکمل طور پہ اُن کا ذہنی غلام بنتا جا رہا تھا ---

اقتان اُسے اگر کارتوس کے چنگل سے نکال بھی لائے وہ پھر اُسی کی طرف
جائے گا۔۔۔۔

ہر چیز بگڑی ہوئی تھی ہر چیز ختم ہو چکی تھی۔۔۔۔

کہاں وہ عالیشان محلوں جیسی خان بیاظط کی حویلی۔۔۔ راجہ گوپال شروی کی حویلی
۔۔۔ اب سنسان گھڑ بن چکی تھی۔۔۔ لیکن راجہ گوپال کی حویلی ابھی ابھی آباد تھی۔۔
کوئی تھاجواب بھی وہاں شان سے رہتا تھا۔۔

صلاح الدین۔۔۔

اقتان اُس حویلی کی طرف بڑھا جبکہ حویلی میں پہلے سے موجود کالی طاقتوں کا چیدہ
کارتوس اور صلاح الدین پہلے سے ہی اُس کے منتظر تھے۔۔۔

اقتان بنا کوئی طاقت اور مقابلہ کیے چپ چاپ صلاح الدین کے قبضے میں چلا
گیا۔۔۔

وہ وفادار جن اُسے اب زندگی سے شاید کوئی می مطلب نا رہا۔۔۔ وہ صلاح الدین کی قید میں چیتختا چلاتا رہتا۔۔۔

وہ کالی طاقتوں کے سخت حصار میں تھا۔۔ لیکن اُس جن زاد میں ابھی بھی اتنی طاقت تھی کہ وہ ماضی میں ہوئے واقعات جاننے کی کوشش کرتا رہتا۔۔۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ اُس کے پیچھے آخر ایسا کیا ہوا کہ اُس کے سب پیارے اُس سے چھین لیے گئیے۔۔۔۔

یونہی وقت گزرتا گیا۔۔۔ وہ دن بھی آیا جب اُسے ایک حیرت انگیز خبر ملی۔۔۔ ماضی میں وقوع پذیر تمام واقعات میں بے شک اجیت بھی ملوث رہا اور زرتوس کی طاقت بھی۔۔۔

لیکن موت کا یہ بھیانک کھیل کھیلنے والا کوئی می اور ہی تھا۔۔۔

=====

کیا ہم سر صلاح الدین کے گھر جا رہے ہیں --- ہادیہ نے مسلسل قدم بڑھاتے زویا کی طرف دیکھا --

ہادیہ -- اس کی حویلی میں کچھ ایسا ہے جسے جاننا ہمارے لیے بے حد ضروری ہے ورنہ سب ماضی کی طرح ختم ہو جائے گا -- زویا نے کہا -- جگہ ہادیہ اور مشال اُسے گھورنے لگے --

اس سے پہلے کہ وہ مزید آگے بڑھتی -- دو منزلہ مکان میں ہلچل اُٹھی --
لگتا ہے وہ حال میں واپس آچکا ہے -- زویا واپس پلٹتے ہوئے بولی --

کون ؟ -- ہادیہ چونکی --

تمہاری باتیں اور تمہارا انداز بے حد پُر اسرار ہے۔۔ میں سمجھ نہیں پا رہی کہ تم کون ہو۔۔ ماضی کی لہریں۔۔ کانکسٹڈ۔۔ واٹ دا ہیل۔۔ تم یہ باتیں کر کیسے لیتی ہو۔۔ مشال نے زویا کو ناگواری سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔

مس مشال بالکل ویسے ہی جیسے آپ بہت کانفیڈنٹ ہو کر کارتوس بابا سے ڈیلنگ کر لیتی ہے --

Impressed

زویا نے کہا جبکہ مشال کو شاک لگا۔۔ وہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

کارتوس بابا۔۔۔ ہادیہ بڑبڑائی می۔۔

تت تم کیا جانتی ہو زویا؟ مشال نے پیشانی پہ نمودار پسینے کی بوندوں کو صاف کیا

وہی جو ہر شخص عنقریب جان لے گا۔۔ زویا دانت پیستے ہوئے بولی جبکہ مشال ہادیہ سے نظریں چرانے لگی۔۔۔

یار پلیز بحث ختم کرو اور زویا تم مجھے بتاؤ۔۔ کس کو شوق ہے میرے بارے میں جاننے کا۔۔ ہادیہ نے پوچھا

شمویٰ یل کو۔۔۔ زویا نے دو منزلہ مکان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔

شش شموئی یل --- مشال بڑبڑائی می جبکہ ہادیہ حیرت سے اُسے دیکھتی رہی --
وہ ابھی ابھی اندر ہے -- چاہو تو دیکھ سکتی ہو --- زویا نے کہا اور پھر خود ہی اُس کا
ہاتھ کھینچتی ہوئی می اس گھر کی طرف بڑھی --

لیکن اس مکان میں داخل ہوتے ہی دونوں کو ہائی می والٹ کا کرنٹ لگا کیونکہ
دو منزلہ مکان وہی تھا جس میں عاتکہ ملی تھی لیکن اب مکان کا نقشہ یکسر بدل چکا
تھا -- سامنے ہی کاؤچ پہ شموئی یل بیٹھا تھا جو کسی نیند کی سی کیفیت میں جاگا
ہوا معلوم ہو رہا تھا -- وہ یونہی ادھر ادھر گرتا پڑتا دروازے سے باہر نکل گیا --

کون تھا؟

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com Page 777
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

اب یہ اِقتان کون ہے؟ اور سر صلاح الدین نے بھلا اُسے کیونکر پکڑا تھا۔۔۔ ہادیہ بولی۔

جبکہ زویا نے قہقہہ لگایا۔۔۔

مشال چپ چاپ انہیں پہلے سرگوشیوں میں اور اب اونچا اونچا باتیں کرتی دیکھ رہی تھی۔۔

ہادیہ اور مشال ابھی تم گھر جاؤ۔۔ زویا نے مکان کا دروازہ بند کرتے ہوئے کہا لیکن وہ پھر سے دروازہ کھولے ہادیہ کے پاس آئی اور اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔

اگر تم سچ میں ونیزا اذہان ہو تو تم ماضی کی ہر داستان ہر شخص کو اُسی دن سے جانتی ہو جس دن تم نے تیسری عمارت کے بند دھاگے والے دروازے کھولے تھے۔۔ تم اتنے عرصے سے خاموش اور لا تعلق صرف اس لیے بن رہی تھی کیونکہ تم بس اِقتان کا صلاح الدین کے پاس قید سے آزاد ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔ تم یہ بھی جانتی ہو کہ مشال نے تمہارے ساتھ کیا کرنا چاہا۔۔ تم یہ بھی جانتی ہو کہ عاتکہ زندہ تھی۔۔۔۔ کیونکہ تمہاری گہری مسکراہٹ بتا رہی ہے کہ تم ونیزا اذہان ہو۔۔۔ میں تم سے جلد ملنے آؤں گی۔۔۔ زویا نے بھی مسکراتے ہوئے شرارتی انداز سے کہا اور مکان کے اندر غائب ہو گئی۔ جبکہ ہادیہ نے ایک گہری مسکراہٹ بند دروازے کی طرف اُچھالی۔۔۔

میں یہ بھی جانتی ہوں کہ تم کون ہو زویا! ہادیہ پراسرار انداز میں آہستگی سے بولی۔۔۔ جسے قریب کھڑی مشال بھی ناسن سکی

چلو مشال -----

ہادیہ نے کہا۔۔۔۔۔

=====

شمویٰ یل گھر پہنچ چکا تھا لیکن اس وقت وہ سخت غیر حاضر دماغی کی کیفیت میں
تھا۔۔۔۔۔

زینت بیگم نے سرخ ہوتی آنکھوں والے شموئی یل کو دیکھا۔۔
بب بیٹا تم نے ہمیں فون ہی نہیں کیا۔۔ زینت بیگم نے اُسے تھکن زدہ حالت
میں دیکھتے ہوئے کہا

اما مجھے سونا ہے --- وہ وہی تختے پہ ڈھے گیا ---

اما شموئی یل بے حد تھکا ہوا لگ رہا ہے کیوں نا ہم اسے آرام کرنے دے --- جویریہ
بھا بھی نے زینت بیگم کو کندھوں سے تھاما ---

شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو اچھا سنو جویریہ میرے بیٹے کیلئے اس کا کچھ من پسند بنا لو
--- اُٹھتے ہی کھانا مانگے گا --- زینت بیگم نے پیار سے شموئی یل کے بالوں میں ہاتھ
پھیرا

جی اما --- میں ابھی بنا لیتی ہوں ----

=====

اقتان یہی سمجھتا رہا تھا کہ زویا یا تو کہیں بہت دُور جا چکی ہے یا پھر وہ بھی مر چکی ہے لیکن بسمل کو اقتان سے لینے کیلئے صلاح الدین نے زویا کو پکڑا اور اُسے خود اقتان کے سامنے لے گیا۔۔۔

زر نور کی طرح زویا بھی اُس کی قیمتی چیز تھی۔۔۔

اُس نے بسمل کی دماغی لہروں کو اپنے قابو میں کیا اور زویا کو لیے صلاح الدین کی قید سے بھاگ نکلا۔۔۔

زویا نے اقتان کو ہر چیز سے باخبر کر دیا تھا

اُس کے بابا۔۔۔ سدوش کی غداری

اُس کی ماں زر نور کا مرنا صفیہ سبکتگین کا مرنا۔۔۔ اور زینب کا اپنی بیٹی کو زندہ رکھنے

کی خاطر اُسے کسی اور کو دے دینا

اُس نے ہر واقعہ کسی کھلی ہوئی کتاب کی مانند اِقتان تک پہنچا دیا تھا۔۔۔

اِقتان جانتا تھا کہ اِجیت کی جائی یاد کیلئے بڑھتی حوس اور زرتوس کی مکارانہ چالوں سے یہ خوفناک داستان بنی لیکن وہ یہ بات بھی معلوم کر چکا تھا کہ اس سب کھیل کو کنٹرول کرنے والا کوئی می اور ہے۔۔۔ اور وہ جو کوئی می بھی ہے وہ نا تو جن ہے اور نا ہی اِنس (انسان)۔۔۔۔ (تو پھر وہ کون ہے؟

یہی بات وہ جاننا چاہتا تھا۔۔ کیونکہ اس سب کھیل کھیلے جانے والے شاطر وجود کو اگر وہ نا ختم کر سکا تو خوفناک داستان پھر سے بن جائے گی اور اس واقعے سے جڑے ہر شخص کے حصے میں ماضی کی طرح صرف موت آئے گی۔۔۔ وہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر یہ بھی جان چکا تھا کہ وہ وجود جو کئی می اموات کا سبب بنا وہ صلاح الدین کے گھر میں ہی ہے۔۔۔۔

ونیزا اذہان زندہ تھی -- زویا اُس کے پاس تھی -- اسمٰئل کو اُسے جلد ہی مرے ہوئے کارتوس کے چنگل سے نکالنا تھا --- اُسے تو جیسے جینے کی وجہ مل گئی تھی --

=====

رات کا کھانا کھاتے ہی وہ اوپر آگئی وہ اپنی کرسی پہ بیٹھی تھی اور اپنا سر سامنے میز کیساتھ ٹکایا ہوا تھا ---

اُس کے دماغ میں کچھ دن پہلے کے انہونے واقعات گھومنے لگے وہ بے اختیار مسکرا دی --

ونیزا تم نے دیکھا ہو گا کہ پاک کلام کی برکت سے شیطانوں کو بند کیا جاتا کیا تم نے کبھی دیکھا شیطانی کلام سے مجھے یہاں بند کر رکھا ہے --- ونیزا اس دروازے کو کھول دو اس پہ بندھے دھاگے کھول دو --- کوئی می تھا جو اُسے پکار رہا تھا ---

میں کیونکر تم پہ یقین کروں --- ہادیہ بولی ---

چلو میں تمہیں ایک داستان سناتا ہوں --- اور اُس رات ہادیہ ہر چیز جان چکی تھی
لیکن اُسے ابھی سختی سے لا تعلق رہنے کا کہا گیا تھا ---

ہادیہ تیسرے پورشن کی سیڑھیوں پہ لگے دروازے کے اوپر جتنے بھی دھاگے بندھے
ہے سب کھول دو --- تاکہ میں اس شیطانی دائرے سے نکل کر آزاد ہو سکوں
--- کیونکہ تمہارے سوا کوئی می اور یہ دھاگے نہیں کھول سکتا ----

وہ شیطانی سپین تمہیں نہیں مارے گی کیونکہ تم اُس کی بیٹی زینل کی بیٹی ہو

اور پھر بے خودی کی کیفیت میں ہادیہ نے وہ دروازہ کھول دیا تھا ---

لیکن ہادیہ یہ بھی جانتی تھی کہ اگلے دن مرنے والی سیما آنٹی اور کچھ دنوں کے بعد مرنے والی سٹوڈنٹ عزیزے کو اس آگینے سپیرن نے ہی مارا ہے ---

اُسے اچھی طرح یاد تھا کہ کس طرح زویا نے اُس کو کارتوس سے بچایا اور اُس کو مار دیا --- لیکن یہاں وہ ایک بات پہ بے حد حیرت زدہ تھی کہ کارتوس کے مرنے کے فوراً بعد اسمل اس کی قید سے آزاد ہو چکا تھا لیکن کارتوس نے اُسے اس قدر ذہنی غلام بنا ڈالا تھا کہ وہ اس شیطانی چیلے کے مرنے کے بعد بھی اس کیلئے ہی کام کرتا رہا --- اس نے کارتوس کے ہر دشمن کو اچھا سبق سکھایا لیکن کارتوس کو مارنے والی زویا کو اس نے کچھ بھی ناکہا ---

حتیٰ کہ وہ اتنی طاقت رکھتا تھا کہ زویا کو موت کی نیند سلا سکے ---

وہ میز پہ رکھے مسلسل گزرے واقعات کو سوچ رہی تھی ---

اب مجھے سو جانا چاہئیے۔۔۔ ہادیہ خود سے ہی کہتی اُٹھی لیکن اس کے بالکل پیچھے کھڑکی کے پاس کرسی پہ بیٹھے پراسرار وجود کو دیکھ کر ٹھٹک کر رُک گئی

کک کون ہو؟ ہادیہ نے کانپتے ہوئے پوچھا۔۔۔

سدوش۔۔۔ آواز آئی

تت تم مجھے مارنے آئے ہونا۔۔۔۔ ہادیہ نے اُس پراسرار وجود کو دیکھتے ہوئے کہا

--

اگر تمہیں بھی مار دینا ہی میرا مقصد ہوتا تو میں انتظار کیوں کرتا میں تمہیں اُسی رات ہی کیوں نا مار دیتا جب زینل نے تمہیں کسی انسان کے سُپرد کیا --- سدوش کی آواز اُبھری --

تم نے ضرور میرے بابا اور ماما کو مارا ہو گا اور میرے اجداد کو بھی تباہ کرنے والے تم ہی ہو؟ ہادیہ رونے لگی --

کوئی شک نہیں کہ یہ سب میں نے کیا ہر شخص کو مارا جس کا مجھے مارنے کا حکم ملتا رہا لیکن اذہان اور زینل کو میں نے نہیں مارا -- زینل طبعی موت مری ہے لیکن اذہان کیسے کب اور کس کے ہاتھوں مرا؟ یہ میں نہیں جانتا --- سدوش نے کہا --

یہ سب تم سے کس نے کرنے کو کہا جیسا کہ تم کہہ رہے مجھے حکم ملتا رہا
--- ضرور اُس صلاح الدین نے ---- ہادیہ نے پوچھا --

وہ ہنسا --- صلاح الدین تو خود اُس کا غلام ہے اور اُس کے حکم پہ چلتا ہے
----- سدوش نے کہا --

کک کون ہے وہ ؟ ہادیہ نے کہا

میں نہیں جانتا --- لیکن اس وقت میں یہاں تمہاری حفاظت کیلئے آیا ہوں
-- کیونکہ اُس گمنام وجود نے اسمٰئل کو حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہیں مار دے جیسا کہ
تم دیکھ سکتی ہو کہ میں اُن کا مَوکل نہیں رہا ---- سدوش نے کہا --
ہادیہ گرتے گرتے بچی ----

دُرو نہیں --- سدوش کی آواز اُبھری ---

رشیدہ چپ چاپ رومہ کی لاش کمرے سے نکال رہی تھی جسے بُری طرح نوچا گیا تھا
حتیٰ کہ چیر پھاڑ دیا گیا تھا۔۔۔۔۔

صلاح الدین نے خوف سے رومہ کی لاش کو دیکھا۔۔

رشیدہ رشیدہ -- رومہ -- زہرہ کے کمرے میں کیوں گئی تھی -- صلاح الدین نے کنپٹی پر سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا --

پتہ نہیں صاب -- میں نے انہیں باہر جانے کا کہا تھا لیکن انہوں نے بات نہیں مانی --- صاب آپ بھی ابھی اندر مت جائیے گا زہرہ بی بی بالکل خوشگوار موڈ میں نہیں ہے انہیں پتہ چل چکا ہے کہ اذہان کی بیٹی زندہ ہے اور وہ کوئی می ہادیہ نامی لڑکی ہے جو ہنٹر ٹاؤن کے قریب ہی رہتی ہے انہوں نے اسمٹل کو اُسے مارنے کیلئے بھیجا ہے ---- رشیدہ نے تفصیل بتائی می -- اُس کی معلومات سے لگتا تھا کہ وہ بھی ماضی اور حال کے ہر واقعے سے باخبر ہے --

رشیدہ یہ تم کیا کہہ رہی ہو -- وہ ہم ہادیہ ہادیہ اذہان کی بیٹی ہے کیا -- یہ یہ کیسے ممکن ہے؟ میں یہ کیوں نا جان سکا --- صلاح الدین بُری طرح اُچھلا ---

پیچھے سے کوئی می تیز آگ کا گولہ ہوا کو چیرتا ہوا آیا اور اس سے پہلے کہ اُس سے ٹکراتا وہ فضا میں بلند ہوگئی ---

گولہ آگے جا کر ٹھہرا اور کچھ دیر ہوا میں معلق رہنے کے بعد وہ ایک نوجوان کا روپ دھارے اُس کے سامنے کھڑا ہو گیا --

فضا میں بلند زویا بھی دھیرے سے نیچے آئی ---

دیکھو ہم پھر سے مل گئیے -- وہ ہنسا --

جب بھی میں خاموش راہوں پہ تنہا چلتی تھی -- مجھے پتہ ہوتا ہے کہ ایک مفرور شہزادہ میرا پیچھا کر رہا ہے --- وہ بھی مُسکرا رہی تھی ---

میں تمہیں زرنور اندزگر یعنی کہ تمہاری ماں کے پاس پہنچانے کیلئے آیا ہوں -- وہ پھر سے ہنسا --

ممکن ہے کہ تم اس بار سچ کہہ رہے ہو اور واقع مجھے میری ماں کے پاس پہنچا ہی دو -- لیکن جہاں تک میں جانتی ہوں تم پہلے بھی مجھے مارنے کے کئی مواقع بنا کسی وجہ کے ضائع کر چکے ہو ---- زویا نے کہا اور ایک قدم مزید اُس کے قریب ہوئی --

اسمل -- تم نے مجھے کیوں نہیں مارا جب میں نے تمہارے کافر چیلے کو موت کے گھاٹ اُتارا -- زویا نے کہا
وہ خاموش رہا ---

اچانک پہاڑوں کے عقب سے شدت سے ایک آواز اُبھری -- آواز زدہ چیز کا رُخ
ایک سیاہ دائی رہ کی مانند اُڑتا ہوا اُن کی طرف ہی بڑھ رہا تھا لیکن یہ سیاہ دو
دائی رے تھے جو پہاڑ کے اُوپر سے تیزی سے نیچے وادی کی طرف آرہے تھے --

اسمل کی تیز ترین نگاہیں ان دائی روں پہ جمی تھی ---

=====

قید سے بھاگتے ہی وہ کئی دن بے مقصد پہاڑوں میں گھومتا رہا اور زویا سے تمام
گزرے واقعات کے بارے میں معلومات لیتا رہا --- وہ ہادیہ اور گزری موت کی
خوفناک داستان کے بارے میں جان چکا تھا۔ لیکن ابھی بھی کچھ واقعات ایسے
تھے جن پر سے پردہ اُٹھنا باقی تھا --

صلاح الدین کے گھر میں کون تھا جو اس داستان کو مرتب کر رہا تھا اور پراسرار کالج میں مندر کے اوپر اُٹھنے والے دھویں کا کیا راز تھا؟

اقتان اور زویا اس بات کو نہیں جان پا رہے تھے اور یہی اُن کے بنے بنائے کھیل کو بگاڑنے کیلئے کافی تھا۔۔

اقتان اور زویا کی حتی الامکان کوشش تھی کہ وہ ان رازوں کو بھی رازنا رہنے دیتے لیکن کوشش کے باوجود شیطانی طاقتیں ابھی بھی راہ میں حائل تھی اور سب سے بڑی راہ خود اسمل تھا جسے وہ نقصان بھی نہیں پہنچا سکتے تھے۔۔

اقتان شہنشاہ جنات کو ماضی میں گزرے تمام واقعات سنانے اور اُن سے مدد کی درخواست کرنے گیا تھا۔۔

میں عظیم شاہ جنات کا ناچیز فرزند تمہارے ساتھ چلوں گا۔۔۔ مکران نے کہا اویوں
وہ دو دنیاؤں کا دروازہ پار کیے انس کی دنیا میں داخل ہو گیا۔۔

اسمل کا زویا کی طرف ہونے والے جھکاو سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے
ایک منصوبہ بنایا۔۔۔۔

=====

وہ اپنی اکڑی ہوئی گردن کو فٹ کرتے ہوئے اٹھا۔۔
جلدی سے فریش ہو کر اُس نے سیدھا کچن کا رخ کیا۔۔۔

وہ خاموش رہا۔۔

تمہیں بھوک لگی ہوگی --- تم دوائی بنگ پہ بیٹھو میں کھانا لگاتی ہوں --- جویریہ
بھابھی نے کہا اور کھانا گرم کرنے لگی ---

ارے ارے -- میرا بیٹا اُٹھ گیا۔ زینت بیگم شموئیل کو ڈائی ننگ پہ بیٹھا دیکھ کر خوش ہوئی --

مام --- کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ ہادیہ

mentally ill

نہیں ہے؟ شموئیل نے کہا۔۔

زینت بیگم اُس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔۔۔

شموئیل۔۔ وہ نارمل لڑکی ہے یا نہیں۔۔ آئی می ڈونٹ ناؤ اینڈ آئی می ڈونٹ
کئی پر۔۔۔۔۔ وہ ہرگز ہرگز تمہارے لائق نہیں ہے۔۔۔ سوچنا بھی مت کہ میں
ہادیہ کا ہاتھ پھر سے مانگنے جاؤں گی۔۔۔۔ اور ویسے بھی میں نے ایک فیصلہ کیا
ہے؟ زینت بیگم نے کہا۔۔

کیسا فیصلہ؟ شموئیل نے حیرت سے پوچھا۔۔

میں چاہتی ہوں کہ تم مشال کے بارے میں سوچو۔۔۔ زینت بیگم نے اطمینان سے کہا۔۔

مجھے کیا یہ کہنے کی ضرورت ہے مام کہ یہ امپاسبل ہے۔۔۔ وہ ہنسا۔۔

شمویٰ یل بیٹے۔۔۔ آخر تو مشال میں کیا کمی ہے۔۔ پڑھی لکھی ہے سلجھی ہوئی اور خوبصورت بھی ہے۔۔۔

بس بہت ہوا۔۔۔ آخر آپ مجھ سے محبت کا دعویٰ بھی کیسے کر سکتی جبکہ آپ مجھے میری محبت ہی نہیں لا کر دے سکتی۔۔۔ شموئیٰ یل نے کہا

محبت کرتی ہوں تو اسی لیے تمہیں اُس سے دُور رکھ رہی ہوں ---- بیٹا تم نہیں جانتے وہ ایک سپرین کی بیٹی ہے ---- زینت بیگم نے چلاتے ہوئے زوروں سے کہا -- لیکن جلد ہی کسی احساس کے تحت انہوں نے فوراً اپنے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا

--

How You know ..Mom How You know ?..

وہ میز پہ ہاتھ مارتا چلایا ----

بیٹا ---- وہ ---- میں ---- زینت بیگم اُچھے ہوئے انداز سے اُٹھ کھڑی ہوئی --

شموی یل -- وہ ----

اِقتان ---

اسمل -- میرے پیارے بھائی می --- واپس آ جاؤ - تمہاری ہر خطا معاف کر دیں
گے -- ابا حضور اور اماں بی دن رات تمہاری یاد میں تڑپتی ہے -- واپس آ جاؤ
-- میرے بھائی می --- مکمران نے اسمل کو دیکھا --

اسمل -- اپنی دُنیا میں لوٹ چلو -- اِقتان نے کہا

یہ دُنیا ہی اب میری دُنیا ہے -- تمہاری دنیا تم لوگوں کو مُبارک -- اسمل دھاڑا
اور شعلہ بار آنکھوں سے زویا کو دیکھا -- جس کی وجہ سے وہ جال میں پھنس گیا تھا

--

اسمئل میں بھی بالکل تمہاری طرح سوچتی تھی۔۔۔ جب سے اس دنیا میں آنکھ کھولی
انسانوں کو اپنے ارد گرد پایا۔۔۔ میری ماں زرنور نے مجھے ہمیشہ یہی سکھایا یہ انسان ہی
ہمارا خاندان ہے اور ان سے محبت اولین فرض۔۔۔۔۔ ان کی حفاظت ہماری ذمہ
داری۔۔۔ اُن کی دکھ تکلیف مصیبت۔۔۔ سب ہماری۔۔۔
لیکن اُس کے باوجود بھی کیا ہوا۔۔۔ موت کی داستان رقم ہوئی۔۔۔ ہر انسان جو ہم
سے جڑا تھا مرتا گیا۔۔۔ مارنے والا بھی ہم میں سے ہی۔۔۔ اور ہم بے حد طاقتوں
کے مالک ہو کر بھی کسی کو ناپا سکتے۔۔۔
کسی نے بند تہہ خانوں میں جان دی۔۔۔
تو کسی کی سرے عام جنگل میں جان لی گئی۔۔۔
کسی کو اس کے گھر اس کے کمرے میں ہی مار دیا گیا
اور کسی کو پورے خاندان سمیت جلا دیا گیا۔۔۔

اذیت -- دکھ -- تکلیف --- اور پتہ نہیں کیا کچھ نہیں سہا ہم نے --- میرے بابا
نے سب کو بے دردی سے مار دیا ---

سدوش نے جان بوجھ کر نہیں کیا -- اس کی عقل سلب کی جاتی تھی اور اس پہ
جادوئی شیطانیت کو حاوی کر کے اس سے کام نکلوائے جاتے تھے -- اسمل
نے کہا --

باخبر ہوں -- لیکن حاصل مقصد کیا ہوا -- ہم سے ہی ہمارے لوگوں کو تباہ کروایا گیا
-- اسلہ بخشے سیداں بی کو وہ مجھے دیکھتے ہی کہتی تھی کہ آگ کا قبیلہ آگ کے سنگ
بھلا اور خاک خاکی میں چپے --- وہ مجھے مزید بتاتی تھی کہ بیٹا خاک و آگ کا ملن
کبھی ممکن نہیں -- اور نا ہی ان کی دوستی بھلی ہے -- جو چیز آنکھوں سے او جھل
ہے وہ او جھل ہی بہتر ہے ---

وہ ملعون کارتوس ایسی چال چل کر جہنم واصل ہوا ہے کہ میں چاہ کر بھی یہ زنجیر اپنے پاؤں سے نہیں توڑ سکتا --- وہ خود تو مر گیا لیکن وہ میری آزادی کی ڈور اُس کے ہاتھ میں دے گیا جس کا وہ خود غلام تھا اور وہ جو کوئی بھی ہے وہ سنیل ناتھ یعنی کہ صلاح الدین کے گھر میں ہے --- اسمٰئل نے کہا اور جادو کے زور پہ اپنی ٹانگوں سے بندھی شعلہ اُگلتی بیڑیاں دکھائی ---

اسمل۔۔۔ اسمل۔۔۔ ہمارے لیے اُس وجود کے بارے میں جاننا بہت ضروری ہے۔۔۔ کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون ہے؟ اِقتان بے چینی سے بولا

میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ وہ کسی مرے ہوئے شخص کا بھوت یا ہمزاد ہے جو اس سب کھیل کو لکھ رہا ہے۔۔۔۔۔ اسمل نے کہا

شمل۔۔۔ شاید یہ شمل ہے۔۔۔ زویا بولی اور سب نے اُسے چونک کر دیکھا۔۔۔۔۔

ہاں وہ شمل ہی ہو سکتی۔۔۔ کیونکہ وہی انتقام لینا چاہتی تھی اور اس سلسلے میں وہ مرنے سے پہلے ہماری اماں سے ملی بھی تھی۔۔۔۔۔ زویا بولی۔

ہادیہ کو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔ ابھی ہم شہزادہ مکمران کے ہمراہ کالج کی عمارت کی
طرف پرواز کریں گے۔۔ سورت القریش کا ورد پڑھتے جائے۔۔۔ اے اللہ ہماری مدد
فرمائے۔۔۔ اِقتان نے کہا۔۔

زویا نے بے چینی سے پہلو بدلا اور ان کے سنگ فضا میں پرواز بلند کی۔۔۔

=====

سرد۔۔۔ کیا تم نے کالج

closed

کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔۔

صلاح الدین نے پوچھا۔۔

جی سر آج سے کالج اگلے تیس دنوں تک بند رہے گا۔۔۔ سرمد نے کہا۔۔

زبردست۔۔۔ تو بس آج رات ٹھیک بارہ بجے کالج پہنچ جانا۔۔ ہمارا قیمتی خزانہ نکالنے کا وقت آگیا ہے۔۔ صلاح الدین نے کہا اور اس کیساتھ رات کے بارے میں منصوبہ بندی کرنے لگا۔۔۔

=====

آپ کیسے جانتی ہے کہ ہادیہ سپرین کی بیٹی ہے۔۔ بتائے ناں مام۔۔۔ وہ کھانے کو سائیڈ پہ کرے اپنی ماں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالا کھڑا تھا جبکہ زینت بیگم مسلسل نظریں ملا نہیں پا رہی تھی۔۔۔

اما۔۔۔۔ میں سُن رہا ہوں۔۔۔ وہ پھر سے بولا

بیٹا وہ۔۔ آآپ کی ایک سب سے چھوٹی آنی یعنی کہ میری سب سے چھوٹی بہن
بھی تھی ڈاکٹر عشرت۔۔ دراصل ثروت اور زینب کا آپریشن کرنے والی میری
بہن ہی تھی لیکن ثروت کا بیٹا ہوا تھا جو مرچکا تھا اور زینب کے بیٹی ہوئی
تھی اُس نے کہا کہ اُس کے کوئی می جانی دشمن ہے جو اُسے اور اُس کی بیٹی
کو مار ڈالے گے جبکہ وہ چاہتی تھی کہ وہ زندہ رہے یوں سرٹیفکیٹ میں یہ ظاہر کیا گیا
کہ ثروت کا بیٹا زینب کو دے دیا جائے اور زینب کی بیٹی کو ثروت کی بیٹی کہا
جائے۔۔۔ تمہاری آنی نے یہی سوچا تھا کہ ہوگی کسی انسان وغیرہ سے دشمنی لیکن
انہیں کیا پتہ کہ ان کی دشمنیاں جنوں کی نسل سے ہے۔۔ ان میں سے ہی ایک
جن نے کچھ دنوں بعد بے دردی سے میری بہن کو مار دیا اور اس کے شوہر کو
نجانے کہاں غائب کر دیا۔۔۔۔

میں کیوں نہیں جانتا اُن کے بارے میں ---- شموئیل دو قدم پیچھے ہوتا ہوا
افسردگی سے بولا --

بیٹا آپ بہت چھوٹے تھے۔۔ اور جب تعلق رکھنے کیلئے انسان ہی نہیں بچے تو قصے ختم ہو جاتے ہیں۔۔۔ آہ میری چھوٹی بہن۔۔۔ زینت بیگم غمزدہ لہجے میں بولی۔۔۔

جبکہ زینت بیگم اُسے تاسف سے دیکھتی رہی ---

صلاح الدین سرمد کو لیے گھُپ اندھیرے میں کالج کے مندر کے بالکل سامنے پہنچا

اُن دونوں نے احتیاطاً چہروں کو سیاہ کیڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔۔

سرمد اسمت کو یہاں بلاؤ۔۔ تاکہ کوئی می مسلئی نہ ہو۔۔۔ اقتان بھی قید سے آزاد ہو چکا ہے۔۔ صلاح الدین نے کہا

لیکن سر اسمت نہیں آئے گا۔۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اُسے ہادیہ کو مارنے کا حکم ملا ہے۔۔۔ سرمد نے کہا۔۔

بالکل ہادیہ کو مرنا ہی ہے۔۔ یہی اُس کی تقدیر ہے لیکن اس وقت اسمت کو ہمارے پاس ہونا چاہئیے۔۔۔ صلاح الدین اردگرد نظر دوڑاتے ہوئے بولا۔۔۔

سر کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کونسا خزانہ ہے جو ہم نکالنے والے ہیں؟ سرمد نے پوچھا۔۔

سرمد -- تمہاری وفاداری میں مجھے شک نہیں --- سرمد دراصل کالج سے پہلے یہاں انگریزوں کے دور میں میوزیم ہوا کرتا تھا جہاں میرے دادا نوکری کیا کرتے تھے -- ایک رات اچانک ہی میوزیم کی چھت گر گئی می اُس رات میرے دادا نے میوزیم سے کچھ

Antique

ہسٹری سے جڑی چیزیں جن ک مالیت کروڑوں روپے تک کی ہے وہ چڑالی --- صلاح الدین نے وضاحت سے کہا --

سک کیسی چیزیں --- سرمد کی آنکھیں چمکیں ---

اُن چیزوں میں ایک مڈل ڈانسنگ گرل کی مورتی ہے -- مٹی کے برتن ہے جس میں چمکدار زیورات بند ہے اور ایک بڑے برتن میں ہاتھی دانت سے بنے زیورات

ہے --- خطوط الرسم کی بے شمار کلیاں ہے اور کچھ تانبے سے بنی تلواریں ہیں
 ---- یہ سب ہمارا ہے سرمد -- صلاح الدین نے کہا جبکہ سرمد کی مسکراہٹ گہری
 ہوئی ---

سر میں اسمل کو بلانے کا انتظام کرتا ہوں -- سرمد نے جیب سے دیا سلائی می
 نکالتے ہوئے کہا اور گراؤنڈ سے ذرا ہٹ کر دیا سلائی می جلانے لگا -- اُسکی آنکھیں
 میں فتح کی عجیب سی چمک تھی جیسے پتہ نہیں اُس نے کیا کچھ ناجیت لیا ہو ---

=====

وہ ہادیہ اور سدوش کو باتیں کرتا دیکھ سکتا تھا ---
 اُسے اس لڑکی کو قتل کرنے کا حکم ملا تھا --

اُس کے اندر کی شیطانی طاقتیں عروج پر تھی لیکن ہادیہ پہ پہلی نظر پڑتے ہی اُس کی تمام تر شیطانی طاقتیں کمزور پڑھنے لگی جبکہ وہ کھڑکی پہ ہی ٹھہرا ہوا ہادیہ کو کافی دیر تک دیکھتا رہا۔۔۔

زینب میری پیاری گُریا زینب ---- میں تمہاری بیٹی کو کس طرح مار سکتا --- میں
و نیز ا کو کس طرح مار سکتا --- وہ زینب جسے میں نے کبھی زینل کے نام سے
نہیں پکارا کہ نہیں یہ دو کافروں کی مسلمان بچی ہے اور وہ ثابت قدم بھی رہی
--- وہ میری گُریا تھی -- ننھی سی گُریا ---- جو ایک بار کیلکمر کے پودے ڈھونڈنے
گئی تھی اور پھر کبھی لوٹ کر واپس نہیں آئی --- اسمٰئل نے اندر گم سم
بیٹھے سدوش کو دیکھا جو ہادیہ کی حفاظت کیلئے وہاں نجانے کن سوچوں میں گم تھا
--- یا پھر شاید وہ یہ سمجھتا تھا کہ ہادیہ کو مرنے سے بچا کر وہ اس کے اجداد کو

مارنے کا کفارہ ادا کر رہا ہو۔۔۔ لیکن وہ بے بسی کی انتہا پہ تھا اگر وہ ہادیہ کو نہیں مارے گا تو اس کی قید مستقل اور اس کی زندگی ختم بھی ہو سکتی تھی۔۔۔۔

ابھی وہ اسی شش و پنج میں مبتل تھا کہ اُسے شدت سے احساس ہوا کہ سرد اور صلاح الدین اُسی فضائی می لہروں سے کانیکٹ ہو کر اپنے پاس بٹا رہے ہیں۔۔۔ وہ تیزی سے فضا میں پرواز کرتا آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔

=====

اقتان کے کہنے پہ وہ داؤد صاحب کے گھر مدد کا پیغام لے کر گئی جبکہ اقتان مکمران کے ہمراہ کالج کی طرف پرواز کر چکا تھا جہاں صلاح الدین سرد کیساتھ مل کر کھدائی کرنے میں مصروف تھا۔۔۔۔

— — —

وہ سب جانتے تھے کہ یہ شمل کی عفریت ہے جو اس سب کو کنٹرول کر رہی تھی جس نے سبکدستی کو مار کر اُس کا دل تک چبا لیا تھا جس نے بہت سو کی زندگیاں تباہ و برباد کی -----

سرمد عزم -- ہمیں اطلاع ملی ہے کہ پاک تارتخی ورثہ صلاح الدین نامی شخص کے قبضے میں ہے جو کہ ایک سنیل ناتھ کے نام سے مشہور تھا لیکن اُس نے اپنا مذہب تبدیل کر لیا تھا --- اُس کے پاس بے حد قیمتی چیزیں ہے جو کروڑوں اربوں کی مالیت ہے اور بے حد قیمتی ---- تمہیں پاکستان کا وہ عظیم ورثہ حاصل کرنے کیلئے اپنی زندگی کو قربان کرنا ہوگا ہر سانس کو ---- میجر طلال نے سامنے سر جھکائے سرمد عزم کو دیکھا --

سرمد -- کسی نے دھاڑتے ہوئے اُسے پکارا -- سرمد عزم یہ مت سمجھنا کہ تم ایک دو سال میں اُس کا اعتماد جیت کر سب حاصل کر لو گے -- بلکہ بہت ممکن ہے کہ تمہاری پوری زندگی اس میں لگ جائے -- تمہیں پاک کے قیمتی ورثے کو ہر حال میں حاصل کرنا ہے --- میجر عائش نے بلند آواز سے کہا --

جینٹلمین -- ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہے -- وطن کی مٹی وفادار ہے -- اللہ
تمہارا مددگار ہو -----

ڈھیروں ہدایتوں اور سخت ٹریننگ کے بعد سرد عزم صلاح الدین کے قریبی اور
وفاداروں میں شامل ہوتا ہوا اُس کا سب سے عزیز ترین ساتھی بن گیا --- اس قدر
مخلص کہ صلاح الدین سرد کے بغیر خود کو آدھورا سمجھنے لگا --- اور یوں -- یہ
دائی رہ بھی گھومتا رہا --

=====

وہ اندھیرے میں ڈوبے ہوئے کالج کی پُر سوز فضا میں محو پرواز تھے اور جلد ہی وہ دونوں اُلو کا روپ دھارے گراؤنڈ کے وسط میں بنے درخت پہ آ بیٹھے ---

سامنے وہ کدال سے گراؤنڈ کو کھودتے ہوئے صلاح الدین اور سرمد کو دیکھ رہے تھے --- کھدائی کا عمل بے حد تیز تھا معلوم ہوتا تھا کہ اُن دونوں کے سوا کوئی ی تیسرا اُن دیکھا وجود بھی ہے جو زمین کھود رہا ہے --- یقیناً اسمل --- جسے سرمد نے دیا سلائی کی مدد سے بُلایا تھا ----

پانچ فٹ کھدائی کے بعد کدال ایک سخت چیز سے ٹکرایا --- اسمل ٹھہر جاؤ --- صلاح الدین چلایا ---

یہاں ایک دیو ہیکل لکڑی کا باکس ہے جس میں وہ ساری چیزیں رکھی ہے۔۔۔ وہ باکس بہت بڑا ہے جسے ہم انسان باہر نہیں نکال پائے گے۔۔۔ اسمٹل تم اُسے باہر نکالو گے۔۔۔ صلاح الدین نے ہدایت جاری کی۔۔۔

وہ مطمئن تھا کہ ہر چیز اُس کے قابو میں ہے لیکن یہ صرف اُس کا خیال تھا۔۔۔۔۔

اور پھر کچھ ہی دیر میں پلک جھپکتے ہی اسمٹل لکڑی کا وہ ڈبا نکال لایا۔۔۔۔۔

صلاح الدین نے خوشی سے سرشار ہوتے ہوئے اُس ڈبے کو دیکھا۔۔۔

سرمد کے ہونٹوں پہ بھی گہری پراسرار مسکراہٹ چھائی تھی۔۔۔۔۔

اسداکبر اسداکبر --- دُور مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوئی ی ---

شہزادے --- منظر میں آنے کا وقت ہو گیا ہے --- اُمید ہے دائود صاحب نے
شمل کے عفریت کو ختم یا قابو کر لیا ہوگا --- اِقتان نے اُلو کا روپ دھارے قریب
ہی بیٹھے شہزادے مکمران سے کہا ---

سب خیر ہو --- چلو اس کافر کی طرف پرواز کرتے ہے --- شہزادے مکمران نے
صلاح الدین کو دیکھتے ہوئے کہا ---

=====

رات کا آخری پہر تھا ---

وہ گہری نیند میں سویا تھا جب موبائی ل پہ ایک میسج وصول ہوا ---

اُس نے کانپتے ہاتھوں سے گلاسز کو آنکھوں پہ لگایا اور لیمپ کا سوئی چ آن کر کے
موبائل اٹھا لیا۔۔۔

موبائل میں وصول ہونے والے میسج کو دیکھتے ہی انہوں نے بے اختیار دل پہ
ہاتھ رکھا اور وہ خوشی سے قہقہہ لگانے لگے۔۔۔

شکر الحمد للہ... ابھی میری ریٹائیمنٹ میں ایک سال باقی تھا اور یہ کامیابی مجھے
،،، کام کرنے کے دوران ہی ملی۔۔۔ شکر الحمد للہ
بیس سال سے وہ اس خوشخبری کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔

ارے کیپٹن صاحب یہ آپ کو کیا ہوا ہے جو فجر کے ٹائم قہقہے لگا رہے۔۔۔ قریب
ہی پڑی درمیانی عمر کی عورت نے میجر صاحب کو پکارا جو اپنے شوہر میجر طلال کو
ہمیشہ کیپٹن صاحب کہہ کر پکارتی تھی۔۔۔

ارے مسز میجر صاحب -- الحمد للہ ہمارا منصوبہ کامیاب رہا -- قوم کا قیمتی ورثہ کافر کے چنگل سے بچا لیا گیا ہے -- تم نوافل پڑھو -- میں اپنے کچھ ٹیم کیساتھ آن ڈیوٹی جا رہا ہوں --- میجر طلال چمکتے ہوئے بیڈ سے اترے ---

=====

داؤد صاحب رشیدہ کی لاش کو لاؤنج میں پڑے صوفے پہ رکھے اوپر کی طرف بڑھے ---

اُن کا رخ صلاح الدین کی پہلی بیوی زہرہ کے کمرے کی طرف تھا --
انہوں نے لکڑی کی تسبیح کو انگلیوں کے ارد گرد لپیٹا اور کمرے کا دروازہ کھول دیا۔

کمرے میں ٹیپرچر بے حد بڑھا ہوا تھا۔۔۔ دائود صاحب آرام و سکون سے کمرے کے فرش پہ کندھے پہ لٹکتا پٹکا رکھے دو زانو بیٹھ گئے۔۔۔ اور اللہ کے بابرکت ناموں کا بلند آواز میں ذکر کرنے لگے۔

اللہ،،، اللہ،،، اللہ

ہُو۔۔۔ ہُو۔۔۔ ہُو

کمرے کا بڑا ہوا ٹیپرچر دھیرے دھیرے کم ہونے لگا اور ایک بے حد خوفناک آواز گونجی۔۔

خاموش ہو جاؤ --- ورنہ مار ڈالو گی تجھے --- بے حد بھیانک آواز تھی اور وہ بالکل
بھی انسانی آواز نہیں تھی ---

کون ہے تُو؟ --- بتا کون ہے اور کیوں مارا تو نے سب کو؟ داؤد صاحب نے
غصے سے پوچھا ---

جواباً بھیانک قہقہہ بلند ہوا ---

داؤد صاحب نے جیب سے ایک پُریا اور شیشے کی بوتل نکالی ---
یہ دیکھ اے شیطان کی پُجاریں --- ادھر دیکھ اس پُریا میں کیا ہے؟ داؤد صاحب
دھاڑتے ہوئے بولے --

جبکہ ایک خوفناک قہقہہ بلند ہوتا گیا --

اللہ کے پیارے رسول حضرت موسیٰ علیہ سلام نے اللہ سے درخواست کی -- جس کا مفہوم یہ ہے --

یا اللہ -- میں آپکو دیکھنا چاہتا ہوں --- اللہ نے اپنے نور کی ایک تجلی دکھائی
-- سجان تیری قدرت تیری عظیم بلند و بالا شان -- وہ پہاڑ کوہ طور ٹوٹ کر ریزہ ریزہ
ہو گیا --- اور اس پڑیا میں وہی ریزہ شدہ پہاڑ کے کچھ ذرات ہے ان ذرات میں
خدائے واحد کی تجلیات چھپی ہے --- جس کی تاب تو بھی نہیں لاسکے گی --- تو
بھی ریزہ ریزہ ہو کر راکھ کا ڈھیڑ بن جائے گی --- داؤد صاحب بولے --

بلند ہوتے قمقمے کو یکدم بریک لگی -- اب کمرے میں گہری خاموشی تھی ----

بتا کون ہے تو؟ اور تیرا مقصد کیا ہے؟ داؤد صاحب نے پھر سے پوچھا لیکن ابھی بھی خاموشی چھائی ہی رہی۔۔ داؤد صاحب نے شیشے کی بوتل پہ پڑیا میں پڑی چیز ڈالی اور اس بوتل کے چند قطرے کمرے میں چھڑکے۔۔ ایک دلدوز چینخ بلند ہوئی۔۔

اچھا ٹھہر جا۔۔ رُک جا سب بتاؤں گی میں سب بتاؤں گی۔۔ کوئی می تڑپ کر بولا تھا۔۔۔

سب سے پہلے خود کو میرے سامنے لے کر آ۔۔۔
تھوڑی ہی دیر میں کوئی می اُلٹا چلتا وجود داؤد صاحب کے سامنے پہنچ کر رُک گیا۔۔۔

اُس وجود نے داؤد صاحب کی آنکھوں کی طرف اپنے لمبے لمبے ناخن بڑھائے لیکن ایک کرنٹ کھا کر چلیختی ہوئی ی دو قدم پیچھے سرک گئی ی ---

داؤد صاحب مسکرائے --

اے شیطان -- بتا کون ہے تو؟

میں ماہ رُخ ہوں -- سالوں پہلے جب میں نے سبکتگین کے باپ مالک کو تمہ خانے میں بند کروا دیا کئی روز بعد جا کر دیکھا تو پتہ چلا وہ مرچکا ہے اور مالک کیساتھ ایک اور جلی ہوئی عورت کی لاش تھی -- تمہ خانے میں شیطانی اثرات تھے -- جب مجھے سبکتگین کی بے وفائی کا پتہ چلا تو میں نے شیطان سے طاقت حاصل کی اور تنہائی میں ہر گناہ کیا جس سے میں مسلمان نارہی -- انتقام کی

جس دن سبکتگین مرچکا تھا میں شیطانی کالے علوم پہ عبور حاصل کر چکی تھی
 -- لیکن منافقت کا لبادہ اوڑھے میں کئی سال بیماری کی آڑ میں سیداں بی
 کے تاریک کمرے میں رہی -- سب مجھے بیمار سمجھ کر زیادہ تنہا چھوڑ دیتے یوں میں
 بھی شیطانی عبادت میں لگن رہتی -- اور مجھے لگا میں نے اپنے ہر دشمن کو مار ڈالا
 ہے۔۔۔

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com Page 839
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

صد افسوس تُو ایک خوبرو مُسلمان لڑکی تھی اور عشق اور انتقام نے تیرا کیا حال کر دیا

،،،،، إِنَّا سَمِعْنَا إِلَهِي رَاجِعُونَ

فجر کی اذان ہوتے ہی زویا اُس کمرے میں داخل ہوئی جہاں داؤد صاحب قرآن پاک پڑھ رہے تھے ---

=====

لکڑی کا دیو ہیکل باکس باہر نکال لیا گیا تھا۔۔۔

سرمہ نے دیا سلائی می جلا کر جہاں اسمبل کو بلوایا تھا وہی بیس سال بعد میجر طلال کو فوراً خاموشی سے پہنچنے کی تلقین کی وہ انہیں کالج کی لوکیشن سینڈ کر چکا تھا

دو اُلو فضا میں پرواز کرتے ہوئے کالج کے میدان میں اترے۔۔
لیکن میدان میں اترنے سے پہلے وہ اپنی اصلی روپ میں آچکے تھے۔۔۔

شہزادہ مکمران

تب ہی قریب کھڑے اسمل کے پیروں سے تیز تیز شعلے نکلنے لگے اور وہ دھوئیں کی صورت اختیار کیے فضا میں غائب ہونے لگے ---

آزادی مبارک -- میرے بھائی -- مکمران نے اسمل کے پاؤں سے نکلتے ہوئے دھوئیں کو دیکھ کر کہا --

آزادی مبارک شہزادے -- لگتا ہے داؤد صاحب نے شمل کی عفریت کو قابو یا ختم کر ڈالا --- اقتان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا --

اور مبارکباد تو آپکو بھی پیش کرنی چاہئیے سرد عزم۔۔ آخر تو آپ کا مشن بھی کامیابی سے مکمل ہوا۔۔۔ اِقتان نے سرد کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔۔

الحمد لله، سرمد مسکرایا

صلاح الدین منہ کھولے ان لوگوں کو باتیں کرتا حیرت و غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔۔
اسمل ان سب کو ابھی اور اسی وقت ختم کر دو۔۔۔ صلاح الدین چلایا۔۔۔

میں تجھے نا ختم کر دوں۔۔۔ اسمٰئل نے خونخوار نظروں سے صلاح الدین کو دیکھا۔۔۔

اسمئل۔۔ اے آن دیکھی دنیا کے باسی۔۔ میں جانتا ہوں کہ صلاح الدین تمہارا گناہ
گار ہے لیکن مہربانی کر کے اسے کچھ مت کہنا۔۔ اس غدار کو اور قیمتی ورثے کو

تب ہی کالج کے دروازے پہ بھاری قدموں کی آواز سنائی دی۔۔۔ میجر طلال اپنی ٹیم ممبران اورینگ آفیسرز اور کچھ ماہر آثارِ قدیمہ کے لوگوں کیساتھ اندر داخل ہوئے

ینگ آفیسرز نے صلاح الدین کو حراست میں لے لیا جو ہقا بقا ارد گرد ہونے والے حالات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا وہ ابھی بھی نہیں جان پایا تھا کہ اُس کیساتھ ہوا کیا ہے؟

سرمد -- میں ہوں یہ میں -- میں صلاح الدین ہوں - تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے --- صلاح الدین زوروں سے چلایا ---

آرکیالوجسٹ فوراً باکس کی طرف بڑھے اور لسٹ نکالے

Antique

چیزوں کی جانچ کرنے لگے --

میجر صاحب -- یہ تمام چیزیں اصلی ہے کچھ بھی کاپی نہیں ہے - ایک آرکیالوجسٹ نے کافی دیر جانچنے کے بعد آواز لگائی --

زبردست -- میجر طلال مسکرایا اس نے آگے بڑھ کر سرمد کو گلے سے لگایا اور مصحفہ کیا ---

چلو جوانوں --- فوراً باکس کو مشین کے ذریعے وہاں سے لے جایا گیا اور زنجیروں میں جکڑے صلاح الدین کو بھی ---

سرمد عزم --- میں جلد ہی تمہیں سرکار کی طرف سے ملنے والے تمغہ جرأت وصول کرنے کیلئے ایک تقریب کا دعوت نامہ بھیجوں گا --- میجر طلال نے کہا اور آرمڈ فورسز اور آرکیالوجسٹ کے پیچھے ہی کالج سے نکل گئی ---

اقتان --- مکمران اور اسمل قریب ہی آنکھوں سے او جھل کھڑے تھے ---

سرمد --- جب میں شمل کے عفریت کی قید سے پہلے کارتوس کی قید میں تھا تب کارتوس نے مجھے اذہان کو مارنے کیلئے بھیجا تھا لیکن زینب اپنی گریبا کی وجہ سے میں

اذہان کو نامار سکا میں نے اُسے اسی کالج کے نویں عمارت کے تہہ خانے میں قید کر رکھا ہے۔۔۔ اذہان زندہ ہے۔۔۔ ہادیہ کا باپ زندہ ہے۔۔۔ اسمٰئل نے کہا اور گردن موڑ کے نویں عمارت کو دیکھا۔۔

تبھی تیز روشنی کیساتھ زویا آئی۔۔

میں اذہان کو لے آتی ہوں۔ زویا نے کہا اور اپنے بچپن کے دوست بوڑھے اذہان کا ہاتھ تھامے باہر آگئی۔۔۔۔

بیس سال کمرے میں قید رہنے کے سبب اُس کے دماغ میں گہرا اثر پڑا تھا۔۔۔ وہ نیم بے ہوشی کی سی کیفیت میں تھا۔۔۔

یہ میرے سبکتگین کا بیٹا ہے۔۔۔ اِقتان نے پیار بھری نظروں سے اذہان کو دیکھا۔۔۔ اور پھر وہ زویا کی طرف مڑا

شکر الحمد للہ ہم نے اس شمل کی عفریت سے جان چھڑوا لی۔۔ اے داؤد صاحب
سے راضی ہوا انہوں نے ہماری مدد کی۔۔ اِقتان نے اپنی سب سے قیمتی چیز زرنور کی
بیٹی زویا کو مُسکراتے ہوئے دیکھا۔۔۔

داؤد صاحب نے کامیابی سے برائی کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن وہ شمل کی عفریت
نہیں تھی۔۔ زویا نے کہا۔۔۔

کک کیا مطلب۔۔ سرمد بھی چونکا۔۔

وہ ماہ رُخ تھی۔۔۔ پل بھر کیلئے سب ساکت رہ گئے۔۔۔

پھر اِقتان آگے بڑھا۔۔

سرمہ جیسا کہ تم دیکھ سکتے ہو ہم بے حد وفادار ہونے کے باوجود سخت اذیت سے دو چار ہوئے۔ اس قصے سے ایک سبق تو حاصل کر ہی لیا میں نے کہ اللہ نے اگر خاک و آگ کی دنیا ایک دوسرے سے علیحدہ بنائی ہے تو اسی میں کوئی حکمت پوشیدہ ہے۔۔ ہم اُس کے بنائے قانون کو توڑ کر کبھی ایک ساتھ مل کر خوش نہیں رہ سکتے۔۔ اُس لیے ہم اپنی دنیا کی طرف جائے گے۔۔ اِقتان نے کہا

--

ہاں زویا۔۔ تم اپنے والد سدوش کو بھی لے آؤ۔۔ اُسے معاف کر دیا ہے

۔۔۔ مکران نے کہا۔۔۔

شہزادے۔۔۔۔ زویا نے خوشی سے تعظیماً سر تسلیم خم کیا

میں نے بھی معاف کیا۔۔ اسمل نے کہا۔۔ زویا مسکرائی

اور آپ نے اِقتان۔۔۔ میں جانتی ہوں کہ میرے بابا نے سب سے زیادہ دکھ
تکلیف اذیتیں آپکو دی ہے۔۔۔ زویا نے اِقتان سے پوچھا

اِقتان نے اپنی سب سے قیمتی چیز زرنور کی بیٹی کو محبت بھری نظروں سے دیکھا۔۔
تمہاری خاطر میں نے بھی اُسے معاف کیا۔۔۔ اِقتان کپکپاتے ہوئے بولا

تھوڑی ہی دیر میں سدوش بھی وہاں تھا۔۔۔ سرمد اُن جن زادوں سے باتیں کرتا ہوا
بالکل بھی نہیں گھبرا رہا تھا صلاح الدین کیساتھ رہتے ہوئے وہ ان سب کا عادی
ہو چکا تھا۔۔۔

سرمد --- ہم آپ پر بھاری ذمہ داری ڈال کر جائے گے -- راجہ گوپال کی حویلی
- خان بیاض کی حویلی اور یہ کالج آپ اذہان اور ہادیہ کے نام قانونی طور پہ کروا
دئی تجئی لے گا --- مکمران نے کہا --

جی ہاں اور اذہان کا علاج اور ہادیہ کی دیکھ بھال بھی آپکے ذمے ہوگی --- اقتان
نے کہا

اب چونکہ اپنی دنیا میں ہمیشہ کیلئے جانے کا وقت آگیا ہے -- ہمیں اُمید ہے کہ
زندگی اب پرسکون ہوگی --- زویا نے کہا

ہادیہ کا خیال رکھنا -- سدوش بولا

میں تمام واقعات کو سرکار کے سامنے لا کر صلاح الدین کا بھیانک چہرہ دُنیا کو دیکھا کر
یہ سب کرنے میں کامیاب رہوں گا --- سرمد نے کہا ---

اور ہاں سرمد اب جبکہ بیسیٹ کے جانے کا وق ہو گیا ہے تو اس کی
little beauty

یعنی کہ لبسمل کو آپ قانونی طور پہ ہادیہ کی چھوٹی بہن ثابت کر دے گے -- وہ
ہادیہ کیساتھ ہی رہے گی --- اِقتان نے کہا

میں بہت جلد اپنی شادی کا دعوت نامہ لیے اس دنیا میں ایک بار پھر آؤنگا
-- سرمد تب تک کی مہلت ہے تمہارے پاس -- یہ سب کام مکمل کر کے رکھنا
-- سمجھ گئی ہے -- آسمل نے کہا

اسد آپکو اور زویا کو ایک ساتھ ہمیشہ خوش رکھے۔۔ سرمد نے دعا دی

ایک منٹ۔۔ تمہیں کیسے پتہ کہ اسمل میرے ساتھ شادی کی بات کر رہا ہے۔۔ زویا نے اُس کی دعا سنتے ہوئے کہا

یہ شیطان کے اُس چیلے کیساتھ رہ کر ہر بات جانتا تھا۔۔ اسمل نے کہا اور ایک بلند پرواز بھری۔۔۔ مکران نے بھی اسمل کے پیچھے ہی پرواز بھری۔۔۔ اس کے بعد سدوش اور اقتان نے اور سب سے آخر میں زویا نے۔۔۔۔

لیکن پرواز بلند کرنے سے پہلے زویا نے مسکراتے ہوئے کالج کی تیسرے پورشن میں کھڑی بڑھیا کے عفریت کو دیکھا (جسے کبھی شیطانی بڑھیا کے نام سے پکارا جاتا تھا) لنگڑا کر چلتے ارشد بابا کی عفریت اور ایک جھلک اپنی ماں زرنور کی۔۔۔۔ یہ وہ

زویا مسکرائی می اس کی پرواز بھی بلند ہوگئی می ---

عدالتی کاروائیوں اور اذہان اور ہادیہ کے

DNA

میچ کرنے کی صورت میں خان بیاض کی حویلی راجہ گوپال کی حویلی اور کالج اذہان کے نام ہو چکا تھا۔۔۔

صلاح الدین کو غداری اور معصوم بیوی کی جان لینے کے جرم میں پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی۔۔۔

ہادیہ اپنی فیملی اور تائی فرحت کی فیملی کیساتھ خان بیاض کی حویلی میں شفٹ ہو گئی۔۔۔ راجہ گوپال کی حویلی جہاں صلاح الدین رہائش پذیر تھا فی الوقت بند کر دی گئی تھی۔۔۔ کالج کے انتظامات کا مکمل اختیار سرد عزم کو دے دیا گیا تھا وہی سرد عزم۔۔۔ زینت کی چھوٹی بہن ڈاکٹر عشرت کا شوہر۔۔۔۔

زندگی پرسکون ہو چکی تھی اور برائی ختم ہو چکی تھی۔۔۔

=====

چند مہینوں کے بعد۔۔

آج اذہان ہسپتال سے صحت یاب ہو کر حویلی پہنچ چکا تھا جہاں ہادیہ دادی ثروت بیگم۔۔۔ فرحت بیگم اور زینت بیگم کی فیملی نے اُن کا پُر تپاک استقبال کیا۔۔ اور پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت آج شموئیل اور ہادیہ کا نکاح بھی تھا۔۔۔

خان بیاضط کی حویلی برسوں بعد ایک بار پھر سے روشنیوں میں جگمگا اُٹھی۔۔۔ آج زینب اور اذہان کی اکلوتی بیٹی ونیزا اذہان کا نکاح تھا۔۔۔ رخصتی کو کچھ سالوں کیلئے مَو خر رکھا گیا تھا۔۔۔

وہ آج کے فنکشن میں بے حد تھک چکی تھی --- وہ اپنے بابا اذہان کے پاس
تھوڑی دیر بیٹھ کے دادی اور ثروت بیگم کے کمرے میں آگئی۔

میری بچی - ثروت بیگم نے اُس کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔

بیٹا۔۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ مشال کو اس کے کیے پہ معاف کیا لیکن اُس سے
دور رہنے کی کوشش کرنا۔۔ اسکو ہدایت دے۔۔ دادی نے ہادیہ کو محبت پاش
نظروں سے دیکھا۔

دادی وہ میری بہن میری کزن ہے۔۔ معاف تو مجھے کرنا ہی تھا۔۔ جانتی ہے دادی
اگر میں اُسے معاف نہ کرتی تو کیا ہوتا میں اُس سے انتقام لیتی اور میرے انتقام
لینے کی کوشش سے مجھے یہ رشتے چھوڑنے پڑتے اُن سے قطع تعلق کرنا پڑتا جو مجھے
بالکل بھی منظور نہیں۔۔ میں اپنی ماما کیساتھ دادی کیساتھ اور تائی می جان کی

فیملی کیساتھ اس حویلی میں خوش رہنا چاہتی ہوں۔۔ اور پھر اتنی قربانی تو میں دے ہی سکتی ہوں ناں۔۔۔ ہادیہ نے کہا ثروت بیگم نے ایک بار پھر اُس کے سر پہ بوسہ دیا۔۔

اچھا سو جائے۔۔ میں بھی سونے جا رہی ہوں ہادیہ نے کہا۔۔
وہ اپنے کمرے میں آگئی اور دروازہ بند کر لیا۔۔

اچانک اُس کے موبائل پر ریپ بجی۔۔۔ اُس نے حال ہی میں کچھ دن پہلے موبائل لیا تھا۔۔

کس کا میسج ہے۔۔ اُس نے موبائل سکریں آن کی۔۔

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com Page 860
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

Visit For More Novels : www.pdfnovelsbank.com Page 861
E-mail pdfnovelbank@gmail.com WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)

سک کون ہے؟ وہ کانپتے ہوئے بولی۔۔

ماما بابا۔۔۔ دادی۔۔ اُس کے خشک ہوتے گلے میں آوازِ رندھ گئی۔۔

سک کون ہو تم؟ ہادیہ نے ہمت کر کے پھر سے پوچھا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں ٹیس کے ذریعے اِقتان -- سدوش بھی اندر آئے -- مکمران بھی
ان کیساتھ تھا --

نکاح کی مبارکباد قبول کرو گڑیا -- اِقتان نے کہا --

ہم سب تمہیں نیک دعائیں دینے آئے ہیں اور ہاں اسمل نے تمہارے لیے یہ
تحائف بھیجے ہیں -- زویا نے کہا اور کمرے کے فرش کی طرف اشارہ کیا جہاں
رنگ برنگے چمکدار باکسز پڑے تھے --

اسمل کیوں نہیں آیا -- ہادیہ نے پوچھا --

سب کے قہقہے چھوٹ گئیے جبکہ زویا شرماتے ہوئے مسکراتے لگی --

وہ دراصل اسمٰئل نے منت مانگی تھی کہ اگر شہنشاہ حضور اسمٰئل اور زویا کے نکاح کیلئے راضی ہوگئی تو وہ چالیس دن بناؤ کے -- بنا کچھ کھائے پئیے - قصر القریش کے تالابوں کے پاس بیٹھ کر سورت القریش کی تلاوت کرے گا ---- ابھی ابھی وہ تلاوت القریش میں مصروف ہے --- سدوش نے مسکراتے ہوئے کہا ---

ہادیہ بھی مسکرا دی ---

ہادیہ میں اور اسمٰئل جلد ہی تمہیں -- شموئیل اور سرمد کو اپنی شادی میں شرکت کی غرض سے لینے آئے گے -- اور تم جانتی ہو ہم اپنی اپنی دُنیاؤں میں اپنی اپنی زندگیاں گزارے گے لیکن ہم ہمیشہ کانیکٹڈ رہے گے -- زویا نے کہا --

واؤ زبردست --- میں اُس پل کا انتظار نہیں کر پا رہی --- ہادیہ فرحت جوش سے
بولی ---

او کے ونیزا -- جانے کا وقت آگیا ہے اپنا اذہاں اور

little beauty

بسمل کا خیال رکھنا --- اِقتان نے کہا --

ہادیہ مُسکرا دی ---

=====

ہادیہ آج شموئی میل کی کسی بزنس کامیابی پر اُسے مبارکباد دینے ثروت بیگم دادی اور اذہان کیساتھ گئی تھی۔۔۔

مشال آج تنہا کالج گئی تھی۔۔ ڈرائیور نے پہلے بسمل کو سکول سے لیا اور پھر مشال کو لیے ہنٹر ٹاؤن حویلی کی طرف بڑھ رہا تھا جب مشال نے اُسے راجہ گوپال کی بند حویلی کی طرف جانے کا حکم دیا۔۔

بی بی سائی یس۔۔ وہ تو بند پڑی ہے ناں۔۔۔ ڈرائیور نے کہا

جیسا کہا ہے ویسا کرو۔۔ مشال نے غصے سے اُسے گھورا۔۔

کچھ دیر میں وہ بسمل کا ہاتھ پکڑے حویلی کے بند گیٹ کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

بسمل کے ننھے سے ماتھے پہ غصے سے بل اُبھرے ---

اُس نے مجھ سے میری محبت چھین لی اور تم سے تمہارے والدین -- بیٹا -- مشال
نے کہا

میں اُنہیں کبھی معاف نہیں کروں گی - بسمل روتے ہوئے بولی

میں بھی -- مشال نے کہا --

دُور بند حویلی میں قید -- ماضی کے کچھ لوگوں سے جڑی ایک آنجان عفریت نے
ننھی بسمل اور مشال کو دیکھا --

اس وقت حق کا پلڑا بھاری تھا لیکن ماضی میں برائی کا پلڑا بھاری رہا تھا اور
کوئی نہیں جانتا تھا کہ مستقبل میں کس کا پلڑا بھاری ہو گا۔۔۔؟؟؟

=====

ختم شدہ ---

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

www.facebook.com/groups/novelbank